TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222515
UNIVERSAL LIBRARY

بتوفیق حسن آرای بیان ناطق فرمای زبان

از تصنیفات ناظم بیمثال شاعر شیرین مقال لسان الملک سامی المسلک جناب مولوی مرزا آغا حسین صاحب آغا تخلص

دیوان آغا

بفرمائش میر کاظم حسین وکیل دیوانی ولد الصحیح نواب التمش جمعی مرزا حامد حسین بیگ در ...

در مطبع عجائب مجمع محمدی آگرہ باہتمام سید محمد علی رفیق الطباع طبع یافت

۸۹۱۵۴۳۱۵
آ ۱۰۷۵۸
CHECKED 1956
تنقیح ۶۲
1952
Checked 1952
CHECKED 1957

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر حمد و نعت مین مطلع ہوا دیوان کا
نور اس بیت الصنم مین ہے خدا کی شان کا

کونسی وہ شی ہے جسمین نور کا جلوہ نہین
غافلو ہر بت نمونہ ہے خدا کی شان کا

منہ دیا منہ مین زبان دی اور زبانکو ذائقہ
شکر نعمت کیجئے یا شکر اس احسان کا

آدمی کو اشرف المخلوق کہنا ہے بجا
ہوگیا عرش معلی تک گذر انسان کا

آیۂ لولاک تیری شان مین نازل ہوا
سب پہ روشن ہے کہ تو باعث

تو مخاطب ہے خدا کا تجھسے فرمایا خطاب
ہے سند حجت پہ میری ہر

ہل اتی ہے جسکی مدحت لافتی ہے جسکا وصف
شامیانہ چرخ ہے اوس شاہ کے ایوان

وہ وصی مصطفی ہے وہ علی مرتضی
مدح حاضر مین کرون اب وصف اوسکی شان

رہنما سے خضر ہے تو یا امیر المومنین
ہے سلیمان بھی تو اک خادم تیری سلمان

نور اقدس ہی ستارے ہوگئے روشن تمام
آفتاب اک قمقمہ ہے آپ کے ایوان

نعرۂ تکبیر تیرا سنکے کہتا تھا یہ کفر
آج کعبہ مین بھی جھنڈا گڑ گیا ایمان

مست روشن دل ہون پی کر بادۂ خم غدیر
یہہ علی کا عین مجھکو عین ہے عرفان کا

قاقم و سنجاب سی بڑھکر ہے فرش بوریا
ہے بنات النعش سی بہتر کھٹولا بان کا

خوانِ نعمت سی کہین بڑھکر ہے کشکول گدا
نانِ نعمت سی سوا ہے ایک ٹکڑا نان کا

نام کو آغا ہے لیکن ہے غلام مرتضیٰ
اوسکو بہکائیگا کیا مقدور ہے شیطان کا

مداح ہون مین دل سے محمد کی آل کا
مشتاق ہون وصی نبی کے جمال کا

خواہان گہر کا ہون نہ مین طالب ہون لال کا
مشتاق ہون تمہارے دہن کے اوگال کا

دیکھو تو ایک جا پہ ٹھہرتی نہین نظر
لپکا پڑا ہے آنکھہ کو کیا دیکھہ بھال کا

کیا اونسی فیض پہنچے جو خود تیرہ بخت ہین
کھلتے نہ دیکھا ہمنے کبھی پھول ڈہال کا

ہم ہین فقیر دولت دنیا سے کام کیا
بہتر ہے جام جم سے پیالہ سفال کا

دانہ دکھا کے دام مین عنقا کو لاؤنگا
مضمون لکھہ رہا ہون تری خط و خال کا

سو جان سے فدا ہون محمد کے نام پر
جسنے بتایا فرق حرام و حلال کا

وہ آنکھہ بھی اوٹھا کے ہمین دیکھتے نہین
رتبہ پہونچ گیا ہے یہہ رنج و ملال کا

کس زندگی کیواسطے دولت کی آرزو
دیکھو نتیجہ غور سے قارون کے مال کا

اقبال گر نہین ہے تو انکار کیجئے
کچھہ دیجئے جواب ہمارے سوال کا

مٹھی کو کھولکر ید بیضا دکھاتے ہین
ناخن یہ اونکے ہوتا ہے دہوکا ہلال کا

شاعر غضب کے ہوتے ہین ہرگز نہ چوکتے
موقع نہین دہن مین ترے قیل و قال کا

ای رشک مہر دل مین غصہ ہی کیلئے
یہہ وقت میری جان نہین ہی جلال کا

تاریکی لحد سے کچھہ آغا نہ خوف کر
دامن ہی تیرے ہاتھہ مین زہرا کے لال کا

وحشت ہماری سنکے کلیجا دہل گیا
صحرا کو خالی چھوڑ کے مجنون نکل گیا

باغ جہان سے باد خزان کا عمل گیا
فصل بہار آ گئی موسم بدل گیا

تونے کیا سفید سیہ کا خلل گیا
دم بھر مین رنگ دفتر عصیان بدل گیا

تیر نگاہ یار بھی کیا بر محل گیا
سینہ کو توڑ کر مرے دل سے نکل گیا

جوبن عیان ہوا قد موزون یار مین
نخل مراد بار تمنا سے پھل گیا

شانہ نے سیدھا کر دیا سر سے اوتار کر
برسون مین آج کاکل پیچان کا بل گیا

یہہ کسنے میرے سینہ پہ رکہا ہی آکے ہاتھ
حیران ہون کہ دل مرا کیونکر سنبھل گیا

زلفون مین دل پھنسا تہا بڑی خیر ہو گئی
آیا ہوا عذاب مرے سر سے ٹل گیا

عشق بتان مین دل کو تو پہلے ہی رو چکے
اک دم رہا سو آج گیا یا کہ کل گیا

لاکہون ہی قتل ہوونگے اللہ کی پناہ
تیغ نگاہ یار کا گر وار چل گیا

تمہیں نگاہ پڑتے ہی کیا جانے کیا ہوا
سینہ مین گھسکے کوئی کلیجا مسل گیا

کل شمع گل جو ہو گئی محفل مین یار کی
بلبل تو شاد ہو گئی پروانہ جل گیا

ہم جان سے گذر گئے اونکو خبر نہین
کسکے گلے پہ خنجر بیداد چل گیا

سنکر خبر بہار کی یہہ طرفہ گل کھلا
آغا بھی اپنے جامہ سے باہر نکل گیا

آئی پھر فصل بہاری پھر مین دیوانہ ہوا
ایجنون جاما میرا پھر سوے ویرانہ ہوا

موزیون سے بھی مرا جنگل مین یارانہ ہوا
شیر کا پنجہ براے موے سر شانہ ہوا

آگیا رونے مین گر دندان جانان کا خیال
جو گرا آنسو وہ مروارید کا دانہ ہوا

دل گذر گاہ خیال بت ہوا آفت ہوئی
دیکھتے ہی دیکھتے کعبہ کا بتخانہ ہوا

بال جب اوسکے رہا دام بلا مین کچھہ نہ فرق
بن گیا مار سیہ گیسو مین جب شانہ ہوا

بل بے اے تاثیر ذکر خوبی گیسوے یار
جسنے افسانہ سنا بس وہ ہی دیوانہ ہوا

شعلہ رو کی بزم مین جبدم ہوئی افروختہ
شمع کی چربی نکلوانے کا پروانہ ہوا

دست رنگین مین لیا جب یار نے تسبیح کو
دانۂ مرجان ہر اک تسبیح کا دانہ ہوا

یان تلک دست جنون زنجیر پا توڑا گیا
گڑہتے گڑہتے بیڑیان حداد دیوانہ ہوا

وامق و فرہاد و مجنون سے ہی بڑھکر آج کل
ہر گلی کوچہ مین آغا تیرا افسانہ ہوا

ذرا گیسو کو سلجھایا تو ہوتا
ہمین اندھیر دکھلایا تو ہوتا

مرے آنے سے ناخوش گر ہوئے تھے
چلا جا منہ سے فرمایا تو ہوتا

کوئی جاتا ہے جان سے آج اپنی
یہہ اوس کافر کو سمجھایا تو ہوتا

مرے گھر پر نہ آنا تھا نہ آتے
کسی سے مجھکو بلوایا تو ہوتا

نہوتا وصل گر ہم سے نہ ہوتا
ہمارا اوس کا ہمسایا تو ہوتا

مرے دل مین رہی حسرت ہمیشہ
کبھی اک بوسہ دلوایا تو ہوتا

مسیحائی مین ہو مشہور صاحب
کوئی اعجاز دکھلایا تو ہوتا

کبھی وہ فاتحہ پڑہنے نہ آیا
کہ میری قبر پر سایا تو ہوتا

نکلتین حسرتین آغا کے دل کی
کسی دن مجھ تلک آیا تو ہوتا

محفل مین شمع رو کی یہ افسانہ ہو گیا
بلبل بنا کوئی کوئی پروانہ ہو گیا

وہ رند بادہ کش ہون کہ ساقی کے ہجر مین
دل پر ہوا جو داغ وہ پیمانہ ہو گیا

کیونکر وبال جان نہو مجھکو یہہ زندگی
زلفون کو دیکھتے ہی مین دیوانہ ہو گیا

الجھی جو زلف ہو گیا اندھیر سر بسر
مار سیاہ بن گئی جب شانہ ہو گیا

وحشت نے میری نحس قدم مجھکو کر دیا
آبادی مین قدم رکھا ویرانہ ہو گیا

ای جان جان ہے شکوہ گردون دون عبث
بہ ہین جو اپنی دل تھا وہ بیگانہ ہو گیا

بوسہ جو مین نے مانگا تو منہ پھیر کر کہا
اے شخص تو سڑی ہے کہ دیوانہ ہو گیا
کچھ آدمی ہی پر نہین موقوف عشق ہے
قربان دیکھو شمع پہ پروانہ ہو گیا

آغا اوٹھاتے پائے نہ ہم لطف میکشی
لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہو گیا

پاؤن بھی ہوینگے اور دشت مغیلان ہوگا
ہاتھ پھر ہوینگے اور اپنا گریبان ہوگا
دل وحشی تو نگر عشق پریشان ہوگا
مثل آئینہ کے پھر ششدر و حیران ہوگا
گر یہی عشق کا آغاز ہے تو سن لینا
لاش ہو ویگی مری کوچۂ جانان ہوگا
ڈوب کر مرنیکا شوق اوس سے ہی پوچھ اے اقبال
جسنے دیکھا یہہ تیرا چاہ زنخدان ہوگا
کبھی تھی دام مین صیاد کے رو کر بلبل
اب کبھی ہمکو میسر نہ گلستان ہوگا
جتنے دنیا مین ستم چاہے تو کرلے مجھپر
حشر مین ہاتھ مرا تیرا گریبان ہوگا

جان دی بیٹھیگا اک روز تو اے سیر آغا
وہ نہین حال کا تیرے کبھی پرسان ہوگا

شدت ضعف نے یہ حال بنایا اپنا
جسم مجنون مین ہوا تنگ تلو کا اپنا
یار رہتا نہین وہ نور کا پتلا اپنا
خاک مین مل گیا تسخیر کا دعوی اپنا
میکشو نہین نہ کوئی مجھسا نمازی ہوگا
در میخانہ پہ بچھتا ہے مصلا اپنا
وصل کی رات بہت طول ہوا آخر کار
مختصر یہہ ہے کہ فیصل ہوا قصا اپنا
گل کھلا کر ابھی بلبل کو جلاؤن کیا کیا
وہ عنایت کرین گر نور کا چھلا اپنا
رب ارنی کی صدا ہوا ابھی بت بول اوٹھین
آپ دکھلائین اگر دیر مین جلوا اپنا
آئنہ خانہ مین چل بیٹھیئے دو چار گھڑی
دیکھتا ہو وے جو منظور تماشا اپنا
جیتے جی خویش و اقارب تھے پس مرگ افسوس
خاک مین داب دیا کوئی نہ سمجھا اپنا

کسی صیاد کی پڑ جائے نہ چڑیا پہ نظر — آپ سرکائین نہ محرم سے دوپٹا اپنا
آپ سو بار اوکہڑ جائین نہین کچہہ پروا — جم گیا ایک پریزاد سے نقشا اپنا
دام محرم مین پہنسا یاہی خدا خیر کرے — آشیانہ نہ بنا بیٹہے یہ چڑیا اپنا
گر مخوائی نے تری ذبح کیا ای قاتل — ایک دم بہی نہ کلیجا ہوا ٹہنڈا اپنا
رند مشرب ہین کسی سی ہمین کچہہ کام نہین — دیر اپنا ہے نہ کعبہ نہ کلیسا اپنا
ہے وہی سر وہی سودا وہی جوش وحشت — فصل تبدیل ہوئی رنگ نہ بدلا اپنا
اونکی زلفونکو یہہ دعوی ہی کہ ہم کالے ہین — ہنسے بیچے نہین دیکہا کبہی مارا اپنا

غیر سے رکہیے نہ امداد کی امید آغا
کام آتا ہے مری جان بہروسا اپنا

جب دکہانا ہوا منظور تماشا اپنا — اوسنے ہر رنگ مین دکہلا دیا جلوا اپنا
درد دل ضعف جگر شدت تپ حالت نزع — تیری فرقت نے عجب حال بنایا اپنا
دشت غربت مین جنون نے مری ہمراہی کی — غیر نے ساتہہ دیا کام نہ آیا اپنا
چادر ابر مین منہ اپنا چہپاوے مہتاب — کہولدین آپ اگر چاند سا مکہڑا اپنا
وصل کی رات اندہیری ہی ہمین بہتر تہی — دشمن جان ہوا کیون نور کا تڑکا اپنا
مجہسے تقریر مین ہووے گی مقابل کیا خوب — منہ تو بنوائے ذرا بلبل شیدا اپنا
ہاتہہ دونون مری گردن مین حمائل کیجے — اور غیرونکو دکہا دیجے انگوٹہا اپنا
وہ بہی کیا دن تہی کہ کچہہ فکر نہ تہی دنیا کی — چوستے تہے لب و دندان سے انگوٹہا اپنا
سامنا بہی نکیا شرم سے مغرب مین چہپا — ہمنے خورشید کو جب داغ دکہایا اپنا
تہوڑی سی خاک اوڑا دیجیو اے باد صبا — پوچہے احوال جو وہ رشک مسیحا اپنا
قاصد اکہیو جو کچہہ تیری زبان یاری دے — پوچہے احوال جو وہ رشک مسیحا اپنا

ناز آغا کبہی احباب زمانہ پہ نکر

کام آتا ہے میرے جان بہروسا اپنا

دل بیتاب مین واقف ہون ترے بدخو کا
اوسکے بے دیکہے نہوگا تو کبہی قابو کا

کیا ہی تلوار کا منہ کیا ہے زبان خنجر
کوئی کر سکتا نہین وصف تری ابرو کا

پابزنجیر مجہے دیکہکے ہنس کر بولے
کیا یہ دیوانہ ہے میرے ہی سر گیسو کا

دیکہکر بلبل تصویر اوسے جی اوٹہتی ہے
بڑہکے عیسی سے بہی ہی معجزہ اوس گلرو کا

جاے سبزہ مری تربت پہ اوگیگا سنبل
عاشق زلف ہون کشتہ ہون غم گیسو کا

خون دل روتا ہون اور لخت جگر گرتے ہین
میری آنکہون مین تو باقی نہین اب آنسو کا

اک جہان آنکہونمین تاریک ہی جینا ہی بال
ہر گہڑی مجہکو تصور ہے ترے گیسو کا

دیکہکر اوس قد رعنا کو کہا قمری نے
مدعا آج نظر آیا مجہے یا ہو کا

دست گیری کی کسی سے نہین امید آغا
زور کام آتا ہے اپنے ہی فقط بازو کا

تری خاطر مزا دیکہا بہت داغ جوانی کا
بیان کیا کیا کرون اے دل مین تیری مہربانی کا

سنا جسنے مرا قصہ نہ سویا چین سے ہرگز
پریشان ہو نہین اولٹا ہی اثر میری کہانی کا

ہنسا وہ تند خو اس صورت غمگین کو جب دیکہا
ہوا مضمون مین اپنے ہی رنگ زعفرانی کا

تپ فرقت سی جلتا ہون مگر اف تک نہین کرتا
یہ مین نے شمع سے سیکہا ہی شیوہ بے زبانی کا

تمہارے خال کی توصیف لکہہ سکتا نہین کوئی
کیا ہی باطل اس مضمون نے دعوی نکتہ دانی کا

تپ فرقت ارسطو کے بہی نسخہ سے نہین جاتی
علاج ظاہری کیا کیجے درد نہانی کا

نہین بے وجہ آئینہ سی مجہکو رشک اے خود بین
تقاضاے محبت ہے یہ عالم بدگمانی کا

کریگا موشگافی خوب تو مضمون عالی مین
رہیگا گر ابہی سے شوق آغا شعر خوانی کا

کیا حال پوچہتے ہو دل داغدار کا
سینہ ہمارا تختہ ہے ایک لالہ زار کا

پستان نہین ہین یہ قد موزون یار مین
پیوند سرو مین ہے مقرر انار کا

رکھا ہے برگ گل سے ہر اک کنج باغ مین
بچھا ہے دام مرغ چمن کے شکار کا

صحن چمن ہے یار ہے بزم نشاط ہے
ساقی شراب لا کہ ہی موسم شراب کا

فرہاد و قیس دونون ہین شاہنشہ جنون
مالک یہ دشت کا ہی تو وہ کوہسار کا

چون گوش روزہ دار بالله اکبرست
مستونکو انتظار ہے فصل بہار کا

کیا خاک کوئی قوت بازو یہ بل کرے
کنج لحد اکھاڑا ہے اسفندیار کا

زلفون کی بو سے نافہ کا دم بند کر دیا
نام اوٹھہ گیا جہان سے مشک تتار کا

کب اہل آبرو کو زمانہ مین چین ہے
سینہ چھدا ہوا ہے در شاہوار کا

زخمی ہزارون کر دیئے تیر نگاہ سے
اچھا طریقہ سیکھے ہو جانی شکار کا

آغا ہزار جان ہی مشتاق قتل ہے
للہ ایک اور بھی چرکا کٹار کا

بعد از فنا مقیم ہوا کوئے یار کا
پونہچا فلک پہ پاؤن ہمارے غبار کا

گیسو ہین اون کے آئنہ رو کے متصل
اوترا ہے کاروان یہہ حلب مین تتار کا

مین دھجیان اوڑاؤنگا دامان دشت کی
باد صبا کو لانے دو مژدہ بہار کا

افزودئی مراد پہ جھکتے چلے گئے
ہم مین خواص ہے شجر باردار کا

اوڑنے مین شکل تخت سلیمان ہی بوریا
کیون عرش پر دماغ نہو خاکسار کا

ای آہوے حرم ہی خدا حافظ اب ترا
اوسکو ہوا ہے شوق ہرن کی شکار کا

بکھری ہین اوسکے چہری پہ گیسوے مشکبو
چڑھ آیا بادشاہ حلب پر تتار کا

آغا کسی طرح مجھے آرام ہی نہین
مژگان کی گہ خلش کبھی کھٹکا ہے خار کا

نہ گریبان کا اولجھنا نہ کچھ دامن کا
جوش وحشت مین کسی ہوش ہے پیراہن کا

ہووے آزاد کو کسواسطے غم رہزن کا
دوست کا غم ہے نہ اندیشہ مجھے دشمن کا

زخم ہائے کف پا سینے کو مجھہ وحشی نے
خار صحرائی سے بھی کام لیا سوزن کا

دشمن و دوست کی ہو جاتی ہی دانش سی تمیز
زلف او وہ مژگان لگی یان مرا ماتہا ٹہنکا

فصل گل آتے ہی ہر سال ترے وحشی نے
سلسلہ توڑا ہے ایک آن مین سو من کا

فیض جاری ہی تری وقت مین بہی اچہوتی نے
خار صحرائی یہ سایہ ہے مرے دامن کا

پہر دن رو یاسی بالیدہ لیونکی غم مین
پڑگیا ہاتہہ جو ایک پہول کہین سوسن کا

اے اجل پہر خدا دیکر ایک دم کی
خنجر یار ہے مشتاق مری گردن کا

رو برو آپ کی آنکہون کی چکارے کیا ہین
شیر بچتا نہین مارا ہوا اس چتون کا

شکر صد شکر کہ حاجت نہ رہی بیعت کی
سلسلہ ہاتہہ پڑا خوب مرے آہن کا

کیا تکلف ہی او داہنٹ مین کہ مین حیران ہون
لب نازک کہون یا پہول کہون سوسن کا

لاکہون مجروح ہوی سیکڑون جان سی گذرے
لوہا مانا ہے زمانے نے تری چتون کا

خوب رویون کی محبت کے لیے ای آغا
ہووے پتھر کا کلیجہ تو جگر آہن کا

محو نظارہ ہوا موسی عمران تیرا
عیسی دم پہرتا ہے ای عیسی دوران تیرا

کہئے ایمان جسے یہ ہے چہرہ وہ جانان تیرا
کافر زلف بھی پڑہتے ہین یہ قرآن تیرا

سر کرے تن سے جدا خنجر بران تیرا
میری گردن یہ ہو جلاد یہ احسان تیرا

کلمہ پڑہتے ہین سب گبر و مسلمان تیرا
زلف و رخ دیکہہ کے عالم ہی ثناخوان تیرا

ایک سی ایک زیادہ ہے جہان مین شرو
کسکا ثانی نہین اے جان نگران تیرا

سیب آسیب ہوا ای جان جہان یوسف کو
دیکہے بازار مین گر سیب زنخدان تیرا

گر مرا از سر کشتن دہد آن یار عزیز
تو بھی مین یہی کہون بندہ یہ احسان تیرا

آنکہہ کو نور سر طور نظر آتا ہے
یاد آجاتا ہے جدم رخ تابان تیرا

کیا نزاکت ہے لطافت ہے کہ اللہ اللہ — صورت آئینہ ہر عضو ہے جانان تیرا

تیر مجنون یہ کہا کرتا ہے آغا ہر روز
قیس آباد کیا مین نے بیابان تیرا

ہے یار پاس ذکر ہے چنگ و رباب کا — ساقی شتاب دے کوئی ساغر شراب کا
دریا مین دور چلتا ہے جام شراب کا — ساقی ہوا سے بہرتا ہے ساغر حباب کا
بس منہ سے اب اوٹہائیے پردہ نقاب کا — ہم بہی تماشا دیکہین گل آفتاب کا
کب عکس آئینہ مین ہے روے جناب کا — پانی مین پہول ڈال دیا ہے گلاب کا
دنیا مین اب نہین کوئی تیرے جواب کا — منہ پہر گیا ہے آگے ترے آفتاب کا
اللہ رکہے آئینہ کی آبرو صنم — منہ پہر گیا ہے آگے ترے آفتاب کا
سامان عیش ہے ترے سامان رنج ہے — ساقی نہو تو خاک ہے پینا شراب کا
صیاد بلبلون کو نکر فصل گل مین قید — ناحق کو مبتلا نہو تو اس عذاب کا
قمری کو قد یار پہ ہے سرو کا گمان — دہوکہ ہے عندلیب کو رخ پر گلاب کا
قاتل نے ٹکڑے ٹکڑے کیا نامہ بر کو وہان — یان منتظر ہون مین ابہی خط کے جواب کا
بجلی چمک کے اب آتی ہے سامنے — پونہچا فلک پہ شور ہے اضطراب کا
ہمنے سنا کہ رات کو رندون کی بزم مین — عمامہ اوچہلا شیخ فضیلت مآب کا

کیونکر نہ خاکساری مین ہو عرش پر دماغ
آغا کو ہے وسیلہ شہ بوتراب کا

ہر فن مین ہین کامل ہمین کیا کیا نہین آتا — البتہ کسی دل کا دکہانا نہین آتا
کس دل مین مزا عشق و الم کا نہین آتا — رونا نہین آتا کسے ہنسنا نہین آتا
کیون ذہن مین کچہہ وصف دہن کا نہین آتا — کیون دام مین صیاد کے عنقا نہین آتا
عشق رخ گلرنگ مین بکنا نہین آتا — نالہ مجہے اے بلبل شیدا نہین آتا

صحرا کا بگولا ہے یہ اک خاک ہے برباد / اے قیس حزین ناقہ لیلی نہین آتا

مرنے کا نہین غم ہے مگر فکر ہے اتنی / بالین پہ مرے کیون وہ مسیحا نہین آتا

کیون کرتا ہے بیہودہ مری چشم سے دعوی / اے ابر تجہے خاک برسنا نہین آتا

کہتا ہے مجہے مار کے ٹہوکر مرا قاتل / او بسمل بیتاب پہڑکنا نہین آتا

پوچہا کیا اون سے طلب مین نے تو ہنسکر / کہنے لگے کچہ آپ کا دینا نہین آتا

گروہ ہین خفا دیکہتے ہین ہم بہی کہ کب تک / خوبی مقدر کا ستارا نہین آتا

مہمان ہے دو دن کا شباب ای بت خودسر / پہر پہر کے کہین حسن دوبارا نہین آتا

دل سنگ دلون کو دیا کیا تمنے سمجہکر / پتہر کے مقابل کبہی شیشا نہین آتا

طغیانی سیلاب سرشک اپنی کہون کیا / اس طرح کبہی جوش پہ دریا نہین آتا

وہ شعلہ جانسوز ہے حسن رخ پر نور / جس نور کے آگے کبہی موسی نہین آتا

زیبا نہین مجنون کو خریداری لیلی / سودائی کو لینا کبہی سودا نہین آتا

اکثر وہ کہا کرتے ہین اغیار سے ابتو / مدت ہوئی اس کوچہ مین **آغا** نہین آتا

ترے جلال سے خورشید کو زوال ہوا / ترے جمال سے مہتاب کو کمال ہوا

خرام ناز مین اونکو یہ کب خیال ہوا / کہ دل کسیکا لیا کوئی پائمال ہوا

شباب سے تری رنگت کا طرفہ حال ہوا / سپید جوڑا جو پہنا بدن مین لال ہوا

جو وصل یار کی تدبیر کی وصال ہوا / خیال عیش کا آیا تو اک ملال ہوا

ہلال بدر ہوا بدر سے ہلال ہوا / یہان کمال کسیکا نہ بے زوال ہوا

ہزارون سیکڑون پیدا ہوے ہوے ناپید / نہ ایک دم بہی زمانہ کو اعتدال ہوا

رقیب قتل ہوا اوسکی تیغ ابرو سے / حرام زادہ تہا اچہا ہوا حلال ہوا

بتون کا ظلم کسی نے سنا نہ محشر مین / خدا سے بہی مرا جہگڑا نہ انفصال ہوا

کئے ہین خون ہی کسی کے یہ دست یار رنگین
شکار تازہ کوئی آج کیا حلال ہوا

جلایا مجھکو تو تجھکو بھی لگ گیا دھبا
جگر پہ داغ مرے رخ پہ تیرے خال ہوا

جو مین جنون مین گیا سوے دشت ای آغا
تو مجھکو دیکھکے دیوانہ ہر غزال ہوا

بجاے اشک مژگان پر اگر لخت جگر ہوگا
ترا احسان میرے حال پر ای چشم تر ہوگا

قرینہ ہی حسینون سے یونہین گر مہر و الفت کا
زیادہ ماہ سے روشن مرا داغ جگر ہوگا

جو صحرا کو چلین آہو ہمین آنکھین دکھاینگے
ہمارا چین ہم چشمون کو کب مد نظر ہوگا

طبیبو تم ہو دیوانے مجھے سوداے کاکل ہے
اگر صندل لگاؤگے زیادہ درد سر ہوگا

مثل مشہور ہے صاحب کہ دل ہی راہ ہے دل کو
کھلیگی فصد لیلی کی تو مجنون کو اثر ہوگا

کشش الفت کی لائی کھینچکر یوسف کو زندان سے
سواد مصر مین بھی قافلہ کا اب گذر ہوگا

نظر بازو بچے آگے آپ کا آنا نہین اچھا
نظر وہ چیز ہے جسکا کہ پتھر مین اثر ہوگا

دوشالہ شال کشمیری امیرون کو مبارک ہو
گلیم کہنہ مین پیارا فقیرون کا بسر ہوگا

نہ وصل یار کا طالب ہوا اس عمر دو روزہ مین
خوشی ہے ایک شب کی اور رونا عمر بھر ہوگا

بہائینگی روئینگی آنکھین گناہون کی ندامت سے
اوٹھینگے جب قیامت کو کفن بھی اپنا تر ہوگا

سنا ہی اونکے کوچہ مین پڑے ہین پر کبوتر کے
گمان ہوتا ہے آغا وہ ہمارا نامہ بر ہوگا

ہمارے سامنے کچھ ذکر غیرون کا اگر ہوگا
بشر ہین ہم بھی صاحب دیکھئے ناحق کا شر ہوگا

نہ مڑکر تو نے دیکھا اور زمین تڑپا تہ خنجر
نہ دل ہوویگا تیرا سا نہ میرا سا جگر ہوگا

مین کچھ مجنون نہین ہون جو کہ صحرا کو چلا جاؤن
تمہارے در سے سر پھوڑونگا سودا بھی اگر ہوگا

چمن مین لائی ہوگی تو صبا مشاطگی کرکے
جو گل سے آگے لپٹتا ہے کسی بلبل کا پر ہوگا

تری کا بھی وہی مالک ہی جو مالک ہے خشکی کا
مددگار اپنا ہر مشکل مین شاہ بحر و بر ہوگا

تصور زلف کا گر چھوڑ دوں مژگاں کا کھٹکا ہے
بہم سر کے درد سے فرصت ملی درد جگر ہوگا

طبیبو تم عبث آئے میں کشتہ ہوں فرنگن کا
مری تدبیر کرنیکو مقرر ڈاکٹر ہوگا

کسی کو کوستے کیوں ہو دعا اپنی لیئے مانگو
تمہارا فائدہ کیا ہے جو دشمن کا ضرر ہوگا

مزا آئیگا دیوانوں کی باتوں میں پریزادو
جو آغا کا کسی دن دشت مجنوں میں گذر ہوگا

صبا چکراتی پھرتی ہے گلوں کو ہو گیا کھٹکا
کمر سے تمنے کیوں باندھی ہے بلبل چشم کا پٹکا

کہاں کی دل لگی اے بلبلو وہ دل شکستہ ہوں
غش آئیگا مجھے گلشن میں غنچہ بھی اگر چٹکا

ہزاروں مرغ دل الجھے ہوئے ہیں دام گیسو میں
خدا کیواسطے دینا نہ اپنی زلف کو جھٹکا

شراب ارغوانی کا بہت مدت سے پیاسا ہوں
لگا دی آج تو پیر مغاں منہ سے مرے مٹکا

کڑی جھیلے ہوئے تھا زلف کے سودے میں دیوانہ
ہلا کر زلف تمنے کیوں دیا زنجیر کو جھٹکا

زبردستی لیا روسے بت یار کا بوسہ
مزا ہے اس نمک پر بھی لگا محصول بوسہ کا

کبھی تو رحم آئیگا نہ لینگے وہ خبر کب تک
میں پیشانی سے گھس ڈالونگا پتھر اونکی چوکھٹ کا

اذانیں تو دیا کر اے مؤذن کون سنتا ہے
شب وصل صنم دشوار ہے موقع ہی کرو لٹکا

تلاش بت میں دیوانہ نے کیا کیا خاک چھانی ہے
دل ناداں حرم میں دیر میں کس کس جگہ بھٹکا

یہ کیا انصاف ہے مجھسے کدورت گر نہیں باقی
دیا کسواسطے ساقی نے مجھکو جام تلچھٹ کا

ادی چلتے ہوئے دیکھا تو یہ ہچکی ہے
رقیب روسیہ ہے یا کوئی مردہ ہے مرگھٹ کا

تیرے بیمار فرقت کا یہاں تک حال پہونچا ہے
چلے آتے ہیں غش پر غش نہیں ہے ہوش کروٹ کا

وہ ہندو یہ مسلماں وہ پری ہے اور یہ دیوانہ
مرے دل کو تو دیکھو جا کے کس کافر سے ہے اٹکا

ستم ہے یار کا کہنا نہ لیتو اسطرح مجھسے
حجاب آتا ہے آغا چھوڑ دو پردہ جھجھک کا

سکہ داغ جنوں ملتے جو دولت مانگتا
تنگ کرتی مفلسی گر میں فراغت مانگتا

رنج سے فرصت نہ ملتی مین جو راحت مانگتا — بوجھ ہوتا سر پہ گرفتارون کی دولت مانگتا

گر مجھے ہوتی خبر میرا مسیحا آئیگا — اے اجل اک دم کی مین بھی تجھسے مہلت مانگتا

خضر کی سی زندگی ہوتی جو مجھ ناکام کی — مین دعای وصل جانان تا قیامت مانگتا

اشک کے دریا نے رکھلی آبرو ای چشم تر — مرتے دم دو گز زمین کیا بہر تربت مانگتا

کسکی آمد آمد اپنے کلبۂ احزان مین ہے — پیشوائی کو ہی دل پہلو سی رخصت مانگتا

در گذرتا جان تک کرتا نہ مین اوس سے عزیز — تجھسے دربان در جانان جو رشوت مانگتا

نزع تک دیدار کی حسرت رہی مشتاق کو — اسے مسیحا مر گیا بیمار شربت مانگتا

در بدر پھرنے سے نصیر ہی قدر کھوئی ای فلک — اونکے دلمین ہی جگہہ ملتی جو خلوت مانگتا

منتین کرکے چھڑاتا بلبلون کو دام سے — مین زر گل دیتا گر صیاد قیمت مانگتا

آدمیت سی ہین دور ان زاہدونکی قول و فعل — حق ہورونکی تہا میرا کیون مین جنت مانگتا

جان دی ناحق کو مکارہ کے دم مین آنکر — کوہ کن شیرین سے محنت کی جو اجرت مانگتا

قصد کرتا گر بلندی کا تو پستی دیکھتا — کند ہو جاتی طبیعت گر مین جودت مانگتا

زلف کے جنجال مین پھنسنے کی خود کرتا دعا — مین سڑی تہا جو خدا سے اپنی شامت مانگتا

قایل اپنی گفتگو سے غاص کا ہوتا کلیم — سعدی شیراز بہی مجھسے فصاحت مانگتا

یار ہوتا باغ ہوتا ایسے گر ہوتے نصیب — مے کشی کی محتسب سی مین اجازت مانگتا

دشت وحشت خیز مین عریان ہی آغا آپ ہی
قاصد جانان کو کیا دیتا جو خلعت مانگتا

ضعف زور اپنا جتاتا مین جو طاقت مانگتا — پست ہو جاتی مری ہمت جو رفعت مانگتا

بے سبب زاہد نہین خالق سی جنت مانگتا — زہد کے بدلے مین ہی مزدور اجرت مانگتا

پردہ پوشی عشق کی منظور گر ہوتی اوسے — حسن ہی روز ازل مریم کی عفت مانگتا

داغ کی تہمت لگاتے شاعر عالی دماغ — مین اگر خورشید کی مانند رفعت مانگتا

تو اگر دیتا اجازت مانگنے کی ای کریم
مانگتا مین کیا فقط تیری عنایت مانگتا

کیا کرون ای ضبط گریہ کچہہ نہین میرا قصور
وہ جو ملجاتے تو رونے کی اجازت مانگتا

ماشاء اللہ کیا صفائی ہی تمہارے حسن کی
دیکہتا یہ رخ تو آئینہ کدورت مانگتا

تیرہ بختی نے نہ چہوڑا ایک دم بہی ہمرا
رنج آگے سے مرے ٹلتا تو راحت مانگتا

مسکرایا تہا ذرا غنچہ کہ بس مرجہا گیا
جا ئے عبرت ہی یہان کیا مسرت مانگتا

بے ادب ہرگز نہ رکہتا پاؤن مین گلزار مین
باغ مین جاتا تو بلبل سے اجازت مانگتا

آب خنجر سے کیا سیراب سب کو یار نے
رہ گیا مقتل مین مین جام شہادت مانگتا

آرزو کرتا جو سرسبزی کی ہوتا پائمال
ابر چہینٹے دیتا گر باران رحمت مانگتا

جبہہ سائی کرکے گہس ڈالا لکہا تقدیر کا
نسخئی تقدیر کیا تحریر قسمت مانگتا

طوق کہتا ہے کہ گردن کو بڑہاؤ اس طرف
سلسلہ زنجیر کا ہے مجہہ سے بیعت مانگتا

تیرے کشتہ کو تو اول ہی سے مرنا تہا قبول
کیون دوا عیسی اسے بیمار محبت مانگتا

دل دکہاتا مین کسی کا کل جو اپنے عہد مین
ہر بشر صورت سی میری آج نفرت مانگتا

مین سمجہتا تہا دعا کا ہے مری اولٹا اثر
خشک ہو جاتے سمندر گر تراوت مانگتا

کا ہیکو ڈہونڈے یہ پہرتا کیون طلب کرتا نشان
کہان پہنچی جاتی ہیری گر مین نوبت مانگتا

ای ہما تجہہ سے بچائین اس غرض سی ہڈیان
مین سگ جانان کو کیا دیتا دعوت مانگتا

مجہکو اے آغا خدا دیتا اگر حکم سوال
اور تو کیا مانگتا اوسکی عنایت مانگتا

اونہین بہی راہ پر لایا زوال حسن کا ڈہرکا
دکہا نیکو بہار آئی جب آیا وقت پت جہڑکا

ہمیشہ گل کہلین فصل خزاں کا دور ہو دہڑکا
الٰہی تا قیامت آئی اب موسم نہ پت جہڑ کا

پہنسا اوس زلف کی پہندے مین خود قسمت کی مارے سی
نہ چہوٹا دام سی گو مرغ دل ہو سو طرح پہڑکا

نہ چونکے خواب غفلت سی کبہی فصل بہاری مین
کہلی ہی آنکہہ اپنی اب کہ جب موسم ہی پت جہڑکا

قوی ایسا ہون دم مین چیر ڈالون ڈہال گینڈے کی
ضعیف ایسا ہون ٹوٹا مجہسے اک تنکا نہ پاپڑ کا

جو ہی درکار مجہہ زخمی کی خاطر پٹی پہاہے کو
پیرا جو تمین بہی ٹوٹا پر گیا اسان گودڑ کا

بندہی ہین پٹیان لاکہون ہزاردن پہاہی جسپان ہین
کہلین گے زخم جبدن ڈہیر ہو جایگا گودڑ کا

خدا جانے کیا صیاد نے کس کس کا خون ناحق
چمن مین رات بہر ملتے سنا ہی شور پہڑ پہڑ کا

تجہے کیونکر نہ دن دولہا کہون ای ماہ پیکر مین
شعاع شمس سے گوندہا گیا سہرا کئی لڑ کا

بدی اچہی نہین اوس سے بلندی حسن نے بخشی ہے
چڑہے ہو شاخ پر لازم نہین ہے کاٹنا جڑ کا

غنیمت جان صحبت آجکی کل کا خدا حافظ
عبث ہی وصل کی شب تجہکو **آغا** ہجر کا دڑکا

موت کی ہاتہہ سی ضایع ہوئے انسان کیا کیا +
ہاے مرجہاے خزان سے گل خندان کیا کیا

مشکلین رنج والم مین ہوئین آسان کیا کیا
میری گردن پہ ہین یارب ترے احسان کیا کیا

ایسے ہی تنگ رہا مین شب ہجران کیا کیا
نظر آے نہ مجہے موت کے سامان کیا کیا

اپنے دم تک رہا آباد گلستان کیا کیا
چہچہے کرتے رہے مرغ خوش الحان کیا کیا

جاے اشک آنکہون سے فوارہ خون جاری ہے
رنگ لائے ہین مرے دیدۂ گریان کیا کیا

ہونٹہہ تہرا اے ترے غصہ مین کیسے کیسے
لہرین لیتا رہا یہ چشمۂ حیوان کیا کیا

مرلے مرلے تپ فرقت سے نہ صحت پائی
یار کرتے رہے اس درد کا درمان کیا کیا

بالاخانہ پہ جو مین آنکہہ بچاکر پہونچا
سر پٹکتا رہا دروازہ پہ دربان کیا کیا

درد دل اپنا بیان کردیا اون سے ہمنے
لوگ کہتے ہی رہے بزم مین ہان ہان کیا کیا

آمد آمد ہے یہ کس صید فگن کی **آغا** +
میرے پہلو مین تڑپتے ہین دل و جان کیا کیا

تیری ہٹی ہوئی اے گنبد گردان کیا کیا
اوٹہہ گئے خوان کرم سی ترے مہمان کیا کیا

نظر آئے تجہے برسات کی سامان کیا کیا
چشم گریان سی اوٹہے نوح کے طوفان کیا کیا

بال سلجھا کے ہے مشاطہ پریشان کیا کیا
آئنہ سامنے اونکے ہوا حیران کیا کیا

ایک دھجی نہ ملی زخموں کے پہاہے کے لیئے
پرزے پرزے ہوا وحشت مین گریبان کیا کیا

گرمی حسن سے جلتا رہا تیرے خورشید
داغ کہا یا کیا تجہہ سے مہ تابان کیا کیا

آگے تقدیر کے تدبیر کی کیا چلتی ہے
عقل پر ناز کیا کرتے ہین نادان کیا کیا

اپنی کہتے ہین کسی اور کی سنتے ہی نہین
جمع اس بزم مین ہوتے ہین سخندان کیا کیا

لیس ہین تیر مژہ تیز ہے تیغ ابرو
کر رہے ہین وہ مرے قتل کے سامان کیا کیا

پہوکے دیتی ہے مجھے گرمی مے ای ساقی
اشک آنکھون مین ہے آتش پنہان کیا کیا

دہنگ اوڑایا ہے مری زمزمہ پردازی کا
چہچہے کرتے ہین مرغان خوش الحان کیا کیا

گل کہلے تیغ ستم سے تری کیسے کیسے
رنگ لائیگا ابہی خون شہیدان کیا کیا

خواب مین حضرت مجنون نے نہ دیکھے ہونگے
وحشت دل نے دکہائے ہین بیابان کیا کیا

آئے قسمت سے جو وہ گنج شہیدان کی طرف
خاک سے میری بچا کر چلے دامان کیا کیا

وہ ہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہے آغا
فکر ہر وقت کیا کرتا ہے انسان کیا کیا

کب وہ تیر نظر نہین آتا
کب مین سینہ سپر نہین آتا

یہ بھی کوئی طریق ہے اے آہ
یار کیون راہ پر نہین آتا

جو مقدر مین ہے وہ ملتا ہی
زور سے ہاتہہ زر نہین آتا

خوبرویون سے کسکو فیض ہوا
شاخ گل مین ثمر نہین آتا

تیری مانند مجھکو اے بلبل
نالۂ بے اثر نہین آتا

پیچ پڑتا ہے جب مقدر کا
کام کوئی بشر نہین آتا

آپ فرمائین رنج کی باتین
مہربان مجھکو شر نہین آتا

ہو اوجالا اندھیرے گھر مین بھی
داغ ہے وہ قمر نہین آتا

مین کسی کی نہین برائی مین — وہ بشر ہون کہ شر نہین آتا
نعش کو دفن کرکے پھرتے ہین — کوئی لینے خبر نہین آتا
نالۂ دل یہ تھا زلیخا کا — قافلہ کیون ادھر نہین آتا
اے صبا تو ہی لا دے خط کا جواب — میرا قاصد اگر نہین آتا

خواب آنکھو مین ایک پل آتا
شام سے تا سحر نہین آتا

ابر اے چشم تر نہین آتا — تیرا ثانی نظر نہین آتا
رزق رزاق انکو دیتا ہے — جنکو کوئی ہنر نہین آتا
دیکھکے بھی نہ خط تر ستوا یا — سبزہ آہو کا چر نہین آتا
دم تو بھرتا ہے خوبرو ان کا — پر حسینون پہ مر نہین آتا
قدر انداز دیکھ بھاگ کے پھینک — تیر سوئے جگر نہین آتا
دل لگی کا مکان ہے ملک عدم — جا کے کوئی بشر نہین آتا
نہ کرو میرے خون کا اقرار — قتل کرکے مکر نہین آتا
پھول جھڑتے ہین کسکی باتون مین — جو تمہین گل کتر نہین آتا
وعدۂ وصل کرکے صاحب کو — یاد بھر عمر بھر نہین آتا
کب کلیجا ہے درد سے خالی — کب دل زار بھر نہین آتا
در سے ٹلتا نہین کبھی دربان — موقع درگذر نہین آتا
نخل طوبیٰ مین ہم ہی پھل دیکھین — کیون وہ سینہ ادھر نہین آتا
بال کی کھال کھینچتے شاعر — ہاتھ موئے کمر نہین آتا
دیکھ اون کی کٹوری نکو حباب — تجھکو مطلق ادھر نہین آتا

کیون ہے ہنگامہ تیرے کوچہ مین

اب تو آغا ادہر نہین آتا

قد و بالا نظر نہین آتا
مجھکو طوبے نظر نہین آتا

جب سے دیکھا ہے آپکا عالم
کوئی اچھا نظر نہین آتا

تیر کے ساتھہ اوڑ گیا ہوگا
دل کا ٹکڑا نظر نہین آتا

ہجر مین تیرے او پری پیکر
دم کا بچنا نظر نہین آتا

زندگی کا تمہارے عاشق کی
کچھہ بہروسا نظر نہین آتا

کف پا سے ترے مقابل ہو
یہ حنا نظر نہین آتا

دل کو پہلو مین بیقراری ہے
کینے تا کا نظر نہین آتا

بند انگیا کے آپ کہولین
سینہ اوبہرا نظر نہین آتا

بحر الفت مین ڈوبنا بہتر
گر کنارا نظر نہین آتا

جانور تک ہمارے صحرا مین
بہولا بہٹکا نظر نہین آتا

جھوٹی باتین ہین صرف ہان ہان ہے
وعدہ سچا نظر نہین آتا

دل و جان آپکے سے صدقے
کوئی ایسا نظر نہین آتا

نہ مری فصد کہول او فصاد
جا سے سودا نظر نہین آتا

یاد کرکے وہ ہم کو لکھتے ہین
اب تو آغا نظر نہین آتا

اون کے ہنسنے سے دہن کا حال گویا کہل گیا
اور تازہ گل کہلا غنچہ کا عقدہ کہل گیا

مین نہ زندہ ہوسکا صاحب کا دعوی کہل گیا
قم باذن اللہ سے حال مسیحا کہل گیا

آج وقت امتحان ہر اک کا پردہ کہل گیا
دوست دشمن نیک بد اپنا پرایا کہل گیا

کیا بقول مہر کوئی مشکنا فتہ کہل گیا
کیا بلا خوشبو ہے کس کا ذرکا غنچہ کہل گیا

دیدۂ ترسے تماشا ہین نہ ٹہرا ایک دن
بار بار ایسا ہوا ہے ابر آیا کہل گیا

ہم نے چاہا تھا نہ ظاہر ہو کسی پر حال دل — آہ لب پر آگئی سب بھید اپنا کھل گیا

تھا دہان یار کے ہونے نہونے مین کلام — شاعرون کے ہاتھ سے یہ بھی معما کھل گیا

خون ناحق ہو کا اپنا موت دامنگیر ہے — خودبخود شمشیر کا قاتل کی بیڑا کھل گیا

جسکو منتر سے کوئی کیلے یہ وہ کالا نہین — اوس نے جوڑا کمر سے کم سو بار باندھا کھل گیا

در سے دربان اوٹھ گیا اب ٹنگئی سب روک ٹوک — بند بندی ہوگئی جانے کا رستا کھل گیا

نور یکیا چمکتا ہے سب تاریک مین — کیون اوجالا ہوگیا یہ کس کا مکھڑا کھل گیا

آپ اپنے ہاتھ سے آخر بگاڑا اپنا کام — پیار کرنے کو کیا مجنون کا سودا کھل گیا

یہ شگون اچھا ہوا غالب ہے اب لپٹونگا مین — خودبخود اون کی کمر سے آج پٹکا کھل گیا

نارسائی سے مقدر کی نہ پونہچا یار تک — پر مین باندھا تھا کبوتر کے جو نامہ کھل گیا

کونسا محبوس ہوگا قید ہستی سے رہا — تیغ کیون عریان ہوئی کسکا نصیبا کھل گیا

زخمی تیغ نگہہ کی کچھ عجب حالت ہوئی — اسقدر تڑپا کہ زخم دل کا ٹانکا کھل گیا

ہوگئی گویا جلا آئینۂ رخسار پر — آتے ہی جوش جوانی رنگ اونکا کھل گیا

قاصد دلدار کو جبریل کہنا ہے بجا — خط کے پڑھتے ہی مری قسمت کا لکھا کھل گیا

دست و پا نے دشت وحشت مین دیا جاکر جواب — امتحان کے وقت پیر اپنا پرایا کھل گیا

روشنی پر اوس کف پاکی ہوا سب کو گمان — برق چمکی طور پر یا دست موسی کھل گیا

آغا صاحب وہ حیا و شرم کی باتین کہان
گالیان دینے لگے اب ذہن اونکا کھل گیا

شغل مینوشی جو انروزون ہمارا چھٹ گیا — بند دو کانین ہین بھٹی کا اجارا چھٹ گیا

کل بمشکل ڈھونڈھکر لائے تھے کوہ و دشت سے — آج پھر زندان سے دیوانہ تمہارا چھٹ گیا

پردہ پوشی حسن کی اونکو ہوئی مدنظر — دیکھہ لیتے تھے کبھی وہ بھی نظارا چھٹ گیا

کسکو ہم الزام دین کس سے کہین ڈھونڈین کہان — یہ نہین معلوم کس جا دل ہمارا چھٹ گیا

شکل مہ اپنے بھی دل مین ہو گیا اک دلنے رات ‌ ‌ ‌ چاندنی مین مجھ سے میرا ماہ پارا چھٹ گیا

پھر صفائی ہو گئی اوسنے کدورت مٹ گئی ‌ ‌ ‌ دل کے آئینہ مین جو تھا زنگ سارا چھٹ گیا

ہو چکا جوش جوانی لٹ گیا حسن و جمال ‌ ‌ ‌ آئنہ باقی ہے آئینہ کا پارا چھٹ گیا۔

تری کیا شامت تھی آغا تو نے کیو چھا دیا
ہاتھ سے کیون اونکے دامن کا کنارا چھٹ گیا

نہ داغ دیکھا نہ دھبے کا کچھ خیال کیا ‌ ‌ ‌ مثال چاند سے دی آپ کو کمال کیا

لبان سبزہ مرے دل کو پائمال کیا ‌ ‌ ‌ معاف کیجے صاحب بہت نہال کیا

ہزار جان سے صدقے مین اونکی ہمت کے ‌ ‌ ‌ وہی عطا کیا بندے نے جو سوال کیا

ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھائے بیٹھے تھے ‌ ‌ ‌ نگوری غیر کو دیکر ہمین حلال کیا

جدائیون کے جو صدمے تھے دل سے دور ہوئے ‌ ‌ ‌ لپٹ کے پیار جو اونکو شب وصال کیا

مزا کلام کا دنیا سے اوٹھگیا افسوس ‌ ‌ ‌ ہزار حیف کہ ناسخ نے انتقال کیا

دہن کا ذکر تھا غنچہ سے ہنسنے نسبت دی ‌ ‌ ‌ بس اتنی بات پہ غصہ کیا ملال کیا

او داس دیکھکے آغا کو دشت غربت مین
تباہ حضرت مجنون نے اپنا حال کیا

تونے ہمارے دلکو ستایا تو کیا ہوا ‌ ‌ ‌ اے بت پرست کعبہ کو ڈھایا تو کیا ہوا

غیرون نے اپنا رنگ جمایا تو کیا ہوا ‌ ‌ ‌ ناحق ہمارا خون بہایا تو کیا ہوا

دل مین تمہارے غیر نے گھر کر لیا تو کیا ‌ ‌ ‌ شداد نے بہشت بنایا تو کیا ہوا

اک دن گریگا صورت اشک اونکی آنکھ سے ‌ ‌ ‌ اب غیر مثل سرمہ سمایا تو کیا ہوا

پیکر شراب رات کو غیرونکے سامنے ‌ ‌ ‌ خود بگڑے اور مجھکو بنایا تو کیا ہوا

ہم جاکے سوئے چین سے آغوش گور مین ‌ ‌ ‌ تمنے نہ اپنے ساتھ سلایا تو کیا ہوا

آغا کبھی امید نہ رکھ اوس لطف کی

اتنے دلون جو ناز اوٹھایا تو کیا ہوا

وہ اپنے جی سے جاتا ہے بناؤ کا گمان کیسا
چلو دیکھو تڑپتا ہے تمہارا ہیجان کیسا

او بہار ہمنے اس چمن سے اوٹھائی اونکو سیر گلشن ہے
مزا دیتا ہے سبزہ کے تلے آب روان کیسا

مے وحدت کی بدمستی مین کیا ہو حق مجاہی ہے
تنکا نظر فوغ خموشی خوب ہے شور و فغان کیسا

وہ کہتے ہین کہانی سنکے مجھہ بیمار فرقت کی
زبان مین جسکی آنا زور ہو وہ ناتوان کیسا

اکیلا چھوڑ کر بھاگے جب آیا وقت مشکل کا
دیا یہ ساتھہ تن کا تو لے اے رنج رنگ کیسا

گنہگار ونمین سجدہ ہو جھکنے کا یہ باعث ہے
مرا ایک کیا ہے بار عصیان نے گران کیسا

حلاوت ہے مرے لب بند مین کچھہ کہہ نہین سکتا
دہن کے ذکر نے کھویا مرا لطف بیان کیسا

قفس مین آکے ای صیاد بال و پر لگالے ہین
مین کیا جانون چمن کہتے ہین کسکو آشیان کیسا

محبت یا وہ خوار دانت لگاوٹ گا عذار ون سے
ہوا آغا حسین الدین تنگ تا ندان کیسا

فروغ حسن کو اوسنے شراب مین دیکھا
بجائے آئنہ منہ آفتاب مین دیکھا

خدا گواہ کہ جب سے پڑی بتون پہ نظر
دل و جگر کو بہت اضطراب مین دیکھا

نہ آنکھہ کھولی نہ سوچا مآل کار اپنا
ہمیشہ طالب دنیا کو خواب مین دیکھا

کبھی بتون کا ہے مسکن کبھی خدا کا گھر
تزلزل اس دل خانہ خراب مین دیکھا

رہے نہ ولولے پیری مین دید بازی کے
جو دیکھنا تھا وہ عہد شباب مین دیکھا

صنم پرستی کرون ترک کیونکر اے واعظ
بتون کا ذکر خدا کی کتاب مین دیکھا

تمہاری آنکھہ کی پتلی کی طرح گردش ہے
جہان کو شام و سحر انقلاب مین دیکھا

غضب کی شرم ہے اونکو حیا قیامت کی
شب وصال بھی سمٹے حجاب مین دیکھا

جوانی پھر کے نہ آئیگی شیخ جی صاحب
جسے وہ رنگ پھر کسنے خضاب مین دیکھا

ہمیشہ پھر کے اوڑا پائے وہ قاصد کے
کبھی خط اونکو نہ لکھتے جواب مین دیکھا

ہماری نیکیوں کا کچھ کہیں پتا نہ لگا
حساب ہمنے جو روز حساب مین دیکھا

کبھی نہ دل کی تمنا بر آئی اے آغا
خیال جنکا ہے اونکو نہ خواب مین دیکھا

یار ہوتا نہیں دلبر اپنا
تھہرے کیونکر دل مضطر اپنا

نہیں قاصد کی رسائی واں تک
نامہ لے جائے کبوتر اپنا

آج پھر کوچہ مین چلکر اونکے
آزمالیجے مقدر اپنا

گیسو یار کو سیدہا کیجے
پھونکئے کالے پہ منتر اپنا

کیا کرین کس سے کہین حضرت دل
زور چلتا نہیں اون پر اپنا

کیا ہین جو لکھین مری قسمت مین
ہاتھ ہے اونکے مقدر اپنا

زانو یار پہ ہوگا آغا
ہان سلامت ہے اگر سر اپنا

نہیں معلوم تم ترچھی نظر کرتے تو کیا ہوتا
محبت مین یہ آفت ہی جو شر کرتے تو کیا ہوتا

محبت پر ہماری وہ نظر کرتے تو کیا ہوتا
ہمارے نالہاے دل اثر کرتے تو کیا ہوتا

تمنا قصر جمشید کی کرکے بلہوس ٹھہرے
لبسان نوح کشتی مین گذر کرتے تو کیا ہوتا

الگ ہو لئے جو ہمسے روٹھکر کیا فائدہ نکلا
گلے لگ کر ہمارے تم سحر کرتے تو کیا ہوتا

لیے جاتے ہین ہمتو بیوفائی پر حسینوں کی
وفا کچھ بھی جو یہ رشک قمر کرتے تو کیا ہوتا

نہ آتے راہ پر گر وہ اپنی ضد کے پورے ہین
خوشامد رات بھر اونکی اگر کرتے تو کیا ہوتا

تمنا میری بر آتی حقیقت چاند کی کہلتی
گھڑی بھر آپ جلوہ بام پر کرتے تو کیا ہوتا

جہلن مین اونکے پتا لگ گیا اس کوچہ گردی سے
مری آنکھو نمین میرے دل مین گھر کرتے تو کیا ہوتا

بہت جو کے نکل جاتے ہمارے حوصلے دل کے
مقابل تیر مژگان کے جگر کرتے تو کیا ہوتا

نہیں ہوتی تسلی دل کو پیغام زبانی سے
جو اک پرچہ رقم اے نامہ بر کرتے تو کیا ہوتا

یہان تک کھینچ لایا ہے ہمارا جذب دل انکو
اگر ہم نالہ ہاے بے اثر کرتے تو کیا ہوتا

سمجھتے ہو کہ مرنا ہے مقدم ایک دن سبکو
تصدق یار کے خنجر پہ سر کرتے تو کیا ہوتا

خدا ستار ہے سب جانتے ہین جان جان تم بھی
خطاؤن سے ہماری درگذر کرتے تو کیا ہوتا

جنون کے جتنے ہین انداز وہ کیا مجھہ سے چھپ جاتے
نصیحت حضرت ناصح اگر کرتے تو کیا ہوتا

گذرتی چین سے ہوتی نہ ہرگز فکر روزی کی
ذرا بھی صبر آدم کے پسر کرتے تو کیا ہوتا

منایا کر کے منت وصل کی شب یار کو آغا
اسی مین خیر تھی گر اوس سے شر کرتے تو کیا ہوتا

دو دن مین ان گلو نکا عجب طور ہو گیا
بدلی ہوا مزاج بھی کچھہ اور ہو گیا

جیتون بری ہے طور بھی بے طور ہو گیا
کچھہ مین بدل گیا ہون کہ تو اور ہو گیا

پنجابی اور سکھون کا یہان دور ہو گیا
آغا ہمین تو آگرہ لاہور ہو گیا

انصاف دل مین کیجیے عاشق پر آپ کے
کیا کیا نہ ان دلون ستم و جور ہو گیا

ساغر کی طرح کس کو نہ گردش فلک نے دی
کس کس کا اس زمین نہین دور ہو گیا

آغا صفاے قلب کی تاثیر دیکھیے
جو کچھہ کہا زبان سے فی الفور ہو گیا

صاحب تمہارے حسن کو مشہور کر دیا
لو ہمنے شمع طور کو بے نور کر دیا

سنگ ستم نے شیشۂ دل چور کر دیا
الفت نے انسے بتو ہمین مجبور کر دیا

حاجت ہے اب شراب کی کس روسیاہ کو
ساقی کی چشم مست نے مخمور کر دیا

لازم ہے شکر کیجیے مشتاق دید کا
یوسف جمال آپ کو مشہور کر دیا

تیر نظر نے توڑ کیا ہے کہان کہان
دل مین جگر مین سینہ مین ناسور کر دیا

دونون جہان کی فکر سے آزاد ہو گئے
ساقی کے ایک جام نے مخمور کر دیا

پہلے تو اس طرح کی نہ تھین لن ترانیان
لوگون کی چاہ نے اونہین مغرور کر دیا

تشریف آپ لاے نہ وعدے پہ میری جان
روز وصال کو شب دیجور کر دیا

تا مرگ مجھسے ترک نہوئی کبھی نماز
پر نشۂ شراب نے مجبور کر دیا

آخر وبال جان ہوئی گٹھری گناہ کی
قارون کو حب جاہ نے مزدور کر دیا

دیکھا نہین کوئی قدر انداز آپ سا
آغا کے دل کو خانہ زنبور کر دیا

سرو قد لالہ رخ و غنچہ دہن یاد آیا
پھر بہار آئی مجھے لطف چمن یاد آیا

گو کہ تھی سلطنت مصر مگر آخرکار
اس حکومت پہ بھی یوسف کو وطن یاد آیا

رگ گل پر ہے کبھی اور کبھی غنچہ پہ نگاہ
باغ مین کسکی کمر کس کا دہن یاد آیا

سفر ملک عدم کی ہوئی ایسی عجلت
زاد رہ کچھہ نہ بجز گور و کفن یاد آیا

صحبت لالہ رخان عہد شباب و شب وصل
مے کہنہ جو ملی داغ کہن یاد آیا

جب سے آیا ہے نظر یہ ترا حسن بے داغ
کبک کو ماہ نہ بلبل کو چمن یاد آیا

تیرے سودائی کو پھر جوش ہوا وحشت کا
قیدی زلف کو پھر طوق و رسن یاد آیا

پان کھا کر جو اوگال آپ نے تھوکا صاحب
جوہری محو ہوے لعل یمن یاد آیا

بیٹھے بیٹھے مجھے وحشت ہوئی یہ کیا سوجھی
کس ستمگار کا بے ساختہ پن یاد آیا

بعد مدت کے طلب آپنے بندہ کو کیا
شکر صد شکر مین اے مشفق من یاد آیا

فصل گل آتے ہی آغا نے بھی وحشت کی لی
کیسی یہ چال چلا کسکا چلن یاد آیا

شوق زورون پہ ہی ضعف دل بیمار گھٹتا
چلو میخانہ نے چلین آئی دہوان دہار گھٹا

در و دیوار کو بھی اونکے ہی مجھسے نفرت
مین اودہر کو جو بڑہا سایہ دیوار گھٹا

دل صیاد کو وحشت سے نہ آزردہ کر
اپنی توقیر نہ اے مرغ گرفتار گھٹا

مجھہ سیہ بخت کو حاصل نہین اک جام شراب
مجھے کیا کام ہے آئی جو دہوان دہار گھٹا

او سنے بھی قتل کئے اپنے ہی لاکھون مارے
تیری تلوار کے ڈورے سے زنار گھٹتا

بیرنگی پر پرسش اعمال ہر اک سے اپنی
روز محشر نہ کسی سے یہ گنہگار کہنتا

مے کشو دیر ہے کیا دور چلے بسم اللہ
آئی ہے شیشہ و ساغر کی طلبگار گھٹا

قبر فرہاد پہ بہتا پہرے اب شیرین
جہو متی جاے الہی سو کہسار گھٹا

رخ روشن ہے ادہر پشت پہ جعد شبرنگ
اسطرف دہوپ نظر آتی ہے اوس پار گہٹا

للہ الحمد کہ پانچون مین میسر آغا
مے و معشوق پریوش گل و گلزار گہٹا

کنعان سے قافلہ نہین از خود روانہ تہا
اے مصر لو یہ جذب دل عاشقانہ تہا

قید ہوا و حرص کا اپنی بہانہ تہا
تقدیر کا قفس مین مری آب و دانہ تہا

معشوق ساتھہ ابر کرم شامیانہ تہا
عاشق کا کس تزک سے جنازہ روانہ تہا

مفلس کبہی نہین رہے فصل بہار مین
قبضہ مین سکہ ہاے جنون کا خزانہ تہا

بیفائدہ نہ تہے مرے پاؤن کے آبلے
کانٹون کو بہوک پیاس مین یہ آب و دانہ تہا

لڑکون کی فوج ساتھہ تہی آہو نکلے تہے علم
وحشت مین بہی جلوس مرا خسروانہ تہا

جب تک رہی بہار زر گل لٹا کیا
کیا جانے اسکے پاس کہاں کا خزانہ تہا

منہ موتیون سے صانع قدرت نے بہر دیا
تقدیر کا صدف کے بہی آب و دانہ تہا

حیرت نے اپنی آئنہ اونکو دکہا دیا
گیسو کے واسطے دل صد چاک شانہ تہا

تا کا جگر کو اوقدر انداز کیا کیا
دل پر نہ کی نگاہ کہ وہ کیا نشانہ تہا

ساقی تہا مے تہی یار تہا بزم نشاط تہی
اپنا شب وصال بڑا کارخانہ تہا

دو دن کا رنگ ہے فصل بہار مین
او گل یہ عندلیب چمن کا ترانہ تہا

اوس بت نے کس لکہیر مین کاتی سنبہال
بس زانو اور آئنہ ہاتہہ اور شانہ تہا

منظور تہا کہ منتظرون کو جلائیے
مہندی لگانے کا فقط اونکو بہانہ تہا

پیشانیان رگڑتے تھے کعبہ مین سیکڑون
کیا وان بھی تیرا سنگ در آستانہ تھا

آغا ایک اور بھی غزل اس طرح مین کہو
جو کہہ چکے یہ درد جگر کا فسانہ تھا

مضمون زلف و ذکر کمر شاعرانہ تھا
پر پیچ وہ کلام تھے اور یہ فسانہ تھا

گلچین سے دوستی تھی موافق زمانہ تھا
اپنا بھی اس چمن مین کبھی آشیانہ تھا

لیلی کو پاس قیس حزین غائبانہ تھا
کس طرح کے وہ لوگ تھے اور کیا زمانہ تھا

کانٹے تھے شکر آبلۂ پا مین تر زبان
حاصل یہہ اونکو ذائقۂ آب و دانہ تھا

مر کر چھٹے عذاب کٹا درد سر گیا
قالب بھی روح کے لیے اک قید خانہ تھا

اللہ بخشے دونون مرے ہمطریق تھے
فرہاد اپنا دوست تھا مجنون یگانہ تھا

کیا وقت نزع تھی ترے عاشق پہ بیکسی
بیگانہ کوئی پاس نہ اپنا یگانہ تھا

مردہ مین جان پڑ گئی پھر زندہ ہو گیا
آتے نہ تم تو دم کوئی دم مین روانہ تھا

روزی دہن تک آکے ہوئی باعث ملال
تبخالۂ لب اپنے لیئے آب و دانہ تھا

پیغام وصل سنکے نہ اوسنے دیا جواب
غنچہ کا انقباض بھی قفل خزانہ تھا

انکار وصل ہی کا رہا فیصلہ بحال
ڈسمس کیا اپیل مرا مفلسانہ تھا

صحرا مین روشنی تھی دل داغدار کی
دود جگر لحد کا مرے شامیانہ تھا

آنکھین جو دیکھین یار کی نرگس جھپک گئی
غنچہ کا منہ بگاڑ دیا کیا دہانہ تھا

جلوہ نما سے حسن ہین اچھی صورتین
جوش صفا سے دل مرا آئینہ خانہ تھا

کیا جانے مرغ قبلہ نما کیسے پھنس گیا
یہ صید ابتدا ہی سے بے آب و دانہ تھا

زلفون کا بل نکالنے کو اونکے سر چڑھا
کیا جانیے کہ شانہ مین کیا شاخسانہ تھا

گویا کہ تھا جراحت دل کے لیئے نمک
آغا ترا کلام بھی کیا عاشقانہ تھا

وہ باغبان نرہا اور وہ بوستان نرہا
چمن مین بلبل بیدل کا آشیان نرہا

گلون سے کہتی تہی باد صبا اوڑا کر خاک
چمن مین بلبل بیدل کا آشیان نرہا

ہوا جاڑ گہر ہو ترا ترے ہاتہہ سے صیاد
چمن مین بلبل بیدل کا آشیان نرہا

صبا پکارتی پہرتی ہے کوبکو آغا
چمن مین بلبل بیدل کا آشیان نرہا

یار مرا مجہہ سے خفا ہوگیا
حشر ہوا قہر بپا ہوگیا

بات مری تونے نہ مانی کبہی
غیر نے جو تجہہ سے کہا ہوگیا

رہتے ہین وہ مجہہ سے ہمیشہ خفا
دوست بہی دشمن ہے یہ کیا ہوگیا

ہجر کے صدمون سے رہائی ملی
درد مرے حق مین دوا ہوگیا

وہ رخ رنگین جو نظر آگیا
رنگ ہر اک گل کا ہوا ہوگیا

آتی ہے بو یار کی تجہسے صبا
تیرا گذر بام پہ کیا ہوگیا

دست نگارین سے کیا مجہکو قتل
خون مرا رنگ حنا ہوگیا

کیا کہون آغا مین طبیعت کا حال
عشق مری جان کو بلا ہوگیا

تری چال سے اب نہین شکوہ و غم ترا چرخ کہن وہ چلن نرہا
کرون شکر خدا ہوا وصل صنم مجہے ہجر کا رنج و محن نرہا

مری قبر پہ آیا وہ رشک قمر مجہے موت مین زندگی آئی نظر
ہوا آنیکا مجہہ پہ یہہ اوسکا اثر کہ خوشی سے بدن پہ کفن نرہا

ہوے موسم گل مین اسیر قفس کبہی دم سے چہوٹے نہ ایک نفس
رہی دل ہی کی دل مین ہمارے ہوس کبہی عدل پہ چرخ کہن نرہا

کبہی بستر غم سے نہ ہلنے دیا مجہے عشق نے ایسا ضعیف کیا

بہلا رنج پہ رنج اوٹھان مین کیا وہ قوی نہ رہے وہ بدن نہ رہا
یہی آتی ہے نجد کے بن سے صدا یہی کہتا ہے قیس کہ ماہ لقا
مجھے جب سے شکار کا شوق ہوا مری نعش پہ ایک ہرن نہ رہا
ملا راہ مین مجھکو وہ رشک قمر کہا اونگا شب مین ترے گھر
ہوئی شام یہی اور گئی صبح گذر اوسے یاد وہ اپنا سخن نہ رہا
مجھے بلبل زار ہے رنج و تعب مجھے خواہش بوے سمن ہوئی کب
زر گل کو ملاؤن مین خاک مین اب مرے پاس وہ سیمبدن نہ رہا
ترے دانتون کا کیجے کیسے بیان نہین دیتی ہے یاری ہماری زبان
ترے ہونٹون کے سامنے جان جہان کبھی رتبہ لعل یمن نہ رہا
تو یہہ کان مین کہیو گلون کے صبا کہین آغا تو یان نہین آن پڑا
یہہ بتاؤ کہ غنچہ سے کس نے کہا تجھے اوسکا خیال دہن نہ رہا

سر مرا تن سے جو کر ڈالے تو اے یار جدا
تو یہی قدمون سے نہ ہو گا یہ گنہگار جدا
کیا مرے رونے پہ ہنستی ہے حقیقت کہلجائے
گل سے تو ہو جو کبھی بلبل گلزار جدا
وصل کی شب کو ذرا طول دے اے یار خدا
آج تو ہو نہ مرے پہلو سے دلدار جدا
کوے جانان کا پتا تجھکو بتاؤن قاصد
سر ترے رہتے ہین وہان جسم سے دو چار جدا
کیا مرے دار ہوا کرتی ہے فصل گل ہی
دہوم میخانہ مین ہے مست ہین میخوار جدا
جسم پر اسکا لگا زخم تو دل پر اوسکا
تیغ ابرو کی جدا لوہے کی تلوار جدا
لتے لے ڈالینگے سب رند یہہ میخانہ ہے
شیخ جی رکھیے یہان جبہ و دستار جدا

غیر کے چھوڑنے کو کہئے تو کہتا ہے وہ شوخ
گل سے آغا نہین ہوتے ہین کبھی خار جدا

خود مزے داں طبیعت ہے تو ساماں کیسا
زخم دل آپ ہیں شوریش پہ نمکداں کیسا

ہاتھ وحشت میں نہ پونہچے تو گریباں کیسا
خار صحرا سے نہ اولجھے تو وہ داماں کیسا

گر مروت ہی نہیں نور کے پتلے میں تو کیا
آدمیت ہی نہیں جسمیں وہ انسان کیسا

کوچۂ یار کو دعوی ہے کہ جنت میں ہوں
خلد کہتے ہیں کسے روضۂ رضوان کیسا

اوسی معبود کا ہے دیر و حرم میں جلوہ
بحث کس بات کی ہے گبر و مسلماں کیسا

وعدۂ بادۂ اطہر کا بہروسا کب تک
چل کے بہشتی پہ پییں جرعۂ عرفان کیسا

ہم ہوے قیس ہوے وامق و فرہاد ہوے
زلف پرخم نے کیا سب کو پریشان کیسا

دور کے ڈہول ہیں یوسف کی کہانی صاحب
کسکو معلوم ہے ہوگا مہ کنعان کیسا

تیرے قرباں میں اتنا تو بتا دے قاتل
میری گردن پہ چلا خنجر براں کیسا

دل کے آئینہ میں تصویر صنم رکہتا ہے
نہیں معلوم کہ آغا ہے مسلماں کیسا

گہوڑا جو روند جاے مرے شہسوار کا
باقی رہے نشان بہی نہ اپنے مزار کا

اپنے مریض کی بہی خبر لے تو اے مسیح
کیا اعتبار زندگئ مستعار کا

عنبر کی بو سے میرا پریشان ہوا دماغ
آیا خیال شب کو جو گیسوے یار کا

آمد بہار کی ہے خبردار اے جنون
نام و نشان رہے نہ گریبان میں تار کا

گل صاف بلبلوں کی نظر سے اوتر گئے
آیا جو ذکر باغ میں اوس گلعذار کا

کیونکر غبار خاطر جانان سے دہوئیے
آغا وہ شوق کرتا ہے خط غبار کا

گر لب لعلیں سے اک بوسہ عطا ہو جائیگا
شاہ اقلیم بدخشاں پہ گدا ہو جائیگا

وہ مگس آساں نہ ہوگا کاسہ لیس اغنیا
جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا

خاک کوے یار ہوگی مجہکو تخت سلطنت
سایہ دیوار گر ظل ہما ہو جائیگا

وصل کا پیغام سنکر مجھسے کہتا ہی وہ شوخ
گر مقدر مین تمہارے ہوئیگا ہو جائیگا

دل دیا تہا با وفا تجھکو سمجھکر میری جان
یہ نہ تہا معلوم ایسا بیوفا ہو جائیگا

آفتاب داغ عاشق کو نہ دیکھا کیجیے
دہوپ کی شدت سے چہرا سانولا ہو جائیگا

ان پریرویون کی ایسی ہی اگر کثرت رہی
تہوڑے عرصہ مین پرستان آگرا ہو جائیگا

کون اس تہ کو سمجھتا ہے بہلا او شاہ حسن
جو کبوتر لو اوڑائیگا ہما ہو جائیگا

جب کہا مین نے کہ اک بوسہ مین کیا نقصان ہے
ہنسکے فرمایا نہ لوگے تم تو کیا ہو جائیگا

گر یہی مشق ستم ہے تو خطا ممکن نہین
یار کا تیر نگہ تیر قضا ہو جائیگا

بس ہے ابرو کا اشارہ تمکو آغا کے لیے
قتل اسی تلوار سے سر منڈا ہو جائیگا

مداح ابتدا سے ہون مین اوس امیر کا
فاقہ مین جسنے پیٹ بہرا ہے فقیر کا

اجماع ہے ہر ایک صغیر وکبیر کا
مشکل کشا ہے نام مرے دستگیر کا

جام دلاے ساقی کوثر سے مست ہین
آنکہون مین اپنی نشہ ہے خم غدیر کا

ہین اوسکی خاک راہ ہون آ بوتراب ہو
کرسی و عرش زینہ ہے جسکے سریر کا

کعبہ مین خاص دوش نبی پر ہوے سوار
اونچا ہے بادشاہ سے رتبہ فقیر کا

مرشد ہے اپنا وہ کہ جو کل کا امام ہے
مین معتقد نہین ہون کسی اور پیر کا

کرسی نشین عرش بھی مداح ہے ترا
جبریل تہا نبے رہتے ہین پایہ سریر کا

بیٹھے ہین آج تخت خلافت پہ مرتضی
اے مومنو یہ روز ہے عید غدیر کا

اور ونکو بہوک پیاس مین دیتی تہی نعمتین
ٹکڑا اتہا اپنے واسطے نان شعیر کا

قوسین کے مقام پہ پونہچے تہے مرتضی
جبریل تہک کے رہگئے پلہ تہا تیر کا

مدعو شہ نجف ہوے دعوت خدا نے کی
کاسہ تہا آپ کے لئے تیار شیر کا

فیض اسکو کہتے ہین کہ جز و کل پہ تہی نگاہ
حضرت کو تہا خیال یتیم و اسیر کا

آغا مجھے احتیاج کسی غیر کی نہین
مشکلکشا ہے نام مرے دستگیر کا

رنج فرقت نرہا دیدۂ گریان ٹھہرا
ڈوبنے سے تو بچے نوح کا طوفان ٹھہرا

قتل کرنیکا ارادہ جو مری جان ٹھہرا
عذر کیا ہے مجھے مین تابع فرمان ٹھہرا

صدمۂ باد حوادث سے بچا مین کب تک
دلِ پرداغ چراغ تہ دامان ٹھہرا

مدتون سے ہے مجھے شوق شہادت قاتل
ہاتھہ کو روک نہ اب خنجر بران ٹھہرا

بتکدہ مین مجھے ہر شخص برہمن سمجھا
محفل شیخ مین پونہچا تو مسلمان ٹھہرا

کسی صورت مین نہ مین نے تجھے تنہا چھوڑا
تو پریزاد بنا تو مین سلیمان ٹھہرا

میرے دروازہ پہ جب اونکی سواری اوتری
غیر جلائے کہ وہ تخت سلیمان ٹھہرا

کو بکو مجھکو دکھاتا ہی پریزاد سنے
بخت برگشتہ مرا تخت سلیمان ٹھہرا

رہے دونون کے شب ہجر برابر پانی
ابر ٹھہرا نہ مرا دیدۂ گریان ٹھہرا

تا دم مرگ نہ قالب سے نکلنے پائی
کالبد روح روان کے لیئے زندان ٹھہرا

اے مسیحا تجھے لازم ہے عیادت اوسکی
تیرا بیمار کوئی روز کا مہمان ٹھہرا

جو گیا پھر نہ پھرا ایسی ہوا خوش آئی
یار کا گھر نہوا روضۂ رضوان ٹھہرا

لن ترانی کی لیا کرتے ہو فقرے مین
کیا مین دیدار طلب موسی عمران ٹھہرا

سامنا جسنے کیا آپ کا منہ کی کھائی
چاند مین داغ لگا آئنہ حیران ٹھہرا

جذبۂ عشق زلیخا ہی دیتا تھا صدا
قافلہ اپنا یہین ای مہ کنعان ٹھہرا

مرتے دم حال کھلا جامۂ عریانی کا
خنجر یار شہیدون کا گریبان ٹھہرا

مجھکو شمشیر تغافل نے کسی کی مارا
میری گردن پہ نہ جلاد کا احسان ٹھہرا

اے فلک تو ہی بتا بیٹھ کے الیس کسکا
کون ناخوان کرم پر ترے مہمان ٹھہرا

اوس سے پھر کر نہ کوئی وادی وحشت دیکھا

قیس کے رہنیکو آغا کا بیابان ٹھہرا

چلجائے جو ہاتھہ تیغ زن کا
قصہ فیصل ہو جان و تن کا

اے غافلو تار تک کفن کا
مردے یہ ہے بوجہ لاکھہ من کا

اب کون ہے قدردان سخن کا
چرچا ہی نہین ہے علم و فن کا

گنجائش گفتگو نہین ہے
خاموش کہ ذکر ہے دہن کا

ٹیڑھے ہے ترچھون کی محفلون مین
چرچا ہے تمہارے بانکپن کا

اچھی صورت چلن برا ہے
دہبہ سورج مین ہے گہن کا

شاعر سے نہ کوئی بات نکلی
غنچہ نے بتادیا دہن کا

گلشن کا خزان نے کہوج کہویا
نالہ یہ ہے بلبل چمن کا

جوش وحشت خیال رکہو
شرمندہ نہ کیجیو کفن کا

وہ کون اترک ہے الہی
دیوانہ ہون جسکے بانکپن کا

شاہ و درویش بعد مردن
محتاج ہے گور کا کفن کا

مضمون کمر نہ ہاتہہ آیا
عقدہ نہ کہلا کبہی دہن کا

جس گل کو ہوا نہین لگی ہے
وہ پہول ہے کوچہ چمن کا

مفلس ہر دم ہے زندہ در گور
مردہ محتاج ہے کفن کا

باتون باتون مین دیکھہ لینا
عقدہ کہل جائیگا دہن کا

بچتا نہین لاکہہ فکر کیجے
مارا ہوا چشم پرفتن کا

سر پہوڑینگے تیرے در سے ہم بہی
افسانہ سنا ہے کوہکن کا

انسان کو خوشی ہے مثل عنقا
پتلہ ہے یہ رنج کا محن کا

وہ رند ہون میری گفتگو سے
دم بند ہے شیخ و برہمن کا

وحشت نے یہ دہجیان اوڑائین
باقی نہین تار پیرہن کا

تڑپون کچھہ دیر مثل بسمل | اوچہا پڑے ہاتھہ تیغ زن کا
ہر داغ جگر ہے مثل خورشید | سکہ نہین دیکھا اس چلن کا
پریون کو کوئین جھکائے مین نے | اوستاد ہون مین ہی اپنے فن کا
شاید مرا خون بہائین گے وہ | قصہ سنتے ہین کوہ کن کا
سنیے کہ یہہ ہے مری کہانی | قصہ نہین قیس و کوہ کن کا
کس گل نے دئے ہین داغ دلبر | سکہ ہے کو لنے چلن کا
یہان سے نہ گیا کوئی سبک بار | مردے پہ یہی بوجھ ہے کفن کا
یارب رہین دوست اپنے آباد | گل ہو نہ چراغ انجمن کا
دیکھی ہے مجاز مین حقیقت | عقدہ کہلا بت سے بت شکن کا

جنت ہے خاص ملک اوسکی
آغا ہے غلام پنجتن کا

کون ہے جو کہ ترے راز کا جویا نہوا | جان پر کون نہ کھیلا کسے سودا نہوا
کبھی وحشت مین گذر جانب صحرا نہوا | قیس کی طرح سے مین شہر مین رسوا نہوا
نہ تو کعبہ مین جگہہ پائی نہ بتخانہ مین | وہ کہین کا نہ رہا جو ترا بندہ نہوا
اپنے عاشق کو نہ غصہ سے دکہائین آنکہین | پتلیون کا مری جان آج تماشا نہوا
ہجر کے صدمۂ جانسوز سے مرکر چھوٹے | للہ الحمد شب وصل کا تڑکا نہوا
لن ترانی کی صدا سنتے لڑاتے آنکہین | گوش شنوا نہوا دیدۂ بینا نہوا
ضعف نے کوچۂ جانان مین قدم گاڑ دئے | قیس کی طرح سے مین بادیہ پیما نہوا
سرو کی طرح سے آزاد رہے دنیا مین | ہم کسی کے نہوے کوئی ہمارا نہوا
کام آیا نہ برے وقت کسی کا کوئی | ڈوبتے کو کبھی تنکے کا سہارا نہوا
کون اولجہا نہین ادر کسنے نہ پہنی زنجیر | کسکو اے زلف مسلسل ترا سودا نہوا

روشنی دیر مین کعبہ مین برابر دیکھی
آپ کے حسن کا کس رنگ مین جلوا نہوا

بے نیازی نے تری تجھکو مجھے دکھلایا
تو نے جو چاہا کیا مین نے جو چاہا نہوا

لن ترانی کی صدا سنکے کہو کیا ٹھہری
دید کا یار سے اقرار ہوا یا نہوا

تیرے رخسار سے خورشید کو نسبت کیا ہے
جب کف پا کے مقابل ید بیضا نہوا

تیر بیتابی سے دم بھر نہ جگر مین ٹھہرا
اے کماندار کلیجا مرا ٹہیدا نہوا

درد و غم رنج و الم شدت تپ حالت نزع
پوچھئے کیا ہو شب ہجر مین کیا کیا نہوا

کیا علاج اوسکا ہے بقراط و فلاطون کیا مین
تیرا بیمار مسیحا سے بھی اچھا نہوا

خوب ہوتی مرے زخمون پہ نمک افشانی
سانولا رنگ ترا اور سلونا نہوا

خاکسارون کو نہین زینت دنیا درکار
خاک پر لیٹ رہے ہم جو بچھونا نہوا

آج گھر آنے کا اوس بت نے کیا ہے اقرار
شکر ہے وعدۂ فردا لپس فردا نہوا

ہم بھی آزاد ہین کیا یاد کرینگے تمکو
حسن کی خیر عنایت کوئی بوسہ نہوا

میرے کوچہ سے تم اسطرح اکیلے جاتے
چاندنی رات ہے افسوس اندھیرا نہوا

سو خریدار تھے پر دل کو نہ بیچا اوسنے
تیرے دیوانہ کا بازار مین سودا نہوا

مشغلہ ہے مئے گلرنگ کا فرماتے ہین
ہاے افسوس کہ اس بزم مین آغا نہوا

مفت بدنام ہوا اے رشک مسیحا ہوگا
تیرا بیمار جو مرجائیگا اچھا ہوگا

زلف مشکین سے خجل عنبر سارا ہوگا
رخ سے شرمندہ ترے نور کا تڑکا ہوگا

ترچھی نظرون سے وہ کس کسکو کرینگے گھایل
چشم بد دور ابھی دیکھئے کیا کیا ہوگا

یا الٰہی کہین شمشیر چلے قاتل کی
بوجھ اوتر جاے نہ سر ہوگا نہ سودا ہوگا

دل سوزان کی حقیقت مرے کھلجائیگی
ہاتھ اگر تیرا جلیگا ید بیضا ہوگا

نام یوسف کا کوئی لیگا نہ اب ہونے سے
مصر و کنعان مین ترے حسن کا چرچا ہوگا

مین بہی راضی ہون اوسی مین جو رضا ہے تیری
مین جلو لگا تو کلیجا ترا ٹھنڈا ہوگا

ہر گہڑی یہ نظر تہی اوسے اللہ رے شوق
قیس کہتا تہا یہی ناقۂ لیلی ہوگا

کوئی جب کہتا ہے آغا سے بہی کچھ تو نقش ہو
ہنسکے فرماتے ہین شاید کہین دیکہا ہوگا

کس پریزاد لئے اس بزم مین گایا سہرا
رخ تازہ ہوئی ہر دل مین سمایا سہرا

اللہ اللہ مرے نوشاہ کے سہرے کا بناؤ
گل فردوس سے حورون نے بنایا سہرا

لعل و یاقوت کے مقیش سے پہنے باندہے
عطر سے موتیے کے خوب لبسایا سہرا

چمن حسن پہ طرہ ہے یہ پہولون کی بہار
دُر و الماس سے کیا خوب سجایا سہرا

شرم کیون کرتے ہو صاحب اسی سر سے باندہو
ہو مبارک کہ یہ سسرال سے آیا سہرا

سارے عالم کو تمنا تہی تری شادی کی
شکر صد شکر کہ خالق نے دکہایا سہرا

کنبہ والون کو مبارک ہو یہ شادی کی گہڑی
اہل محفل کو تو ہر طرح سے بہایا سہرا

خوب تصنیف کیا صل علی اے آغا
جتنے ہین اہل سخن سب کو خوش آیا سہرا

تیری بندش ہی نرالی ہے ہر اک سے آغا
کوئی بہی ایسا طرحدار نہ پایا سہرا

باندہکر بیٹہا ہے وہ حور شمائل سہرا
کہہ دو زہرا سے کہ گائے سر محفل سہرا

چشم بد دور یہ اللہ نے دن دکہلایا
لے مبارک ہو تجہے اے مہ کامل سہرا

کس گل اندام کی شادی ہے یہ کیا جلسہ ہے
آج گلزار مین گاتے ہین عنادل سہرا

سر سے باندہے ہوئے بیٹہا ہے وہ ماہ کنعان
اوج و رفعت مین ہے خورشید کی منزل سہرا

صورت تار نظر چہرہ سے اوٹہتا ہی نہین
رخ پر نور پہ کیسا ہوا مائل سہرا

کون کہتا ہے کہ فردوس سے حورین لائین
شان معبود ہوا عرش سے نازل سہرا

یہ نئے رنگ کا سہرا ہے نرالے مضمون
کون کہہ سکتا ہے اب اسکے مقابل سہرا

کس کے سہرے میں ہیں مضمون تکلف آغا
آپ ہی بول اوٹھیگا حق و باطل سہرا

انشا ہو وصف خال و خط گلعذار کب
نکلے مرے قلم سے یہ نقش و نگار کب

آئینگے رنگ روپ پہ پھر برگ و بار کب
جوبن دکھائیگی یہ عروس بہار کب

آفت نہیں ہے گوشہ نشینوں کے واسطے
ہوتا ہے مرغ قبلہ نما کا شکار کب

مین مر مٹا پر اونکی کدورت ہوئی نہ دور
مٹی نہ دینے آئے نکالا غبار کب

میری لحد کو غول بیابان مین دیکھکر
جیندرا کے پوچھتے ہین بنا یہ مزار کب

مرتے رہینگے حسرت جام طہور مین
ملتی ہے زاہدو تمکو مے خوشگوار کب

ممکن نہین قضا سے کسی طرح جانبری
صیاد تیرے دام سے چھوٹا شکار کب

مجکو تو انتظار مین گذری تمام شب
کیا جانے ہو چلیگا تمہارا شکار کب

کثرت سے بسملون کی تڑپنے کی جا نہین
لایا تری گلی مین دل بیقرار کب

فصل خزان کبھی کبھی موسم بہار ہے
ہے ایک رنگ پر چمن روزگار کب

آغا مزا پڑا ہے ہمین وصل یار کا
جاتی ہے دل سے لذت بوس و کنار کب

ملتے ہین ہاتھ ہاتھ لگینگے انار کب
جوبن کا اونکے دیکھئے ہوگا اوبھار کب

عشاق منتظر ہین قیامت کب آئیگی
بے پردہ منہ دکھائیگا وہ پردہ دار کب

اک روز اپنی جان پہ ہم کھیل جائینگے
تم پوچھتے رہوگے یونہین بار بار کب

بیکس کو کون روئے غریبون کا کون ہے
میری لحد پہ شمع ہوئی اشکبار کب

کون آیا پڑھنے فاتحہ کسنے چڑھائے پھول
مرنے کے بعد پوچھتا ہے کوئی یار کب

امید نا امید کو اونسے نہین رہی
دشمن کے دوست ہین وہ ہوے میرے یار کب

جو اونچے اونچے ہین وہی جاتے ہین بام پر
محفل مین ہم غریبون کو ملتا ہے بار کب

جب نقد مال تو نے دیا ہمنے نقد دل
ساقی ہمین بتا دے کہ پی تھی ادھار کب

ملنا چھوڑا یا تم سے مرا رشک غیر نے
کرتا ہے کوئی آپ سے جبر اختیار کب

آغا کو ذبح کرتے ہو اپنی گلی مین کیون
جائز ہے میری جان حرم مین شکار کب

ٹپکینگے اشک نکلیگا دل کا بخار کب
بادل گھرا ہوا ہے پڑیگی پھوار کب

وہ بحر حسن مجھہ سے ہوا ہمکنار کب
دیکھے ہے موج آب در آبدار کب

کیون عاجزی پسند نہ طبع متین کو ہو
جھکتے نہین کبھو شجر باردار کب

کس دن ہے مرے کلیجہ مین گڑتی نہین برچھیان
آنکھون مین تھا یہ سرمہ دنبالہ دار کب

کشتون کو چشم مست کے اسکی خبر ہے کیا
کس روز حشر ہوگا مچیگی پکار کب

بیچین دل ہے چین اسے آئیگا کسطرح
بجلی کے اضطراب کو ہوگا قرار کب

ممکن ہے کوئی سطرح مطول لکھے لکھے
تحریر ہو درازی گیسوے یار کب

کیا جانئے کسنے خاک سے پاک انکو کر دیا
زیبا ہے خاکسارون کے دلمین غبار کب

دیوانون کا ہے شوق قدمبوس کسقدر
دم بھر الگ ہوئے مرے تلوون سے خار کب

کیون گورے جسم پر نظر آتی ہین بدھیان
صاحب پہنکے سوئے تھے پھولونکے ہار کب

مطلق خبر نہین ہے اسیران دام کو
فصل خزان کب آئی گئی ہے بہار کب

آغا جو ایسے لوگ ہین وہ پوچھے جائینگے
گنتی مین آپ آئینگے روز شمار کب

آج کل پانچون میسر ہین چھٹے کیونکر شراب
تو جو آئی فصل گل سیر چمن دلبر شراب

طرفہ کیفیت ہی ہے یاد چلی کیونکر شراب
لا رہی ہے آج میخوار وہین کیا چلکر شراب

فصل گل کا دور ہے ہم تم نہین دلبر شراب
تینون حاضر ہین یہ لیجے شیشہ و ساغر شراب

مے کشی کیواسطے ہی ظرف عالی چاہیئے
منہ نہین پینے کے لائق ہت پئین کیونکر شراب

ساقیا مجھکو مزا ہے بادۂ تسنیم کا
چاہئے میرے لئے بہتر سے بہتر ہو شراب

ہچکیاں آنے لگیں اچھو کا پھندا پڑ گیا
جب تھو ساقی تو اوترے حلق سی کیونکر شراب

اسکو بھی گردش دکھائی دو چشم یار نے
کھا رہی ہے دیگ مین آمی کشو چکر شراب

چاندنی کی سیر ہوگی جام ہوگا ماہتاب
نور افشان ہین پئینگے آج ہم چلکر شراب

چٹکیان بھی لی رہے ہین ڈر رہے ہین گالیان
آج متوالے بنے ہین کسقدر پیکر شراب

کھیلتی ہی سر پہ چڑھکر بادہ خوارون کے مدام
یار پڑھ کر پھونکتی ہے کولنسا منتر شراب

تم نہی لینا یہان آغا کسی کے ہاتھ سے
خلد مین دینگے جناب ساقی کوثر شراب

گفتگو کرنے مقابل میرے آئے عندلیب
ایسے گل کترون کہ جس سے دماغ کھائی عندلیب

شاخ پر بیٹھی ہوئی باتین بنائے عندلیب
گر مرے منہ پر چڑھے تو منہ کی کھائی عندلیب

عاشق و معشوق دونون سے محبت ہے مجھے
گل پہ سو جان سے تصدق ہون فدائے عندلیب

آتے ہی فصل خزان کے ہوگیا کیا انقلاب
بولتے ہین زاغ گلشن مین بجائے عندلیب

یا تو وہ بہرا ہے یا اسکا ہے نالہ بے اثر
کان مین گل کے نہین جاتی صدائے عندلیب

عاشقون کے نام سی نفرت ہی اوس گلفام کو
حکم ہے دیوار گلشن تک نہ آئے عندلیب

اوسکی فریاد و فغان سے دل ہمارا ہل گیا
عرش تک جانے لگے اب نالہائے عندلیب

دعوی خون شہیدان تم سے کرنا ہی ضرور
گل لینا چاہیے ہے خون بہائے عندلیب

آگئی فصل خزان گل ہائے نو مرجھا گئے
آشیانہ باغ سے اپنا اوٹھائے عندلیب

آج گل گلچین کا کھٹکا ہے نہ کچھ صیاد کا
شوق سے گلشن مین گاتی پھرے اوڑے عندلیب

ناپسند خاطر اقدس ہین گل کے قہقہے
ناگوار طبع ہے مجھکو صدائے عندلیب

نام آغا کا لکھا ہے عاشقونکی فرد مین
قدردان گل رخان ہی خاک پائے عندلیب

ہر شے سے نمود ہے خدا کی قدرت — پیسے دانہ کو آسیا کی قدرت
حاصل کرین کب ہی دست دعا کی قدرت — ملتا ہے جو رزق یہ خدا کی قدرت
اعجاز سے قاتل ترا کشتہ نہ جیا — عیسیٰ نے دکھائی انتہا کی قدرت
اے کندۂ ناتراش اتنا تو سمجھ — موسی نے دکھائی تھی عصا کی قدرت

مے پینے کی آغا سے نہ عادت چھوٹی
زاہد دیکھی تری دعا کی قدرت

اوس مہروش نے پی مے احمر تمام رات — دو آفتاب چمکے مرے گھر تمام رات
تھا زینت کنار وہ دلبر تمام رات — ہالہ ہی مین رہا مہ انور تمام رات
سویا جو بام پر وہ گل تر تمام رات — شبنم کے اشک ٹھہرے نہ دم بھر تمام رات
افشان چنا کئے وہ جبین پر تمام رات — مین ای فلک گنا کیا اختر تمام رات
ہمراہ غیر کے رہا دلبر تمام رات — دیکھا کیا مین خواب مین محشر تمام رات
رہتا ہون ہجر یار مین مضطر تمام رات — کرتا ہون اوسکے کوچہ کے چکر تمام رات
آنکھین بھی لال لال ہین چہرہ بھی سرخ ہے — پی ہے کہین شراب مقرر تمام رات
آیا خیال زلفون کا اوسکی تو شام سے — دو کالے سانپ گھیرے رہے گھر تمام رات
تمثال دیکھی شیش محل مین کیا جو خواب — آئینہ سے رہے وہ مکدر تمام رات
اوس سنگدل کا ہجر مین جب آگیا خیال — برسا کئی مکان مین پتھر تمام رات
ہے چاندنی کھلی ہوئی فصل بہار ہے — گلشن مین میکشی کرو چلکر تمام رات
مجھکو خیال ابروے جانان جو بندھ گیا — دیکھا کیا مین خواب مین خنجر تمام رات
دنکو جو دیکھی کاکل جانان کھلی ہوئی — نازل رہی بلا مرے سر پر تمام رات
یارب نہو نصیب عدو بھی یہ اضطراب — جسطرح مین نے کاٹی تڑپکر تمام رات
سونگھی جو ہمنے شام کو وہ زلف عنبرین — کیسا رہا دماغ معطر تمام رات

ہجر صنم مین آئے مجھی کس طرح سے نیند
بیمار کی کٹتے کہو کیونکر تمام رات

دن بھر کبھی کبیدہ رہی مژہ یار کی خلش
کھٹکا کیا کلیجہ مین نشتر تمام رات

تا صبح کتنی بلبلین صیاد ذبح کین
گل باغ مین اوڑا کیے شہپر تمام رات

آغا کبھی نہ زلف کا مضمون بندھ سکا
گذری ہے پیچ و تاب مین اکثر تمام رات

نہونگے حور کے بھی ایسے پیارے پیارے دانت
گہر کا دانت ہی جھڑ دہ مین تمہارے دانت

وہ دانت پیستے ہین ہنتے جو ہنسی مین کہا
ہزار حیف نہ ایسے ہوئے ہمارے دانت

یہ ہڈیان تھین سگ کوی یار کا حصہ
غضب کیا سگ لیلی نے قیس پر آرے دانت

وہ بے مثال ہے اوسکی مثال کیا آغا
بہوین ہلال ہین رخ چاند ہے ستارے دانت

دور سے تم مجھے دکھلاتے ہو تلوار عبث
پاس آنیکی قسم کہائی ہے کیا یار عبث

ہاتھ اٹھیگا ترے کیا مجھے تبلا ای شوخ
مجھکو کرتا ہے جو رسوا سر بازار عبث

غیر سے بولتے ہو ہنستے ہو ہر دم جانان
مجھسے ہر بات مین تم کرتے ہو تکرار عبث

دل مین سو طرح کے وسواس چلے آتے ہین
کرتے ظاہر مین ہو اتنا جو مجھے پیار عبث

دخل صیاد اوٹھا صحن چمن سے اب تو
نالہ کرتی ہے تو اے بلبل گلزار عبث

بعد مردن بھی نہ آیا کبھی تربت پہ وہ شوخ
جان دی جسکے لیئے تو نے دل زار عبث

وہ کبھی بات نہین پوچھتا تیری آغا
کرتا ہے اپنی محبت کا تو اظہار عبث

عیسی کا قول ہے کہ یہ ہے درد کا علاج
جو ہو مریض عشق بھلا اوسکا کیا علاج

میری دوا کی فکر ہے کیون ہجر یار مین
مجھکو پسند ہے ملک الموت کا علاج

مین وہ مریض نرگس بیمار یار ہون
جسکا مسیح کو بھی نہین سوجھتا علاج

اچھا نہو لگا تیری دوا سے مین ای حکیم
تو اپنے گھر کی راہ لے بس ہو چکا علاج

تقدیر دیکھیے نہ گیا اپنا درد سر
عیسی نے بھی ہمارا بہت سا کیا علاج

روٹھا ہے یار کیسے ملون اوس سے ہمنشین
مجھکو بتا دے کچھ تو برائے خدا علاج

آجاوے وہ مسیح تو ہووے ابھی شفا
اے ہمدمو نہین کوئی اسکے سوا علاج

مجھکو لگی دوا نہ دوا نے اثر کیا
ایک عمر مین تو درد جگر کا کیا علاج

چمکی ہے آگ عشق کی ناصح کے پند سے
جل کر ہوا مین خاک یہ اچھا ہوا علاج

اے آغا تا بہ مرگ نہ اچھا ہوا کبھی
جیتے جی درد دل کا نہ کیا کیا علاج

کچھ ایسی پلا دے مجھے اے پیر مغان آج
قینچی کی طرح چلنے لگی میری زبان آج

یاد آتا ہے وہ زور جوانی ہی کہان آج
کل تیر کی صورت تھی بنے شکل کمان آج

پائی ہے خبر مینے وہ جاتے ہین سفر کو
ممکن نہین قالب مین رہے روح روان آج

شاید رخ روشن نے تری آگ لگا دی
رہ رہ کے جو اوٹھتا ہی کلیجہ سی دھوان آج

کل آنکھہ دکھاتے تھی جو آہو سے ختن کو
حسرت کی نگاہو سے ہین کیسے نگران آج

مے خانہ کا در بند ہے اوٹھتی ہین گھٹائین
گھٹ جائیے پھر چل کے در پیر مغان آج

کس بحر لطافت کا خیال آ گیا آغا
تھمتا نہین اشکون کا جو دریا ہے روان آج

گھٹ جائے جو سرشک کا طوفان کسیطرح
تھم جائے بحر دیدۂ گریان کسیطرح

چمکیگا اب نہ مہر درخشان کسی طرح
ہوگی نہ صبح کیون شب ہجران کسی طرح

جوش جنون کے ہاتھہ سے فصل بہار مین
بچتے نہین ہین جیب و گریبان کسی طرح

قارون کی طرح گرچہ میسر ہو مال و جاہ
قانع نہین طبیعت انسان کسی طرح

منت سی آرزو سی خوشامد سی عجز سے
من جاؤ ہم سے آج تو اے جان کسی طرح

لیجیے فکر آپ کیجیے اپنے مریض کی
عیسیٰ سے ہو سکیگا نہ درمان کسی طرح

عشق صنم کی دل مین ہمیشہ جگہ رہی
رخصت ہوئے نہ گھر سے یہ مہمان کسی طرح

جب ہوگیا لگاؤ تو پھر کیسی گفتگو
اوس سے نہونگا صلح کا خواہان کسی طرح

کھلجای راہ جانیکی مٹجای روک ٹوک
ٹلجاے اونکی ڈیوڑھی سے دربان کسی طرح

وہ میرے گھر مین آئین تو بر آئے آرزو
داخل ہو مصر مین مہ کنعان کسی طرح

ساقی ہو مے ہو یار ہو بزم نشاط ہو
ہو جاے آج جمع یہ سامان کسی طرح

آغا یہ لطف کیجیے یا مرتضیٰ علی
چھوڑیگا یہ نہ آپ کا داماں کسی طرح

رو رو کے روتے ہوی ہین دیدۂ تر مین سوراخ
آہ نے کر دیے ہین اپنی جگر مین سوراخ

نالے اس شکل سے ہین میرے جگر مین سوراخ
جیسے ہو وین مگس شہد کے گھر مین سوراخ

رخ جانان کے تصور مین جو فریاد کرون
آہ سے اپنی پڑین شمس و قمر مین سوراخ

قید مین میری یہ رخنے ہین کہ زندانین ہی
ہی منادی کہ ہو دیوار نہ در مین سوراخ

آسمان پر یہ ستارونکا فقط دہوکا ہے
آہ سے اپنی ہین اسکے ہی جگر مین سوراخ

در نا سفتہ بہت سفتہ ہوی ہین لیکن
ہمنے دیکھا نہین آنسو کے گہر مین سوراخ

چشم گریان مین جو ناسور ہون رو رو کے پڑے
تو بھی آغا کے سمائین نہ نظر مین سوراخ

زوال ہوتا الٰہی کبھی کمال کے بعد
ستم ہے ہجر کا ہونا شب وصال کے بعد

دہن ثبوت کو پوچھا ہے قیل و قال کے بعد
خدا کا شکر ہے ممکن ہوا محال کے بعد

خوشی نصیب ہوئی مجھکو بھی ملال کے بعد
ستارہ اوج پہ چمکا مرا زوال کے بعد

مجھے یقین ہے فصل بہار پھر آئی
ہرے ہوئے ہین مرے زخم اندمال کے بعد

نزع کا فرض ہے جلدی ادا کرین کیونکر
گیا ہو نکو [?] چکا ئینگے ہم کلال کے بعد

بغیر حال سنے کیون بگڑ کے آپ نے
جواب دیجیے گا پر مرے سوال کے بعد

کبھی تو مد نظر ہم ہوئے کبھی اغیار
ستم یہ آنکھ پھر آتا ہے دیکھ بھال کے بعد

وہ یاد کر کے ہمین بہوت پہوٹ روتے ہین
ہماری قدر ہوئی اونکو انتقال کے بعد

کل اٹھ سات برس کے ہین پر قیامت ہین
ستم کرینگے ابھی تین چار سال کے بعد

دکھا کے دانہ مین عنقا کو دام مین لاؤن
لکھوں دہن کی صفت وصف خط و خال کے بعد

کبھی نگاہ ہے تلوار پر کبھی مجھ پر
ہمیشہ دیکھتے ہین منہ مرا ہلال کے بعد

ہر ایک کہتا ہے آغا بڑا نمازی ہے
ملیگا رتبہ اسے حضرت بلال کے بعد

پھرے تلاش مین ہم آفتاب کے مانند
نہ آیا کوئی نظر بو تراب کے مانند

برس تو پڑ کبھی ساقی سحاب کے مانند
شراب کام مین آتی ہے آب کے مانند

جلاؤ شوق سے رسوائی کا نہ خوف کرو
نہ دیگا بو دل بریان کباب کے مانند

تمہارے عشق مین گردش ہی کچھ نہین ہے فقط
جگر مین داغ بھی ہے ماہتاب کے مانند

جوان مزاج رہے ہم تو عہد پیری مین
مزے اوڑاتے ہین عہد شباب کے مانند

خدا کے واسطے صاحب مجھے نہ ترساؤ
برس پڑونگا ابھی مین سحاب کے مانند

سمند چرخ سواری کا کسکی گھوڑا ہے
ہلال بن گیا ہے کیون رکاب کے مانند

کبھی جو ضعف سی ہو جاتی ہے غشی طاری
چھڑکتے ہین وہ پسینا گلاب کے مانند

کبھو تو زاہد و پیر مغان سے سنوا دون
نہین ہے اور کوئی شے شراب کے مانند

شعاع چہرۂ انور جلائے دیتی ہے
تمہارا حسن بھی ہے آفتاب کے مانند

جو دل مین باقی ہو حسرت نکال لو صاحب
بہار جاتی ہے عہد شباب کے مانند

خراب ہو گیا ساقی بغیر میخانہ
پیالے اولٹے پڑے ہین حباب کے مانند

کدھر خیال ہے دیوانو ہوش مین آؤ
بہار جاتی ہے عہد شباب کے مانند

خیال رہتا ہے ہر وقت موت کا آغا
مین اپنی زیست سمجھتا ہون خواب کے مانند

کتر پرون کو نہ اے بانی ستم صیاد
قفس کو توڑ کے اوڑ جائینگے نہ ہم صیاد

یہان تلک تو ہی اب بانی ستم صیاد
جو بیٹھون شاخ پہ بو دا اگر سے قلم صیاد

عدم سے آیا ہون مین اشتیاق گلشن مین
مسافرون پہ ترا چاہئے کرم صیاد

یو ذبح کر تا ہی منظور ہے مجھے ظالم
چمن کی سیر تو کر لینے دے کوئی دم صیاد

ہوا اوہلاتا ہے گلشن کی کس محبت سے
غلام ہون ترا لیے دام و لے درم صیاد

چمن سے مجھکو نکالا بہار آتے ہی
روانہ ہو کے آگئی سوے عدم صیاد

چمک نے حسن کی لو اپنا آشیان پہونکا
ملا ہے مجھکو مقدر سے برق دم صیاد

مین وہ شکار ہون آغا جو جاؤن پاس حرم
بچھاے آنکھونکو اپنی قدم قدم صیاد

ہے نوک مژہ اونکی خدنگ سر فولاد
ہو کاوش دل اپنا ہی برنگ سر فولاد

سودائیون کے جون ہی تم پہرنے دو خنجر
ہونے دو سیہ تاب ہی رنگ سر فولاد

دل مین خلش نوک مژہ رہتی ہے ہر دم
سینہ سے مرے ہوتی ہی جنگ سر فولاد

ہو رفع کدورت مری برچھی تو لگاؤ
مین دل سے رگڑ ڈالونگا زنگ سر فولاد

تہمد دل سخت ہی ہوتا نہین اچھا
جوہر یہ وہ ہے جو کہ ہے ننگ سر فولاد

ہم خاک مین بہی ملگئے پر تم نہوی صاف
یہ دل کی کدورت ہی کہ زنگ سر فولاد

لے ایتو رہی نوک ترے تیر مژہ کی
لے ڈوب گیا دل مین خدنگ سر فولاد

آئینہ سکندر کا اوسے مد نظر ہے
آغا ہون اوس بت کو مین ننگ سر فولاد

کیا قتل مجھکو یار کیونکر
اوٹھیگی ہاتھہ سے تلوار کیونکر

ٹلیگا ہجکر کا آزار کیونکر
جئیگا آپ کا بیمار کیونکر

بہت لاغر ہون مین اے بیقراری
اوٹھون بستر سے سو سو بار کیونکر

قیامت مین گواہی دینگے اعضا
کرینگے جرم سے انکار کیونکر

گھٹا آئی ہے بوندین پڑ رہی ہین
نہ ٹوٹے توبۂ میخوار کیونکر

پڑا زاہد کو مے نوشی کا چسکا
چھٹیگی رہن سے دستار کیونکر

مین انکو راستہ مین گھورتا ہون
وہ دھمکائین سر بازار کیونکر

گلون کے کان بہرے ہوگئے ہین
نہ چیخے بلبل گلزار کیونکر

مرے خون کا نہین دھبا لگا ہے
کرو گے حشر مین انکار کیونکر

سفر درپیش ہے ملک عدم کا
کٹیگی منزل دشوار کیونکر

نہ دیکھا جب رگ گردن کے نزدیک
تو پھر ہوگا ترا دیدار کیونکر

کوئی تو بات نکلی ہوگی بے شک
دہن کا کھل گیا اسرار کیونکر

بھلا چنگا ابھی پھرتا تھا آغا
محبت کا ہوا آزار کیونکر

تن سے علیحدہ ہوئی مشکل کو دیکھکر
گھبرائی روح گور کی منزل کو دیکھکر

خلقت پکاری دور سے قاتل کو دیکھکر
کیا دل تڑپ گیا ترے بسمل کو دیکھکر

دیوانون کو بھی شوق اسیری ہے کسقدر
پھیلا رہے ہین پاؤن سلاسل کو دیکھکر

اثبات مین دہن کے مجھے بھی ہے گفتگو
ان شاعرون کے دعوی باطل کو دیکھکر

مین رو دیا ر دیکھکے بھی مستقل رہا
گھبرا گیا تھا قیس تو محمل کو دیکھکر

اے ترک چشم یار یہ اچھا نشانہ ہے
چتکی سے تیر چھوڑ مرے دل کو دیکھکر

اعجاز دیکھیے ابھی لب تک نہین ہلے
کشتون مین جان آگئی قاتل کو دیکھکر

تیوری بدل کے ہاتھ سے آئینہ رکھدیا
تڑپا ہے دل مین مد مقابل کو دیکھکر

یادائی ذوالفقار یہ مہر ید اللہی	پیوستہ ابرو میں ہے تیر تل کو دیکھکر
کچھہ حسن کا نہیں ہے فقط تتمہ خاتمہ	دل دینگے اور حور شمائل کو دیکھکر
بوجھہ اوٹھانا چاہیے کہ جو انسان سے اوٹھہ سکے	صدمہ جو دیکھیے تو مرے دل کو دیکھکر

آغا یہ بت ہیں اور غضب کے ہیں سنگدل
بھولو نہ انکی شکل و شمائل کو دیکھکر

حال عشاق کا سنتے نہیں تنہا ہوکر	دم چراتے ہو مریضوں سے مسیحا ہوکر
دیکھنے کا ہے اگر شوق تو آنکھیں بند	دیکھہ اوسکو ہمہ تن چشم تمنا ہوکر
مفت برباد نہ جائیگا مرا مشت غبار	کوچۂ یار میں پہنچیگا بگولا ہوکر
دیدۂ تر نے کیے سیکڑوں طوفان برپا	قطرۂ اشک بہا آنکھہ سے دریا ہوکر
حد سے بڑھہ چلنے میں آخر ہے قباحت ہوتی	کٹ گیا سرو قد یار سے اونچا ہوکر
کوچۂ یار چھٹا ہم سے نہ مرتے مرتے	قیس جنگل کو گیا شہر سے رسوا ہوکر
مال و دولت یہ فقیروں سے تعلی کی نہ لے	پھونک شیروں کے نہ آگے سگ دنیا ہوکر
فکر ہمکو تھی کہ ہاتھہ آے کمر کا مضمون	دہن یار یہی گم ہو گیا عنقا ہوکر
وہ یہہ فرماتے ہیں گر آپ نے چاہا چاہا	سیکڑوں پھرتے ہیں آمادہ سودا ہوکر
جان تک مانگے اگر قیمت یوسف ڈیڈھ لی	اسے زلیخا نہ بگڑ جا سے یہ سودا ہوکر
دیکھیے سوز محبت کی حرارت کا اثر	بہ گیا جسم سے سب خون پسینا ہوکر
خوب ہے داغ ملا پیرہن عریانی	تادم مرگ نہ اوترےگا یہ میلا ہوکر
پھر تصور نے کسی کے مجھے بیمار کیا	مرض عشق دوبارہ ہوا اچھا ہوکر

نیک و بد دونوں برابر ہیں جہاں میں آغا
چارہ داں خلق میں رہتا ہی چرچا ہوکر

دور ساغر کا چلے ساقی دوبارا ایک اور	ابر کعبہ سے اوٹھا ہی ہاں کہنا ایک اور

جھومتا آتا ہے وہ بادل کا ٹکڑا ایک اور
ساقیا بھر کر پلا دے جام صہبا ایک اور

دن کو جو کچھ تمنے دیکھا یہ تو تھی بس دل لگی
شب کو رہ جاؤ تو دکھلائیں تماشا ایک اور

ہیں او نہیں کہتا ہوں تم بیدرد ہو نا آشنا
وہ لگاتے ہیں مجھے الزام اولٹا ایک اور

دل کو نفرت ہو گئی نظروں سے آخر گر گئے
تم سے بہتر اپنی آنکھوں میں سمایا ایک اور

کیوں سسکتا چھوڑ کے جاتے ہو مجھے مقتل میں تم
اسکے فیصلہ کر دو نہیں قربان دیکھے تیر کا ایک اور

تیرے آنے میں توقف جب ہوا ای نامہ بر
خط او نہیں بے چین ہو کر ہمنے لکھا ایک اور

بند محرم کے کھلے کچھ بے حجابی ہو چکی
وہ بھی اب اوٹھ جائے جو پردہ ہے باقی ایک اور

دوست دشمن ہو گئے یاروں نے آنکھیں پھیر لیں
رہ گیا ہے ایک مجھکو بھروسا ایک اور

وصل کی شب میں کیا مرغ سحر کا بند لب
نعرۂ اللہ اکبر کا ہے ڈر کا ایک اور

ہو چکا ذکر دہن وصف کمر لکھتے ہیں ہم
دام میں صیاد کے پھنستا ہے عنقا ایک اور

صید کی کثرت سے آنکھیں پھٹ پڑیں صیاد کی
دوسے گر پائی رہائی دام آکے الجھا ایک اور

گل اونکے منہ کو تکتے ہیں گفتار دیکھکر
اے عندلیب کھولیو منقار دیکھکر

امید ہے کہ وار یہ خالی نہ جائے گا
تکتے ہیں مجھکو آج وہ تلوار دیکھکر

مستونکی پیش بندی کے قربان جائیے
کیا جھومتے ہیں ابر کے آثار دیکھکر

صیاد باغ باغ ہے گلچیں ہے شاد شاد
کنج قفس میں مجھکو گرفتار دیکھکر

اللہ رے شوق بادیہ پیمائی جنون
تلوے مرے کھجانے لگے خار دیکھکر

ایک جنس ناروا ہے یہ دل اسکو کون لے
سودا خریدتا ہے خریدار دیکھکر

جی چاہتا ہے اوس بت کافر کے عشق میں
تسبیح توڑ ڈالئے زنار دیکھکر

لطف وصال میں کہیں جان پر نہ آ بنے
پرہیز اپنا توڑ لو بیمار دیکھکر

تقریر سنکے یار کی غنچے خموش ہیں
بلبل پھڑک گئی مری گفتار دیکھکر

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی
وہ بے وفا ہوئے ہین وفادار دیکھکر

خوش طبع خوش مزاج ہی کیونکر خوش ہین
ہنستے ہین زخم بھی لب سوفار دیکھکر

وحشت نے اپنی دست درازی کی فکر کی
داماں و جیب ہین مرے دوتار دیکھکر

شمشاد بے ثمر نہین ہوتا یقین ہوا
جوبن کا کچھ ابھار نمودار دیکھکر

منت کی طوق بیڑیان پہنائی تہین مجھے
طفلی سے تجھ مین عشق کے آثار دیکھکر

قاتل کو انتظار ہے کس خوش نصیب کا
رہ رہ گیا ہے تیغ کئی بار دیکھکر

۲

تربت مین ساتھ دی نہ کسی جسم زار کا
گھبرائی روح منزل دشوار دیکھکر

صاحب کو اپنے عشق نہ ناحق گھمنڈ ہے
دل دینگے اور کوئی طرحدار دیکھکر

کیا خاک وہ علاج کرینگے مریض کا
عیسی تو آپ ہوگئے بیمار دیکھکر

سر پر مرے ہما گراتی ہے لاغری
ٹھہرون کہین جو سایۂ دیوار دیکھکر

آغا گناہ ہوگئے باعث نجات کے
بخشا مجھے خدا نے گنہگار دیکھکر

مستی کی ادا ہٹ ہی جو تحریر سے باہر
تو وصف دہن تیرا ہے تقریر سے باہر

زخمی نگہ تیغ بکشتۂ ابرو
ہم تیر سے باہر ہین نہ شمشیر سے باہر

ایام بہاری بھی گئی فصل خزان بھی
نکلے نہ قدم خانۂ زنجیر سے باہر

مجنون کو یہ تاکید تہی لیلی کی خبردار
نکلے نہ قدم خانۂ زنجیر سے باہر

جب سے نظر آئی مجھے اوس شوخ کی ہیکلی
گردن نہ ہوئی طوق گلوگیر سے باہر

ناحق جگا دیکھکے دیوانے بنین گے
وحشت ہے مری کوچۂ تدبیر سے باہر

پابند تری زلف مسلسل کا ہے آغا
کیونکر ہو قدم حلقۂ زنجیر سے باہر

تو رہیگا چمن حسن مین گر گل ہوکر
روح یہ پہنچیگی مری صورت بلبل ہوکر

دل صد چاک نہ آگاہ تھا اس الجھن سے
آسمان سے یہ بلا آئی ہے کاکل ہوکر

سرکشانے نے فراغت ہوئی حاصل ہمکو
شمع جلنے سے بچی سرد ہوئی گل ہوکر

پس مردن بھی نہ ہم دام بلا سے چھوٹے
زلف پرپیچ اوگی قبر پہ سنبل ہوکر

صنع سی صانع قدرت پہ نظر کی آغا
اپنی آنکھون مین سمایا ہے یہ جز کل ہوکر

ان روزون ابر و باد کی اثر ہے کسقدر
دیکھو تو بادہ خوارون پہ رحمت ہی کسقدر

قامت پہ اشتباہ قیامت ہے کسقدر
پستی تمہاری چال پہ خلقت ہے کسقدر

گندہ ہماری قبر کا بالکل مٹا دیا
اپنے نشان سے اونکو عداوت ہے کسقدر

اورونکو صاف اور ہمین دردتہ دین
پیر مغان کو ہمسے کدورت ہے کسقدر

تشبیہ قد یار نے سرسبز کر دیا
سرو چمن پہ دیکھو تراوت ہے کسقدر

نرگس کے پیڑ اوگ گئے ہین اوسکے مزار پر
کشتہ کو تیرے دید کی حسرت ہے کسقدر

محروم رکھا دولت دیدار سے تجھے
قارون کی طرح آپ مین خست ہی کسقدر

آخر کو صدقے ہوکے ہوا خاک پاے یار
پروانہ کو بھی شمع سے الفت ہے کسقدر

برباد کی اوڑا کے مری خاک کو بگولہ
باد صبا کو مجھ سے عداوت ہی کسقدر

آشفتہ مجھکو دیکھ کے کہتے ہین شوخ چشم
آغا تمہارے چہرہ پہ وحشت ہی کسقدر

آپ دیکھینگے اوٹھائینگے یہ طوفان کچھ اور
رنگ لائینگے مرے دیدۂ گریان کچھ اور

وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے
فکر ہر روز کیا کرتا ہے انسان کچھ اور

ان طبیبون کی بھی کیا اولٹی سمجھ ہی آغا
درد کچھ اور ہے ور کرتے ہین درمان کچھ اور

منتظر رہتے ہین تیرے طالب دیدار روز
جا کے دروازہ پہ پھر آتے ہین سو سو بار روز

قتل پر میری کمر کستا ہی وہ عیار روز
لطف صحبت کیا ہی جب ہونیلگی تکرار روز

اپنے عاشق سی نہین لازم تجہے اتنا غرور
یہ بہار حسن ہے ای رشک یوسف چار روز

فصل گل ہے کیون نہ کہیلون مین لطف مے کا شکار
مجہکو دیجاتا ہی چھینٹے ابر دریا بار روز

ہر گھڑی ہی دل مین اونکی ترکانی خلش
تیر پہلو سی گذر جاتے ہین تا سوفار روز

ڈہونڈتے پہرتے ہین اونکو ہر گلی کوچہ مین ہم
تہرکا رہتا ہی جیکر صورت پرکار روز

وصل کا پیغام سنکر مجہسے فرماتے ہین وہ
اسقدر جلدی ہے کیا ٹہہرو یہی دو چار روز

جنبش ابرو نے کردی ہے قیامت آشکار
ذبح ہوجاتے ہین اس تلوار سی دو چار روز

پوچہتے ہین وہ مری آواز کو پہچانکر
کون روتا ہی یہ آکر پس دیوار روز

کچہہ دوا اکی فکر کر اپنی او نہین صورت کیا
منتظر رہتے ہین ای عیسی تری بیمار روز

آج تو مین بہی نمانونگا مجہے بہی ہے یہ ضد
آپ کر جاتے ہین مجہسے وصل کا اقرار روز

چار دن مین کیسا مینوشی کا چسکہ پڑ گیا
رہن کو جانے لگی زاہد کی اب دستار روز

تو کہ شیشہ مین ہی پریجی نظر آتی نہین
تاکتے ہین دخت رز کو نشہ مین میخوار روز

کثرت عشاق سے مطلق جگہہ ملتی نہین
بزم مین اوسکی لگا رہتا ہی ایکدربار روز

ہم سمجہتے ہین محبت نے کیا دل مین اثر
وہ پڑہا کرتے ہین آغا آپ کی اشعار روز

ہستی نہین ہی اس دل ناکام کی ہوس
ایک جام پیلے ہوتی ہے سو جام کی ہوس

آزاد کو تعلق دنیا سے کام کیا
نوبت نشان والونکو ہو نام کی ہوس

دل اپنا مائل رخ گیسو سے یار ہے
اس بوالہوس کو ہے سحر و شام کی ہوس

صیاد کو سناتی ہے آواز باغ مین
ہے عندلیب کو قفس و دام کی ہوس

مرتا ہے جان دیتا ہے حور و قصور پر
زاہد کو خاک کرتی ہے انجام کی ہوس

یارب ہو خیر کوچہ جلاد کی طرف
قاصد کو لیچلی مرے انجام کی ہوس

وہ کون ہے کہ جسنے قناعت پسند کی / کسکو نہین ہوئی درم و دام کی ہوس
خط پڑہکے میرا کہتے ہین لوگونکے سامنے / باقی ہے اسکو نامہ و پیغام کی ہوس
دنیا تو گذر ہی جاتی ہے ہو عاقبت بخیر / آغاز سے زیادہ ہے انجام کی ہوس
زلف سیہ ہے مصحف رخسار پر نثار / کفار کے بھی دل مین ہے اسلام کی ہوس

آغا وہ تجھسے کہتے ہین چندے تو صبر کر / برآئیگی ترے دل ناکام کی ہوس

وہ خال عنبرین نہین زلف دوتا کے پاس / سودائیو سواد ختن ہے خطا کے پاس
بھلا تلاش کرتے ہین مجھکو شفا کے پاس / تہمت ہی ہے حبیب مال ہی دزد حنا کے پاس
دولت کی قدر کرتے ہین دنیا کے لالچی / کیو مفلسی مین جائے کسی آشنا کے پاس
تکیہ بنا کے بیٹھے ہین ہم اوسکی راہ مین / اک جھونپڑا ہے یار کی دولتسرا کے پاس
یوسف بہت ہین اب بھی خریدار کون ہے / ہمت تونگرونمین نہ دولت گدا کے پاس
شرما کے اسقدر نگرو سینہ رو بیان / جانے دو میرا ہاتھ تو بند قبا کے پاس
سودیگی گر ہوس ہے تو زلفون سے اوچھیئے / دل بھیجئے کو جائے اوس دلربا کے پاس
کس روز نبض دیکھی مسیحا نے آنکر / کس دن ترا مریض گیا تھا دوا کے پاس
اے غافلو جو حکم نہو کردگار کا / دانہ نہ اوڑ کے جائے کبھی ہما کے پاس
اللہ رے فیض وہ بھی تو دیدنی نہین / انگشتری فقط تھی شہ ہل اتی کے پاس
بت سنکے حال موت کا عاشق کی کہتے ہین / فریاد کے لیئے وہ گیا ہے خدا کے پاس
ہمکو دعائین مانگتے برسون گذر گئے / آئی نہ ایک دن بھی اجابت دعا کے پاس
انکھیلیونکی چال سے مین بھی سمجھ گیا / خوشبو ہے زلف یار سے باد صبا کے پاس
اک حور نے گلے سے لگایا ہے خواب مین / سونگھے آج ہم کسی ناکتخدا کے پاس
انسان کو ہاتہ پاؤن پہ اپنی گھمنڈ ہے / اوڑ اوڑکے رزق آتا ہی بیدست و پا کے پاس

رہنے دو دعوت سگ جانانکے واسطے
لیجاؤ ہڈیان نہ ہماری ہما کے پاس

اے منعمو یہ مال ہے کیون اسقدر عزیز
لیجائنگی نہ دولت دنیا خدا کے پاس

جہک کر سلام کیجیے ایسے کو دور سے
آغا کبھی نجائیے اوس بیوفا کے پاس

نہ دعا کی مجھے حاجت نہ دوا کی خواہش
اپنی مرضی ہے وہی ہے جو خدا کی خواہش

کبھی ابرو کی کبھی زلف دوتا کی خواہش
عشق مین ہوتی ہے انسانکو بلا کی خواہش

اپنے عاشق کو کرو تیر نگہہ سے بسمل
یہ سکھاتی ہے اونہین ناز و ادا کی خواہش

خون بلبل کا بہے رنگ چمن کا نکھرے
گل کھلے باغ مین ہے باد صبا کی خواہش

شکر صد شکر کہ تزئین پہ طبیعت آئی
اونکے ہاتھونکو ہوئی رنگ حنا کی خواہش

جذبۂ عشق لیے جاتا ہے اوس کوچہ مین
مجھکو کب ہے خضر راہ نما کی خواہش

ابتدا سے ہے ترا سایۂ دیوار پسند
تیرے عاشق کو نہین ظل ہما کی خواہش

یار تو منزل مقصود پہ پیدا ہے پہونچے
قافلہ والونکو ہو بانگ درا کی خواہش

سن کے بت کانپ اوٹھین دیر مین لرزہ پڑجاے
عرش تک پہونچے یہ ہے آہ رسا کی خواہش

ان حسینون سے تعلق نہین باقی آغا
نہ تو امید کرم کی نہ جفا کی خواہش

ہر نظر ہے آنکھونکو دیدار کی تلاش
محشر مین کرتے پہرتے ہین ہم یار کی تلاش

ہر دم ہے اونکو مجھسے خریدار کی تلاش
صیاد کو ہے بلبل گلزار کی تلاش

بوالہوس کو جامہ زرتار کی تلاش
ہمکو نہین ہے جبہ و دستار کی تلاش

مین خوب جانتا ہون کہ اک روز حشر مین
لیجائیگی تجھے ترے دیدار کی تلاش

گھر بیٹھے یار کے ہین خریدار سیکڑون
یوسف کو ہوگی مصر کے بازار کی تلاش

ہمسے غریب لوگ ہین وان کس تلاش مین
دن رات اونکو ہے زردار کی تلاش

اے ترک ایک تیر نظر اس طرف کو بھی
زخم جگر کو ہے لب سوفار کی تلاش

ساقی ہوتے ہو باغ ہوا پر بہار ہو
وہ دن گئے ہو رہی انہیں خار کی تلاش

دیوانہ کو تو آپکے صحرا پسند ہے
وحشت میں کب ہے سایہ دیوار کی تلاش

مطلب کچھ اور ہے یہ بہانہ ہے سیر کا
حسن شباب کو ہے خریدار کی تلاش

ہر اک ہے پوچھتے ہیں کہ آغا کہاں گیا
خود آج ہے مسیح کو بیمار کی تلاش

ہے قافلہ کو مصر کے بازار کی تلاش
یوسف کو آج کل سے خریدار کی تلاش

صحرا نورد لو انکا ہوا دل کو اشتیاق
صد شکر آبلوں کو ہوئی خار کی تلاش

شہر گستی ہے قریب مگر سوجھتا نہیں
دیر و حرم میں کرنی پڑی یار کی تلاش

چھٹتا نہیں شراب کا چسکا پڑا ہوا
ہر دم ہے مجھکو خانہ خمار کی تلاش

عاشق تو نامہ بر کے تصور میں جی لیا
قاصد کو ہوگی کوچہ دلدار کی تلاش

پالا پڑے نہ دختر رز سے خدا کرے
ہوتی ہے ابھی اچھونکو مردار کی تلاش

خوشبوے زلف یار علاج دماغ ہے
کسواسطے ہے نافہ تاتار کی تلاش

آغا مری تلاش کو کیا پائے سر لگے
بے پوچھے حشر میں ہی مجھے یار کی تلاش

مژگان سے ہے نہ ابرو خمدار سے غرض
مطلب ہے تیر سے ہے نہ تلوار سے غرض

مطلب نہ گل سے ہے نہ مجھے خار سے غرض
کچھ یار سے غرض ہے نہ اغیار سے غرض

یہ وہ نہیں کہ مصر میں بکنے کو جائیگا
یوسف کو میرے کب ہے خریدار سے غرض

لوگوں کے کہنے سننے پہ جانا نہ چاہئے
تمکو فقط ہے اپنی گنہگار سے غرض

وہ پوچھتے نہیں کبھی عاشق کے حال کو
عیسی کو کچھ رہی نہیں بیمار سے غرض

وحشت کے دن گذر گئے خواہش نہیں ہی
منت کی اب مجھے نہیں سرکار سے غرض

کافی ہے مجھکو مصحف رخسار یار کا
ہندو کو ہوگی زلف سیہ کار سے غرض

دشمن پہ چڑھایا یار کو سو فریب سی
نکلی بدقت اوس بت عیار سے غرض

پامال ہوگئے دل مین نہین اپنی آرزو
رکھتے ہین تیرے سایۂ دیوار سے غرض

ہوتا ہے فائدہ کسے قارون کے مال سے
نکلیگی پیے زر دن کی نہ زردار سے غرض

فصل بہار آتے ہی ناحق گلے پڑے
وحشی کو کب ہی طوق گران بار سے غرض

میخانہ کی نشست تو مدت سی چھٹ گئی
مے سے معاملہ ہے نہ میخوار سے غرض

بے فائدہ نہین لیے پھرتا ہی دام کو
صیاد کو ہے بلبل گلزار سے غرض

آغا وہ شوخ چشم بلا کا شریر ہے
رکھیئے نہ آپ اوس بت عیار سے غرض

مدت کے بعد اوسنے لکھا میرے نام خط
میری شکایتون سے بھرا ہے تمام خط

گھبرا نہ اسقدر دل بیتاب صبر کر
آتا ہے کوئی روز مین اب صبح و شام خط

لکھا ہوا ہے خاص تمہارے ہی ہاتھ کا
بھیجا تا ہے خوب تمہارا غلام خط

تحریر اونکی سینہ پہ رکھ دیجیو مرے
بدلے جواب نامہ کے آئیگا کام خط

لکھا ہے اسنے لکھیئے ہم کوئی خط تجھے
خط آیا میری موت کا لایا پیام خط

ضائع نہ جائیگی تری محنت کسی طرح
قاصد اجورہ دیتا ہون جیتکی مین تمام خط

عاشق نوازیان ہین طبیعت مین یار کی
لکھا ہے ہر مہینے مین بھیجو مدام خط

تحریر کرکے سیکڑون وعدے مکر گئے
دکھلاؤنگا حضور کو روز قیام خط

خط لکھکے آج ڈاک پہ بھیجین گے یار کو
پونہچائیگا ہمارا پیام و سلام خط

آغا نثار ہوجیے انعام دیجئے
لایا ہے اونکا قاصد صرصر خرام خط

اپنے کیئے کی آپ سزا کیون نپائے شمع
خود کیون جلے اگر نہ کسی کو جلائے شمع

کسکو غرض پڑی ہے جو آکر جلاے شمع
تربت پہ بیکسونکی بھلا کون لاے شمع

مجنون کو یاد کرتا ہون لیلی کی قبر پر
پروانہ کے مزار پہ کہتا ہون آکے شمع

حاجت چراغ کی نہین محفل مین یار کی
جلتا ہے اوسکی بزم مین ہر دل بجاے شمع

عاشق کو ضبط چاہیے معشوق کی مثال
گو جل بجھی سنی نہ کسی نے صداے شمع

دونون سے مجھکو ربط برابر ہے ایک سا
پروانہ پر نثار ہون مین اور فداے شمع

مرنے کے بعد مجھکو کسی نے کیا نہ یاد
رویا نہ میری قبر پہ کوئی سواے شمع

شاعر مثال دیتے ہین چہرہ سے یار کے
کیسی بندھی ہوئی ہے جہانمین ہواے شمع

کاڑے کے سامنے کبھی جلتا نہین چراغ
گیسوی یار طور کی جاکر بجھاے شمع

تشبیہ ساق پا سے تری ہو گیا فروغ
ورنہ کہان تھی بزم مین ایسی صفاے شمع

آغا مقابلہ مین ٹھہر نکلی یار کے
بالو تمین شاعرون کی کہین آکے بجا شمع

رکھتا ہے لاگ اس دل ناکام سی چراغ
بجھ بجھ گیا ہی ہجر کی شب شام سی چراغ

تحریر وصف چشم جو مد نظر ہوئی
روشن کیا ہی روغن بادام سی چراغ

کیونکر کہون کہ مجھسے محبت نہین اونہین
مسجد مین بھیجے ہین مرے نام سے چراغ

ساقی اس آفتاب مین جبتک ضیا رہے
روشن ہو تیری بزم مین ہر جام سی چراغ

مین خوب جانتا ہون وہ پھونکینگے دل مرا
مجھکو دکھا رہے ہین لب بام سی چراغ

ساقی کی روشنی رہے روز قیام تک
شیشہ سی آفتاب بنے جام سے چراغ

صرصر کو میری خاک سی کس درجہ لاگ ہے
گل کر دیا لحد کا سر شام سے چراغ

روشن کیا ہی دیر مین آکے شیخ بدلون
بتی بنا کے جامۂ احرام سے چراغ

آغا کو تھا خیال وہ تشریف لائینگے
روشن کیا تھا اس طمع خام سے چراغ

ہے لطف ملاقات جو دو دل ہون بہم صاف
کیا فائدہ ملنے سے نہ تم صاف نہ ہم صاف

دو دن بھی نہین گذرے کہ میلی ہوئی تیور
صاحب کو فراموش ہوئے قول و قسم صاف

الله ری صفائی کہ پھسلتی ہین نگاہین
بلور کی تختی سے بھی ہے اونکا شکم صاف

ابرو کے اشارہ سے نہین دور سے مارا
خون مین نہ بھری ایسی رہی تیغ دو دم صاف

اے عیسی دوران تو خبر تک نہین لیتا
ظاہر ہے مریضون پہ ترا لطف و کرم صاف

اندیشہ رہزن ہے نہ پستی نہ بلندی
کسطرح کی یارب ہے رہ ملک عدم صاف

ہاتھ آئی کہان سے ترے اس حسن کی دولت
عیار ہے کیا خوب اوڑائی یہ رقم صاف

کس شوخ نے رومال سے پونچھین مری آنکھین
کیا جانئے کیون ہو گئے یہ دیدۂ نم صاف

ظاہر ہے کہ اوس بت سے نہ اب ہوگی صفائی
چلتا نہین خط لکھنے مین کاغذ پہ قلم صاف

میخوارون کو دے دیگا کوئی چھالا کوئی چھینٹا
میخانہ سے اسطرح نہ جا ابر کرم صاف

سب زیست کے جھگڑے تھے تعلق کے بکھیڑے
مرتے ہی جدا ہو گئے بس رنج و الم صاف

خالی نہین مطلب سے حسینونکی رکاوٹ
ہونگے نہ کسی طرح یہ بے دام و درم صاف

آغا کسی فقرہ مین اونہین بار نہ رکھیو
ہر روز چلے جاتی ہین دیکے وہ دم صاف

شوق سے اب وہ سنا کرتے ہین افسانۂ عشق
ہوئے معشوق پہ بیزار بھی دیوانۂ عشق

یہ بھی قسمت کا لکھا تھا کہ تمہین ہم چاہین
خط تقدیر ہے اپنے لئے پروانۂ عشق

ہو گئی لازم و ملزوم کی صورت پیدا
عشق عاشق سے مرا اور مین دیوانۂ عشق

زیب و زینت رہی عاشق سے بتونکی قایم
رکھے آباد خدا دیر مین کاشانۂ عشق

نام رہجاتا ہے انسان نہین رہتا باقی
مر گیا قیس مگر رہ گیا افسانۂ عشق

سہل سودا یہ نہین جان پہ آبنتی ہے
تاب و ہوش و خرد و صبر ہے بیعانۂ عشق

آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی دختر رز کو دیکھون
میرا ساقی جو پلا دے مجھے پیمانۂ عشق

عشق کی سیکڑون راہین ہین ہزارون چالین
جوش وحشت بھی ہے ایک جلوۂ مستانۂ عشق

مجھکو گھٹی کی عوض چاہ ملی طفلی مین
دودھ کے بدلے پیا کرتا تھا پیمانۂ عشق

نو حسینون سے لگی رہتی ہے دل روشن ہے
شمع رویون نے دیا ہی مجھے پروانۂ عشق

ساقیا دور ہے ناب چلے گلشن مین
فصل گل آچکی لبریز ہے پیمانۂ عشق

کیون نہ چاہون مین تمھین یار کئی یار ہے ہین آپ
جان ہی عشق مری آپ ہین جانانۂ عشق

ایسی صورت کے فرشتے نظر آئے مجھکو
کام آتا ہے دم مرگ بھی یارانۂ عشق

فکر باقی تری دونون جہانکی آغا
ہر بن مو سے ادا کیجئے شکرانۂ عشق

تا کجا ضبط کرون نکلے نہ آنسو کب تک
آخر انسان کا دل ہے یہ ہی قابو کبتک

ہوش مین آ لگا اے رحمت جان تو کبتک
دیکھیے جائے لڑکپن کی تری بو کبتک

زخم کرتے ہین ہر یار کے ابرو کب تک
دیکھیے زہر اوگلتے ہین یہ بچھو کب تک

اونکے قبضہ مین پھنسا آکے خدا خیر کرے
دیکھیے ہوتا ہے دلبر مرا قابو کب تک

سوکھ جاتے ہین سمندر کی بھی سوتے اکثر
چشم پر آب سی بہتے رہین آنسو کب تک

پے گلگشت چمن آپ قدم رنجہ کرین
سرو ایک پاؤن پہ ٹھہر لگا لب جو کبتک

سبزۂ خط پہ وہ آئینہ پر کرتے ہین نگاہ
دیکھیے چرتے ہین اس سبزہ کو آہو کبتک

اپنی وحشت پہ جو آیا تو غضب لائیگا
مہربان اس دل بیتاب پہ قابو کب تک

سر سے سودا نہ کبھی جائیگا تا وقت اخیر
لوگ کہو لینگے مری فصد سر و کب تک

تا بہ کے آفت جان شوخ نگاہین ہونگی
ہم بھی دیکھین تو چلیگا ترا جادو کبتک

تا کجا فرقت دلدار مین تڑپونگا
یا خدا گرم نہوگا مرا پہلو کب تک

زور پر اپنے تکبر نہین لازم آغا
ساتھ دینگے یہ ترا قوت بازو کبتک

چومینگی وہ متہ زلف سیہ کار کہان تک
قابض رہینگے کعبہ پہ کفار کہان تک

ہر دم ہے ترقی پہ تری زلف کا سودا
پکڑیگا ابھی طول یہ آزار کہان تک

عناب لب یار پہ کیون رال نہ ٹپکے
پرہیز کرے یہ دل بیمار کہان تک

مین مرد مسلمان ہون محبت مین بتونکی
لٹکائے پہرون دوش پہ زنار کہان تک

وہ کہتے ہین چہوڑونگا نہ ہرگز تجہے زندہ
تڑپیگا تو اے مرغ گرفتار کہان تک

کچہہ عرض بہی ہم کرینگے تو فرصت نہین ملتی
ہر روز کرین آپ کا دربار کہان تک

کب تک تو لڑائیگی اون آنکہون سے نگاہین
جہپکیگی نہ اے نرگس بیمار کہان تک

بہولے سے نکل جائیگا اقرار کسی دن
وہ کرتے چلے جائینگے انکار کہان تک

اونکی بہی تو بدنامی ہے ذلت مین ہماری
رسوا وہ کرینگے سر بازار کہان تک

وہ طالب دیدار ہے دیدار دکہا دو
رویا کرے آغا پس دیوار کہان تک

آزادگی اے شوخ ستمگار کہان تک
جوڑے رہے ہاتہون کو گنہگار کہان تک

لائینگے مجہے ڈہونڈکے ہر بار کہان تک
تدبیر کرینگے مرے غمخوار کہان تک

کچہہ فکر مداوا بہی ہے اے رشک مسیحا
یون ایڑیان رگڑے ترا بیمار کہان تک

سمجہو اسے دن رات کی جہگڑے نہین اچہے
کچہہ خیر ہے ہر وقت کی تکرار کہان تک

کنعان مین نہ پایا تو تمہین مصر مین ڈہونڈا
یوسف تجہے ہین تمہارے بہی خریدار کہان تک

مین ضبط کا خوگر ہون کبہی اُف نکرونگا
پوچہا ئیگا ظالم مجہے آزار کہان تک

انصاف ذرا کیجے مین بہی تو ہون انسان
برداشت کرون آپکی ہر بار کہان تک

سر پر جو پڑی پاؤن کے نیچے اونتر آئی
اب کاٹ کریگی تری تلوار کہان تک

وہ کولتا ہے چاند کہ جسمین نہین دہبا
ڈہونڈوگے جہان مین گل بیخار کہان تک

قارون کا خزانہ بہی تو ہو جائیگا خالی
ہم دینگے اونہین درہم و دینار کہان تک

فرماؤ تو آغا یہ غزل ہے کہ قصیدہ
لکھتے ہی چلے جاؤ گے اشعار کہاں تک

شکوہ مین کرون ضعف نقاہت کا کہاں تک
دل سے نہین آتی مری فریاد زبان تک

کسطرح گذر غیر کا ہو اوسکے مکان تک
شیطان کی رسائی ہے کہان باغ جنان تک

سر تیغ پہ صدقے ہی جگر تیر پہ قربان
ہمتو نہین رکہتے ہین عزیز آپسے جان تک

منبر پہ پڑہے جاتے تہے جن لوگونکے خطبے
باقی نہین اب اونکا کوئی فاتحہ خوان تک

حسرت ابہی باقی ہی اجل تو لد برآئی
اوس شوخ کو آجانے دی مجہہ سوختہ جان تک

کس پیار سے کہتے ہین مین اس ناز کے صدقے
جانے دو وہ ہین ہو گئی مسجد مین اذان تک

سنتا ہون کہ خط بہیجا ہی اوس رشک قمر نے
قاصد ابہی آیا نہین مجہہ سوختہ جان تک

وہ آگ لگائی ہی محبت نے جگر مین
اوٹہتا نہین جس آتش سوزان کا دہوان تک

اوس شوخ پریزاد کے عاشق ہین ہم آغا
پہنچے نہ فرشتہ کا جہان وہم و گمان تک

گریگی شمع ضبط اب کہان تک
نہ آیا سوز دل اپنی زبان تک

نگین توڑا ہوے گمنام یان تک
نہ رکہا نام کو ہمنے نشان تک

شکایت ہے یہی پیر فلک سے
نہ پوچہا یا ہمین اوس نوجوان تک

جب آئی فصل گل پر نوچ ڈالے
گلا صیاد کا کیجے کہان تک

ڈرے کروبیان تہرا اٹہے قدسی
مرا نالہ جو پہنچا آسمان تک

بہا چشمون سے اپنی ایک دریا
شب فرقت مین رویا مین یہان تک

ملا دے اوس صنم سے اب خدایا
بہلا درد و غم فرقت کہان تک

چمن مین ایسی بہڑکی آتش گل
جلا یا بلبلون کا آشیان تک

ہوا ہون عاشق اوس پردہ نشین کا
نہین جاتا جہان وہم و گمان تک

نکل آویگی آگے اور کچھہ راہ
کوئی پونہچا دے مجھکو پاسبان تک

ذرا اکسیر آہ سے آغا کی تو بھی
جلا دیویگی ایک دن لامکان تک

امید ہے کہ آمد فصل بہار تک
باقی رہے نہ جیب و گریبان مین تار تک

مر مٹ گئے ہم پونہچنے گر کوئی یار تک
امید ہے کہ پھر نہ اوٹھیگا غبار تک

ہمنے عزیز جسسے نہ کی جان زار تک
وہ کہتے ہین کہ مجھکو نہ تو بار بار تک

قاصد کے پاؤن کٹتے کبوتر کی جان گیا
دشوار ہے صبا کا گذر کوے یار تک

ابرو تمہارے تیغ دو پیکر سی کم نہین
پونہچیگا کاٹ انکا دم ذوالفقار تک

اس اپنی نادہندی نے بدنام کر دیا
بھٹی پہ بھی ہاین نہین ملتی اودھار تک

کیونکر نہ حسن والون کی تعظیم کیجیے
ان کو عزیز رکھتا ہے پروردگار تک

ان ہڈیون کو تدر سگ یار کیجیے
باقی نہ استخوان رہین وقت فشار تک

تربت پہ مجھہ غریب کی رو دیکھو کون ہے
جز شمع اور کوئی نہین اشکبار تک

جا جا کے بھٹیون پہ پیے ہمنے خم کے خم
کیسا نشہ ہمین نہین آیا خمار تک

برسات مین بھی ساقی نا آشنا مزاج
دو بوتلین ہمین نہین دیتا اودھار تک

آغا تمہاری راہ مین بھی بیخبر رہا
کھینچا نہ اوسنے آبلۂ پا سے خار تک

دیگا نہ اوسے شربت دیدار کہان تک
اب ایڑیان رگڑے ترا بیمار کہان تک

یوسف کا خریدار نہین مصر مین کوئی
پونہچی ہے تیری گرمی بازار کہان تک

جذب دل عشاق سے پڑجائینگے رخنے
اونچی وہ کیے جائینگے دیوار کہان تک

محشر مین نظر آتا ہی عشاق کا مجمع
پونہچے ہین ترے طالب دیدار کہان تک

پونہچیگا کوئی جام کبھی رو ڈین ہم تک
لیگا نہ خبر ساقی سرشار کہان تک

کیا ضد ہے کہ کہتے ہیں مرے آبلۂ پا
دیکھیں کہ یہ ہے وادیِ پرخار کہاں تک

جنت میں بنی تھیں مے گلرنگ کی نہریں
اس تاک میں بیٹھے ہیں یہ میخوار کہاں تک

کیا غم ہے کسی دن تو مرے سب پہ چڑھ آئینگے
آغا وہ کئے جائینگے انکار کہاں تک

سبزہ نہیں ہوا رخِ دلدار سے الگ
آئینہ صاف ہو گیا زنگار سے الگ

عشوہ ہو کیونکر ابروئے خمدار سے الگ
جوہر بھی ہوتے ہیں کہیں تلوار سے الگ

عاشق نہ ہونگے کوچۂ دلدار سے الگ
یہ بلبلیں رہینگی نہ گلزار سے الگ

کیوں ظلِ عاطفت سے نہ محروم ہم رہیں
سایہ بھی رہتا ہے تری دیوار سے الگ

بجلی گری نہ خرمنِ جان پر کہاں کہاں
کس کس کے سر ہوئے تری تلوار سے الگ

دیوانو اپنے ہاتھ سے کانٹے نہ توڑیو
رکھیو نہ اپنے پاؤں سرِ خار سے الگ

رخسار کی بھی یاد سے سودائے زلف بھی
میں ہوں حلب سے دور نہ تاتار سے الگ

ہم عاجزی پسند وہ نخوت پسند ہیں
مجبور کا طریقہ ہے مختار سے الگ

ہے یار سے لگاؤ نہ اغیار سے ہے لاگ
ہم گل سے دور رہتے ہیں اور خار سے الگ

صیاد اس ستم سے زیادہ ستم ہے کیا
بلبل ہو فصلِ گل میں جو گلزار سے الگ

دونوں میں ایک دیکھئے رشتہ کو غور سے
تسبیح سے جدا ہے نہ زنار سے الگ

آغا بروزِ حشر نظارے اوڑ اٹھیگا
کب تک رہوگے طالبِ دیدار سے الگ

غفلت ہمیشہ رہتی ہے ہوشیار سے الگ
کیوں ہو نہ خواب دیدۂ بیدار سے الگ

ہم اونکی بزم میں ہیں گنہگار سے الگ
پائیں فرش بیٹھے ہیں لاچار سے الگ

مذہب ہی اپنا کافر و دیندار سے الگ
غافل سے دور رہتا ہوں ہشیار سے الگ

ہے قافلہ سے دور خریدار سے الگ
یوسف ہمارا رہتا ہے بازار سے الگ

اللہ رے فیض آبلہ پائی کہ دشت مین — پابندی سلوک ہے ہر خار سی الگ
ملتا نہین چلن سے ترے کبک کا چلن — بے ڈھنگی چال ہی تری رفتار سے الگ
دیکھا جو میرے زخم جگر کے کھرنڈ کو — بلبل نے پھول رکھدیا منقار سے الگ
اوسنے بھی درد دل کا نہ کچھ ہو سکا علاج — عیسی بھی ہوگئے ترے بیمار سے الگ
بھینچینگے دل کو پردہ نشینون کے ہاتھ ہم — دوکان اپنی کھولینگے بازار سے الگ
بسمل تڑپ رہا ہی نہ مقتل سے جائیے — ہوتا ہے نزع مین کوئی بیمار سے الگ
غیرونکو گالیان وہ دین اونہین پر برس پڑین — رکھین حضور بندہ کو بوچھار سے الگ
رومال چشم ترکو ہوا حسن پاک سے — خلعت ملیگا عشق کی سرکار سے الگ
وحشی غزال چشم کے سودائیان زلف — جنگل بسائینگے کوئی تاتار سے الگ
موقوف روک ٹوک ہو کھلجای راستہ — دربان خدا کرے ہو دربار سے الگ

بار غم فراق اوٹھایا نہ جائیگا
آغا حسین رہتا ہے بیگار سے الگ

صدقے تو نپہ ہو مرے پہلو سی جائے دل — راضی ہون مین پہاڑ کے تیہر اوٹھائے دل
شکوہ نہین ہی مجھکو رہے یا کہ جائے دل — دل میرا آشنا ہی نہین آشنائے دل
شامت ہو جس کسی کی وہ تم سی لگائے دل — موت آنیوالی ہووے تو صاحب پہ آئے دل
آرام سے نگذریگی جبتک یہ پاس ہے — پہلو سی دور کیجیے یہ ہی سزائے دل
کسکے خرام ناز نے پامال کردیا — آتی ہے ہر طرف سی صدا ہائے ہائے دل
سینہ کے پار ہوتا ہی پہلو کو توڑ کر — تیر نگاہ یار سے کیونکر بچائے دل

آغا خدا کیواسطے اوس بت کو دل نہ دو
کہتے پھروگے ایک گھڑی بھر مین ہائے دل

ہر شے ہے بال زلفین ہین شانے کے قابل — بلائین ہوئین سر پہ آنے کے قابل

بہار آئی گلشن مین قدرت خدا کی
ہوئے غنچے بہی مسکرانے کے قابل

کیا ذبح صیاد نے بہوکا پیاسا
نہ سمجہا مجہے آب و دانے کے قابل

تپ عشق سے دل کو جلنے دو ن اپنے
یہ آتش نہین ہے بجہانے کے قابل

رقیبون کو دو شوق سے تم گلوری
مرا منہ نہین پان کہانے کے قابل

کیا زیر کالونکو افسون سے ہمنے
یہ منتر نہین ہے بتانے کے قابل

مری داستان درد کا مرثیہ ہے
ہے رونیکے قابل رولانے کے قابل

خدا جانے کس کس کا خون کرین وہ
ہوی ہاتہ مہندی لگانے کے قابل

تڑپتا ہے مقتل مین بسمل تمہارا
تماشا ہے یہ دیکہہ آنے کے قابل

ہر ایک بات مین وہ جتاتے ہین غمزے
یہ باتین ہین اونکی جتانے کے قابل

نہ جا سکتے ہین ضعف سی اونکے در تک
نہ ہین اونکو در پر بلانے کے قابل

مسیحا مری نعش پر آکے بولے
یہ مردہ نہین ہے جلانے کے قابل

شب ماہ ہے مہ جبینون کو آغا
مرا داغ دل ہے دکہانے کے قابل

یہ ہے وقت پر آزمانے کے قابل
مرا دل نہین ہے دکہانے کے قابل

مبارک ہو قارون کو دولت کی ٹہیری
مرا سر نہین بوجہ اوٹہانے کے قابل

جو ناگن کہا زلف کو ہنسکے بولے
یہی بات ہے مار کہانے کے قابل

نہ پیدا ہوا اے فلک کوئی تجہکو
فقط مین ہی تہا اک ستانے کے قابل

چہبوتے ہین سینہ مین انیان سی مجہکو
ہوی ہین جو چہاتی لگانے کے قابل

بڑی چاہ سے قافلہ ڈہونڈتا ہے
وہ یوسف ہوا مصر جانے کے قابل

کرو وعدہ وصل مجہ سے نہ سمجہو
یہ باتین نہین ہین چہپانے کے قابل

نہ ترچہی نگاہون سے دیکہو کسی کو
مرا دل ہے صاحب نشانے کے قابل

نہ جی چاہتا ہے اسے چھوڑنے کو
نہ ہے اصل مین دل لگانے کے قابل

یہ دنیا عجب طرح کی اک سرا ہے
نہ آنے کے لایق نہ جانے کے قابل

مری جان تمہین کھیل کالون کا اچھا
یہ زلفین تمہین سر چڑہانے کے قابل

جنہین بات کرنی نہ آتی تہی آغا
ہوے اب وہ باتین بنانے کے قابل

بنا خورشید محشر روے قاتل
قیامت ہے قد دلجوے قاتل

بلا سے جان ہین اب گیسوے قاتل
غضب ہے جنبش ابروے قاتل

تماشا دیکھیے قدرت خدا کی
ہمارا سر ہے اور زانوے قاتل

اوٹھاتا ہے وہ جوہر تیغ و خنجر
نہ خستہ ہو کہین بازوے قاتل

قدم گنج شہیدان مین نرکھا
بھلا وہ بن گیا یا بوے قاتل

بلا سے جان جائیگی تو جاے
دبا کر بیٹھیے پہلوے قاتل

شہید شوخی ہر گل ہے بلبل
بسی ہے باغ مین خوشبوے قاتل

الٰہی خیر سے گذرے مہینا
مین دیکھون چاند کی جا روے قاتل

بلا سے کچھہ تو حسرت دل کی نکلے
چلے خنجر لیے ابروے قاتل

تعلی کی جو لی زلف رسا نے
مہ نو بن گئے ابروے قاتل

انی برچھی کی لگتی ہے جگر مین
کھٹکتا ہے سر ہر موے قاتل

تڑپتے ہین جہان بسمل ہزارون
ارے قاصد وہی ہے کوے قاتل

دل صد چاک کا شانہ بنے گا
سنوارے جائینگے گیسوے قاتل

کسی کشتہ کو پھر مڑ کر نہ دیکھا
نرالی دیکھی ہمنے خوے قاتل

ہزارون مر گئے اوسکی گلی مین
بنا گنج شہیدان کوے قاتل

جو ہونی ہے وہ ہو یہ ضد ہے آغا

ندیکھون آنکھہ اوٹھا کر سوے قاتل

کیونکر خبر کہین یہ کسی بخیر سے ہم
زخمی ہوئے ہین آپ کی تیر نظر سے ہم

دیکھین تو کسطرح اونہین کرتا نہین اثر
لو آج نامہ لکہتے ہین خون جگر سے ہم

کشت امید سبز نہین ہوتی یا نصیب
بارش کا کام لے رہے ہین چشم تر سے ہم

اغیار مثل سرمہ سمائے ہین آنکھہ مین
آنسو کی طرح گر گئے اونکی نظر سے ہم

بلبل تو جانور ہے ہم انسان خوشمقال
کیونکر مقابلہ کرین ایک مشت پر سے ہم

مقتل مین آپ ہمسی اشارہ تو کیجیے
پاؤن سے اور آئین تو آئینگے سر سے ہم

یہ شاعرون کے غور سے ہی دیکہنے کی بات
نقشہ کمر کا لکھتے ہین عنقا کے پر سے ہم

بیکس ہین نامراد ہین خانہ بدوش ہین
کیا آپ کو بتائین کہ آئے کدہر سے ہم

بے کہٹکے غیر جاتے ہین تو روکتا نہین
دربان باز آئے تری درگذر سے ہم

آندہی اوٹہائی نوح کا طوفان دکہا دیا
ہین تنگ آہ سرد سے اور چشم تر سے ہم

ایجان خیال مین نقشہ تو کہینچ لین
پر خوف کرتے ہین تری نازک کمر سے ہم

آغا ہمین یقین ہے میدان حشر مین
کوثر کا جام پائینگے خیر البشر سے ہم

کیا دیکھا تھا موسیٰ نے اجی طور کا عالم
اب دیکھین تمہارے رخ پر نور کا عالم

جو دم ہے لبون پر وہ دم باز پسین ہے
ایجان یہ ہے اب ترے رنجور کا عالم

پامال ہوا ٹھوکرون سے راہ رونکی
ہے قابل عبرت سر فغفور کا عالم

ہر سنگ مرے زخم کو ہے سنگ جراحت
ہے چاندنی مین مرہم کافور کا عالم

زلفون کے شکنجہ مین دل زار پہنسا ہے
ادبہن کی ہے صورت ترے مجبور کا عالم

موسی کیطرح چشم تمنا سے جو دیکھا
ہر ذرہ مین پایا شجر طور کا عالم

اس مرتبہ بے چین ہے فرقت مین تمہارے
بسمل کی تڑپ ہے دل رنجور کا عالم

وہ غیرت خورشید پئے سیر جو نکلا
وہ چند ہوا چاندنی مین نور کا عالم
صحرا مزا کچھہ وادی ایمن سے نہین کم
ہر سنگ مین اس دشت کے ہے طور کا عالم
ساقی شب مہ مین مے گلرنگ پلا دے
دکھلا دے مجھے ساغر بلور کا عالم

اندہیر نہ کر شام سے اے تیرگی بخت
آغا کو نہ دکھلا شب دیجور کا عالم

مرنے کی مانگتے ہین دعائین خدا سے ہم
تنگ آگئی ہے ہمسے دوا اور دوا سے ہم
کیا خاک زندگی ہے جو تنہا بسر ہوئی
درگذرے اے خضر ترے آب بقا سے ہم
اوسکو خدا کا ڈر نہ محبت کا پاس ہے
رہتے ہین دور اوس بت نا آشنا سے ہم
دونون طرف سے چوٹ برابر کی چلتی ہے
قاصر ہین وہ جفا سے نہ باہر وفا سے ہم
وہ کہتے ہین کہ تیغ کمر سے لگاے کون
عاشق کا خون بہائینگے رنگ حنا سے ہم
کیون بوی زلف یار سونگھائی نہین ہمین
شکوہ ضرور آج کرینگے صبا سے ہم
کہدو مسیح سے کہ یہ ہے درد کا علاج
زخمی ہوئے ہین یار کی تیغ ادا سے ہم
دم بہر تو چین لینے دے ای اضطراب دل
لائے ہین آج یار کو کس التجا سے ہم
بازو کا زور تیغ کی حسرت نکال لے
ڈرتے نہین ہین کچھہ تری جور و جفا سے ہم
دن کو شراب ناب ہے شب کو ہے وصال
دن رات چین کرتے ہین فضل خدا سے ہم
ترکیب بہول چوک سی پائی ہے جسم نے
انسان ہین بری نہین سہو و خطا سے ہم
جو کچھہ کیا تھا خوب سزا اوسکی پا چکے
اب دل لگائینگے نہ کسی بیوفا سے ہم

وہ کہتے ہین کہ ہمکو بہی الفت تو ہے مگر
آغا سے بولتے نہین شرم حیا سے ہم

بت غنچہ دہن پہ نثار ہو نہین نہین جہوٹ کچھہ اسمین خدا کی قسم
مرا طائر دل اسی قید مین ہے مجھے زلف کے دام بلا کی قسم

نہین بہاتا مجھے کوئی رشک پری کوئی لاکھ حسین ہو بلا سے مری
مرا دل ترا عاشق شیفتہ ہے مجھے تیرے ہی ناز و ادا کی قسم

مرے دل کو ذرا نہین تاب و تعب کہ اوٹھاؤن تمہارا یہ قہر و غضب
مرے قتل مین دیر نہ چاہیئے اب تمہین اپنے ہی جور و جفا کی قسم

نہ تو حور ہی کو یہ ملا ہی نمک نہ پری ہی کے رخ مین ہے ایسی چمک
ترے سامنے پھیکے ہین شمس و قمر مجھے ترے ہی رخ کی ضیا کی قسم

مجھے عطر حنا کی نہین ہے ہوا مجھے پھولون سے ہوتا ہے داغ سوا
کبھی نکہت زلف سنگھا دے صبا تجھے نافۂ مشک خطا کی قسم

مرے بعد سبھے گا نہ کوئی بھی غم نہ اوٹھیگا کسی سے یہ رنج و الم
کرو ترک تم آج سے ظلم و ستم تمہین اپنی ہی مہر و وفا کی قسم

کبھی درد سے روتا ہوا آغا اگر تو ہنسی سے یہہ کہتا ہے وہ گل تر
مرا مان کہا ارے نالہ نہ کر تجھے بلبل نغمہ سرا کی قسم

نگاہون مین اقرار سارے ہوئے ہین
جن آنکھون مین آنسو چکارے ہوئے ہین
نہ کھٹکین کہو کسطرح تیر مژگان
بھرے جو تری کفش زرین کے ذری
عبث جان دیتی ہے بلبل گلون پر
کس انداز سے بند محرم کسے ہین
یقین ہے بلا ہو کوئی آج نازل
خبردار ہاتھون سے جانے نہ پائین
کہے دیتی ہین صاف آنکھین تمہاری

ہم اونکے ہوئے وہ ہمارے ہوئے ہین
ہم اونکی نگاہون کے مارے ہوئے ہین
جگر پر ہمارے اوتارے ہوئے ہین
فلک پر وہ جاکر ستارے ہوئے ہین
یہ ادس رخ کے صدقے اوتارے ہوئے ہین
کہ جوبن کو اونکے اوبھارے ہوئے ہین
وہ بالون کو اپنے سوارے ہوئے ہین
یہ دزد حنا مال مارے ہوئے ہین
کسی غیر سے کچھہ اشارے ہوئے ہین

مین مجہہ دہارمین دوہتاہون آلہی
وہ دل لیکے میرا کنارے ہوئی ہین

ہمیشہ جو بہرتے تہے دم دوستی کا
وہی دشمن جان ہمارے ہوے ہین

نظر کر دعا پر خداوند عالم
کہ ہم ہاتہہ اپنے پسارے ہوئی ہین

بہلا غیر کی ہمین ہے کیا شکایت
وہی دشمن جان ہمارے ہوے ہین

اونہین ہمنے تہلا دیا دیکے چہنیٹے
عجب لطف دریا کنارے ہوئی ہین

خبر آمد گل کی شاید ہے آغا
چمن سارے جہاڑے بہارے ہوئی ہین

حائل ہین اونکے جور کے خوگر جفا کے ہین
پابند ہم قدیم سے مہر و وفا کے ہین

بیچین اونکو کردیا تاثیر دیکہیے
یہ حوصلے فقط مری آہ رسا کے ہین

شیشہ مین چہپ گئی ہی تو چہپ جا دختِ رز
یہ مست ہوشیار ہین آنکہون تا کے ہین

مجنون ہین اور ہم مین فقط اتنا فرق ہے
دیوانہ ابتدا کا وہ ہم انتہا کے ہین

پیدا ہوے تو زلف کے خیال مین پہسے
ہم مبتلا قدیم سے کالی بلا کے ہین

خوشبوی زلف یار سنگہاتی ہے باربار
ممنون ہم بہار مین باد صبا کے ہین

ہم ہین مریض عشق طبیبون سے کیا غرض
خوگر علاج کے ہین نہ قابل دوا کے ہین

کیون سنگسار کرتے ہو بے جرم اے بتو
اتنا نہین خیال کہ بندے خدا کے ہین

میرا لتو منتون سے وہ بوسہ کا مانگنا
اور کہنا اونکا ناز سے لب کو ہلا کے ہین

آغا یہ صاف دیگا نکیرین کو جواب
امت رسول پاک کی بندے خدا کے ہین

زبان سنبہالو کہ ہم لائق عتاب نہین
تمہاری گالیان سننے کی ہمکو تاب نہین

چمک دمک یہ لطافت یہ آب تاب نہین
تمہاری دانتون سے بہتر در خوش آب نہین

جو چشم غور سے دیکہو تو موج دریا پر
کٹوریان کسی محرم کی ہین حباب نہین

اٹھا ہے ابر سیہ شغل میکشی کیجے
ہزار بار کرین آج شیخ شتاب نہین

عبث بگڑتے ہو آئینہ دیکھو آنکھو نہین
یہ ڈورے کیسے ہین گر نشۂ شراب نہین

جہان مین ہمنے بہت امتحان کر دیکھا
بلای عشق سے بڑھکر کوئی عذاب نہین

ابھی تو ہوش مین آتا ہے تیرا دیوانہ
سونگھا دے زلف معنبر اگر گلاب نہین

غلط گمان ہے لوگون کا فکر عالی مین
نقاب چہرہ پہ ہے ماہ پر سحاب نہین

وہ یاد کرکے مجھی کہتے ہین ہزار افسوس
ہماری بزم مین وہ خانمان خراب نہین

اگر چراغ نہووے تو گھر اندھیرا ہے
نہین ہے لطف اگر بزم مین شراب نہین

عجیب کشمکش ہجر مین پھنسا ہون مین
جو دن کو چین نہین ہی تو شب کو خواب نہین

خیال کیجیے دل مین خدا کے بندے ہین
ہمارے دل کا ستانا ہی کچھ ثواب نہین

خدا کے فضل سے یکتای روزگار ہو تم
تمہارا کون مکان مین کوئی جواب نہین

یہ ہرزہ گردی اب آغا نہین نہین زیبا
ضعیف ہو چکے کچھ موسم شباب نہین

جلوہ ترا ہر شام و سحر دیکھ رہے ہین
آنکھونکو جو ہے مد نظر دیکھ رہے ہین

دل ٹکڑے ہی اور چاک جگر دیکھ رہی ہین
کیا کیا تری الفت کی ثمر دیکھ رہے ہین

تنہا نہ فقط جن و بشر دیکھ رہے ہین
صورت کو تری شمس و قمر دیکھ رہی ہین

سچ ہے کہ برے وقت نہین کوئی کسی کا
لب خشک ہین اور دیدہ تر دیکھ رہی ہین

چپ رہنا ہی اپنا نہین اسرار سے خالی
آہ دل سوزان کا اثر دیکھ رہے ہین

کیا زور تہا کیا ضرب ید اللہ تہی ابتک
جبریل سمیٹے ہوے پر دیکھ رہے ہین

کسنے رخ روشن سے نقاب اپنی اوٹھایا
پریان ہین پریشان بشر دیکھ رہے ہین

بے نامہ و پیغام وہ گھر آے ہمارے
ہم آہ کا اسوقت اثر دیکھ رہے ہین

ہے رات کی بات تو نکلا جو کچھ دل مین بقصور
شرمائے ہوئے ہمسے اودھر دیکھ رہے ہین

آغا وہ مرے قتل کا کچھہ کرتے ہین سامان
جھنجلائے ہوئے تیغ و تبر دیکھہ رہے ہین

جو چیز نہین آتی نظر دیکھہ رہے ہین
کونین کو ہم زیر و زبر دیکھہ رہے ہین
ای جان جہان آپ کدہر دیکھہ رہے ہین
ہر وقت ہی تیرے رخ روشن کا تصور
اوس شوخ ستمگار کے جوبن پہ نظر ہے
جنات نے دیکھا یہ تماشا نہ ملک نے
کیا گردش قسمت ہی لگا ہونے گرے ہم
افسوس کہ مفلس کو حقارت کی نظر سے
کچھہ بخیہ کی خواہش ہے نہ مرہم کی طلب ہے

ہم اونکا دہن اور کمر دیکھہ رہے ہین
طوفان ترا اے دیدۂ تر دیکھہ رہے ہین
دل تاک رہے ہین کہ جگر دیکھہ رہے ہین
گو ضعف سی بند آنکھین ہین پر دیکھہ رہے ہین
ہم نخل تمنا کے ثمر دیکھہ رہے ہین
جو حضرت آدم کے پسر دیکھہ رہے ہین
سرمہ ہوا منظور نظر دیکھہ رہے ہین
جو لوگ کہ ہین صاحب زر دیکھہ رہے ہین
کیون لوگ مرا زخم جگر دیکھہ رہے ہین

آغا کہین چھپتا ہی محبت کا اثر بہی
مدت سی تری چشم کو تر دیکھہ رہے ہین

باہوش جو رشدر رہین جوہر سیکڑون
ہجر مین کہائین نہ کیون ہم داغ دل پر سیکڑون
کچھہ پتا چلتا نہین ہم بہیجتے ہین راتدن
مجھسے دیوانہ کو کچھہ حاجت نہین فصاد کی
کسطرح ہو ضبط مجھسے نالۂ آتش فشان
دل پہ اوس بت کی اثر ہوتا نہین ہرگز کبھی
منہ چھپاتا دامن گل مین اگر منظور تہا
اک جہان کو گلشن فردوس کا دہوکا ہوا

ڈہونڈ لینگے ای پری رو تجھسے بہتر سیکڑون
وصل مین پیتی تہی ساتہہ اوس کی ساغر سیکڑون
نامہ بر نامہ کبوتر پر کبوتر سیکڑون
دشت کے کانٹے سلامت ہین تو نشتر سیکڑون
اک پری حسن ہو نہین لاغر اور اخگر سیکڑون
آہ سی اپنی پگہلجاتے ہین پتہر سیکڑون
کیون کہا تہا نہ نکلے بو سی باغ چلکر سیکڑون
رہ گئے اوس کوچہ مین افسوس مر کر سیکڑون

اوس تغافل پیشہ نے بہیجا نہ اک خط کا جواب
اوسکو بہیجے ہمنے قاصد نامے لیکر سیکڑون

ہین وہ وحشی ہون کہ ای مجنون حریم کعبہ مین
پڑتے ہین چارون طرف سے مجہپہ تیر سیکڑون

نطق کہتے ہین جسے گویا وہ ہی میری زبان
یون تو ہین باتین بنانیکو سخنور سیکڑون

سیدہی پڑتی ہی اوسکی میرے ہی دلپر نگاہ
تیر پہلو سے گذر جاتے ہین اکثر سیکڑون

سوز داغ عشق سے جلتے ہین سینے مین دل
اک چنگاری نے پہونکی ہین یہان گہر سیکڑون

نجم مرجان کہان انشا کہان رنگین کہان
ہوگئے پامال ایسے ہاتہہ ملکر سیکڑون

دل کو ترے گیسو مین وہ اولجہائے ہوے ہین
نخچیر کو فتراک مین لٹکائے ہوے ہین

گل دیکہکے عارض ترے مرجہائے ہوے ہین
بلبل مری تقریر سے گہبرائے ہوے ہین

ہم اونکو شب وصل مین لپٹائے ہوے ہین
وہ ہمسے لجائے ہوے شرمائے ہوے ہین

دربان در یار سے چلتے ہین یہ فقرہ
ہم آپسے آئے نہین بلوائے ہوے ہین

وہ آنکہہ ملاتے نہین ہمسے سحر وصل
گردن کو عجب شکل سے تہوڑائے ہوے ہین

ہر بات یہ بیوجہ نہین اونکا بگڑنا
ہم خوب سمجہتے ہین کہ سمجہائے ہوے ہین

چل تو بہی ذرا دیکہلے بیمار کو اپنے
عیسی بہی عیادت کیلئے آئے ہوے ہین

کیونکر نہ جلین آتش حسرت مین شب و روز
ہم ایک بت گبر کے ترسائے ہوے ہین

کفار کا فردوس مین کیا کام ہی ای حور
اغیار تری بزم مین کیون آئے ہوے ہین

معلوم تہی تملو لگاوٹ نہ رکہائی
انداز یہہ سب اپنی ہی سکہلائے ہوے ہین

بلبل نہ کبہی آئیگا لالچ مین کہ صیاد
دانے کے تلے دام بہی پہیلائے ہوے ہین

اسلام سے کیونکر نہ عداوت ہو بتون کی
اللہ کے گہر سے یہ نکلوائے ہوے ہین

وہ اینٹہتے ہی جاتے ہین ہر بات پہ ہم سے
زلفون کو جو ناگن کہا بل کہائے ہوے ہین

معشوقون کو کیون دیتے ہین تشبیہ بتون سے
بندے وہ ہین جو کعبہ سے نکلوائے ہوے ہین

وحشت مین جو ہی نرگسی آنکھون کا تصور ہم دل کو غزالون ہی سی بہلاے ہوے ہین
آنا ہی تو جلد آو جو تڑپا تو غضب ہے دل کو ابھی سو طرح سے سمجھاے ہوے ہین
جسوقت سے قائل ہوی اور ہاتھہ کو کھینچا بے رنج و غلش پاؤن کو پھیلاے ہوے ہین

آغا کا یہہ عالم ہے تصور مین کسی کے
بند آنکھین ہین اور ہاتھہ کو پھیلاے ہوے ہین

ایک دم مین کردین ہم برہم زمین و آسمان چھین لینے دین جو کوئی دم زمین و آسمان
کوچۂ قاتل مین نعش کشتگان کا تو رہبر ہے کیا عجب ملجائین گر باہم زمین و آسمان
کوہ و صحرا مین بگولا نکلے پایا ہمنے اوج اپنی وحشت سی ہوے محرم زمین و آسمان
شامیانہ ہو نہ مرقد پر نہ ہو فرش عزا کرلین مل جلکر مرا ماتم زمین و آسمان
سبزہ رویونکی محبت کے اثر کو دیکھنا ہو گئے حق مین ہمارے سم زمین و آسمان
خوب دونون کو جلایا نالۂ جانسوز نے گرچہ تھے اچھی طرح محکم زمین و آسمان
سرد مہری بتان ہی ایکے یہ سردی ہوئی برف کی صورت گئی ہین جم زمین و آسمان
مجھکو ہی معلوم ہے دونون ہین میرے گھات مین تاکتے رہتے ہین جو باہم زمین و آسمان
خون ناحق لیگئے گنا ہو لگا نہوتا ہیچ مین صلح کر لیتے اگر باہم زمین و آسمان
تو عجب محبوب ہے تیرے لئے اللہ نے کردیے پیدا جن و آدم زمین و آسمان
وحشت دل کہتی ہے مین اب کدہر کی راہ لون وسعت و رفعت مین تو ہین کم زمین و آسمان
مجھکو بھی دانہ سمجھکر آسیا کیطرح سے پیستے ہین ہر گھڑی ہر دم زمین و آسمان
آسمان رفعت ہزار دن چھپ گئی زیر زمین ہیچ ہے کس کس کا کرین ماتم زمین و آسمان
حضرت آدم نہ کھاتے دانۂ گندم اگر دیکھتے کیونکر بنی آدم زمین و آسمان
جوش طوفان کب تلک ای چشم تر دم لے ذرا آنسوؤن سے ہوگئے پر نم زمین و آسمان
خاک اوڑائی کو بگولو مٹی مری برباد کی خاک مین ملجائین اسکے ہمدم زمین و آسمان

چاندنی کی سیر کو نکلا ہے وہ رشک قمر
دیکھتا ہے آج اک عالم زمین و آسمان

یہ زمین وہ ہے کہ اسمین کہیئے مضمون بلند
دوسرا پیدا کرینگے ہم زمین و آسمان

مجھسے ذی رفعت کو آغا یون ملا کر خدا کہین
شادیان ملکر کرین جم جسیم زمین آسمان

جوش پر ہی باغبان وحشت ہماری اندنون
رنگ لائی آمد باد بہاری اندنون

رنگ لائی ہے ہماری اشک باری اندنون
اشک کی جا خون ہے آنکھون سے ہماری اندنون

پہلے ہم کرلے تہے مجنون کی تشفی نجد مین
اب وہ کرتا ہی ہماری غمگساری اندنون

فصل گل کو یاد کرکے چیختی ہی رات دن
کوئی بلبل کی سنے فریاد و زاری اندنون

دوست محو دید مین وہ شوخ ہی محو جمال
کون سنتا ہی مری فریاد و زاری اندنون

آتے ہین برسات کی کیا کیا کھلے ہین گل نئے
صانع قدرت کی دیکھو دستکاری اندنون

وہ تو ہو جاتا ہی قایم دل ٹہرتا ہی نہین
ٹہر گئی سیماب سی بھی بیقراری اندنون

خنجر ابرو پہ رکھوائی ہی اوس قاتل نے باڑ
تیر ہے نوک مژہ کی بھی کٹاری اندنون

گم ہوا ہے ہاتھ سی اوس شوخ کے دزد حنا
شہر مین ہی اسلئے مردم شماری اندنون

پھر ہمین سودا ہوا ہے دیکھئے قسمت کا پیچ
زلف مشاطہ نے اونکی پھر سنواری اندنون

زلف کی خوشبو جو نکلی پانی پانی ہوگیا
کرکری شیخی ہوئی عنبر کی ساری اندنون

کیا رقیب روسیہ کا منہ جو پھٹکے آس پاس
رہتی ہے اوس شوخ سی خلوت ہماری اندنون

وہ سفر سے آئے ہین ہم اونپہ صدقے ہوتے ہین
بٹ گئی صدقہ ہماری جان نثاری اندنون

بام پر اونکے گئے کل رات کو حسب الطلب
ہو گئی معراج الفت مین ہماری اندنون

پہنتا ہی ہنسلیان منت کی وہ کمسن پری
طوق ہی گردن مین دیوانونکی ہماری اندنون

نوک ہی جو ہین یہ اونکے ہو رہی ہی نوک جھونک
چل رہی ہی اونکے کوچہ مین کٹاری اندنون

کوئی تازہ گل کھلیگا بلبلون کی خیر ہو
ہو گئی صیاد اور گلچین سے یاری اندنون

ال مارا تھا جنھون نے وہ ہوی تحصیلدار
گٹھہ گٹھو نکو ہو گئی ہے تھانہ داری اندنون

آغا صاحب کیون نہ اپنا عشق کرین گہی چراغ
ایک پری شیشہ کے اندر ہے اوتاری اندنون

اہل دنیا کو نہین ہے چین دم بہر رات دن
فکر مین دولت کی رہتی ہین تونگر رات دن

اوج پاکر کوئی گردش سے نہین خالی رہا
ماہ کو خورشید کو رہتا ہے چکر رات دن

سنگ دل معشوق گر تو ای پری پیکر نہین
تیرے دیوانہ یہ کیون پڑتے ہین پتھر رات دن

ایک دم فرصت نہین پاتے کراماً کاتبین
لکھہ رہے ہین میرے اعمالونکے دفتر رات دن

دل تڑپتے ہین رت بہوئی نیند آتی ہی نہین
یا الٰہی جاگ کر کاٹون مین کیونکر رات دن

جذبہ کامل تو دیکھو باغبان کا حکم ہے
تیر بلبل پر چڑہے پہولونکی چادر رات دن

حسرت پرواز سے صیاد گر باقی نہین
کیون قفس مین مارتی ہین بلبلین پر رات دن

اور سے محبوب عالی منزلت شمس و قمر
تیرے کوچہ مین کیا کرتے ہین چکر رات دن

چاہتے تھے خواب کی تعبیر خواب مرگ ہو
فکر مین رہتے تھے یوسف کی برادر رات دن

گوشہ گیری گوشہ گیرون کو ہے وجہ آبرو
بد نصیبی مین رہا کرتے ہین گوہر رات دن

خوب کھیل کھیلا ہے صفائی مین وہ بھی آجکل
اونکے کوچہ مین رہا کرتا ہے خنجر رات دن

کسکی مژگان کا تصور ہے دل ناشاد کو
کیون کھٹکتے ہین مرے سینہ مین نشتر رات دن

ہر گھڑی آنکھین چڑہی رہتی ہین ہر دم مست ہو
مے کشی کرتے ہو صاحب تم مقرر رات دن

چین سے آغا گذرتے ہین مرے لیل و نہار
اپنے سینہ سے لگا رہتا ہے دلبر رات دن

کرو تو بوسہ مین تکرار اچھی بات نہین
خدا نے حسن دیا حسن کی زکات نہین

مین جان دیتا ہون وہ بات ہی نہین کرتے
مریض مرتا ہے عیسیٰ کو التفات نہین

عزیز چھٹ گئے افسوس دشت غربت مین
بجز فغان و الم کوئی اپنے سات نہین

نہ لن ترانی کی لو ای بتو خدا سے ڈرو
غرور حسن کا ہے حسن کو ثبات نہین

وہی ہین بت جنہین خالق نے آہی تہوڑی
یہ بتو نکی قوم نہین ہی بتو نکی ذات نہین

سفید بال ہوئے پر نہ خواب غفلت سے
بس اب بہی لو رکا تڑکا اندہیری رات نہین

کمال چاند کا ہے صرف ایک ہی شب کا
حسینو حسن کی کچہہ بہی تو کائنات نہین

شب وصال ہین ہم اونکے پاؤن پڑتے ہین
وہ کہتے ہین کہ ابکا تو بدن سے بات نہین

نہ جینے دیتے کبہی یہ کسی مسلمان کو
خدا کا شکر مقدر بتو نکے ہات نہین

اوڑا یا پانے چو رنگ خوب مقتل مین
کسی کے پاؤن نہین ہین کسیکے ہات نہین

یقین ہے مجہے آغا بقول حضرت مہر
عدم کی راہ مین کوئی کسیکا سات نہین

نہین ممکن کہ ترے حکم سے باہر مین ہون
اے صنم تابع فرمان مقدر مین ہون

دل تو حیران ہے کیون ششدر و مضطر مین ہون
عشق کہتا ہی کہ آگ دو کے اندر مین ہون

پیرو سلسلۂ زلف معنبر مین ہون
طوق سے عذر نہ زنجیر سے باہر مین ہون

آب روے صدف و زینت گوش محبوب
در نایاب جو سنتے ہو وہ گوہر مین ہون

اب سبکدوش ہین ہون بوجہ گلی کا ٹلجاے
تیغ قاتل سے الہی کہین بے سر مین ہون

طائر قبلہ نما کا ہے اشارہ مجہہ سے
اے پری تجہی تیکو پرواز کبوتر مین ہون

آئی پہر فصل بہاری مدد ای جوش جنون
دو قدم چل نہین سکتا ہو وہ لاغر مین ہون

فلق کہتا ہے کہ عیسیٰ مرا دم بہرتا ہے
دہن یار کو دعوی ہے کہ کوثر مین ہون

جادو برحق ہی تو کافر ہے عیان راجہ میان
تیر مارا ہوا اے چشم فسونگر مین ہون

محتسب کو بہی ہدایت کرون مے نوشی کی
واعظا تیری جگہہ کر سر منبر مین ہون

نہ اونہین میری شکایت نہ مجہے اونکا گلا
نہ کدورت اونہین مجہہ سے نہ مکدر مین ہون

حیرت حسن سے اک سکتہ کا عالم دیکہا
آئینہ منہ کو ترے تکتا ہی ششدر مین ہون

دور فرہاد گیا یہ ہے زمانہ میرا
بے ستون اب تو اوٹھائے ہوئے سر پر مین ہون

آجکل حسن جوانی پہ جو ہے اونکو غرور
ناز کہتا ہے کہ انداز سے باہر مین ہون

برق و سیماب کا آغا نہ ہے نام و نشان
دل کی بیتابی سے اک بار جو مضطر مین ہون

خار صحرا کو تو دعوی ہے کہ نشتر مین ہون
آبلہ کہتا ہے دیوانہ سے پتھر مین ہون

دام صیاد مین بے بس ہون کہ بے پر مین ہون
جسکے پر نوچے گئے ہین وہ کبوتر مین ہون

سکہ لفظ سخن دل مین بھرے ہین اتنے
خالی سمجھو نہ مجھے کیسہ پر زر مین ہون

تنگ دستی مین بھی دل تنگ نہین ہے اپنا
مال قارون کا لٹا دون وہ تونگر مین ہون

مجھسے کہتی ہے مری روح جو دل ڈوب گیا
اے خضر ڈوبی ہوئی کشتی کا لنگر مین ہون

دشمنی دشمنون سے بھی نہین مجھکو منظور
ہر لشر جانتا ہے مجھکو کہ بے شر مین ہون

سنبل الطیب لکھین مری نسخہ مین طبیب
نکہت گیسوئے پیچان سے معطر مین ہون

راتدن صورت پرکار ہے گردش مجھکو
اے فلک دائرۂ دہر کا چکر مین ہون

دل شیدا نہوا طعمۂ شہباز نظر
بچکے شاہین سے جو نکلا وہ کبوتر مین ہون

یار کی چھیڑ برابر کی چلی جاتی ہے
صدقے وہ مجھہ پہ ہوا کرتے ہین اونپر مین ہون

رند مشرب ہون مین دونون سے الگ رہتا ہون
نہ مسلمانی کا دعوی ہے نہ کافر مین ہون

فصل گل آئی الٰہی مجھے پھر سودا ہو
نکہت گل کی روش جامہ سے باہر مین ہون

وصل کی رات الٰہی اوسے ننگا کرکے
نکہت گل کی روش جامہ سے باہر مین ہون

نظم کر لیتا ہون کچھہ طبع کے بہلانے کو
دعوی فہم ہے آغا نہ سخنور مین ہون

پھہ تو کیونکر کہون فرہاد سی ٹکر مین ہون
عشق کا بوجھہ اوٹھائی ہوئے سر پر مین ہون

آرزو ہے تری صدقے کا کبوتر مین ہون
شوق پرواز مین کھولے ہوئے شہپر مین ہون

اس گلستان مین مجھے خدمت گل چینی ہے
اونکی شہ باز نظر کا جو ہے کھٹکا دل کو
توڑلے اب شجر طور کی چھڑیان مجھپر
لب جان بخش کا دیجیے پھر اک بوسہ
چشم و ابرو کے تصور نے کیا ہے بیدم
بخشدیجو مجھے ای بار خدا محشر مین

فکر اشعار سے خالی نہین دم بھر مین ہون
ہوش کہتا ہی کہ پرواز کبوتر مین ہون
بوسہ لب دو کنہگار مقرر مین ہون
طالب چاشنی قند مکرر مین ہون
ہدف تیر نگہ کشتۂ خنجر مین ہون
شرم سار اپنے گناہون سے سراسر مین ہون

اضطرابی دل زاری نے مارا آغا
لوٹتا خاک پہ بشکل تن لاغر مین ہون

جوبن یہ اپنے اپنے گل و برگ و بار ہین
ہم لاغری سے صورت مژگان یار ہین
نے موسم خزان ہین نہ فصل بہار ہین
ہم رند ہین نہ عابد شب زندہ دار ہین
گو بعد مرگ دوش احبا پہ بار ہین
یاقوت کے نہ لعل کے ہم خواستگار ہین
گو ہم گناہگار ہین تقصیروار ہین
جنکے دماغ عرش پہ تھے کل کی بات ہی
عشوہ کرشمہ ناز و ادا حسن بے حجاب
دم بھر کے واسطے بھی ہمین چھوڑتا نہین
گردن کشی ہے شعلہ مزاجون کے واسطے
مجنون کا اب نشان ہی نہ فرہاد کا پتا
دونو نظر فنی سی پاس محبت ہی شکر ہے

کیا کیا ہرے بھرے چمن روزگار ہین
دشمن کی آنکھ مین بھی نہ کھٹکے وہ خار ہین
ہم اس چمن مین سبزۂ بیگانہ وار ہین
او بت خدا کے بندے ہین یارونکے یار ہین
آغوش قبر کو تو نہین ناگوار ہین
سرکار کے اوگال کے امیدوار ہین
پر شکر ہے کہ بندۂ آمرزگار ہین
وہ آج قل کے ڈھیلون کے امیدوار ہین
دل کے ستانے والی بھی پانچ چار ہین
صیاد پیار کرتا ہی ہم وہ شکار ہین
اوگرد باد ہم شجر باردار ہین
افسانہ ہاے عشق فقط یادگار ہین
صدقے ہے ہم پہ یار ہم اوسپر نثار ہین

دم بھر بھی ہمکو چین نہین ہجر یار مین | ہم شکل مرغ قبلہ نما بیقرار ہین
تن تن کے وہ دکھائین نہ کیون مینڈریان | جوبن مراد پر ہے پھلون کے اوبھار ہین
رسم سفر ہے آئنہ پر پانی ڈالنا | اپنا سفر جہان سے ہے وہ اشکبار ہین

کھلتا نہین یہ بھید کہ آغا وہ کون ہے
آنکھین ہماری جسکے لیئے اشکبار ہین

تامل سے لفظ سخن دیکھتے ہین | جو کھوئے گئے کھرے کا چلن دیکھتے ہین
گل و لالہ و یاسمن دیکھتے ہین | چمن مین بہار چمن دیکھتے ہین
کیا قید سے جنکو آزاد تم نے | وہ حسرت سے طوق و رسن دیکھتے ہین
ابھی صاف سینہ ہے کچھ بھی نہین ہے | وہ تن تن کے کیون اپنا تن دیکھتے ہین
کرین بود نابود کسطرح ثابت | ق | تعجب سے اہل سخن دیکھتے ہین
نہ اسکا پتہ ہے نہ اوسکا نشان ہے | کمر دیکھتے ہین دہن دیکھتے ہین
رخ صاف مین عکس ہے خال لب کا | حلب مین سہیل یمن دیکھتے ہین
اکڑتے ہین کیا کیا براتے ہین کیا کیا | وہ آئینہ مین بانکپن دیکھتے ہین
یہ سودا ہے تازہ کہ ہم جائے گلشن | کلیجہ مین داغ کہن دیکھتے ہین
دبائے ہین ہونٹھون مین وہ زلف شبگون | یمن مین سواد ختن دیکھتے ہین
نہین پاس کچھ مال و دولت جو تاکا | مجھے کس لیئے سیمتن دیکھتے ہین
کہان تک پھرائیگا صحرا الصحرا | جنون کا یہ دیوانہ پن دیکھتے ہین
پس از قتل کچھ رحم آیا ہے اونکو | شہیدون کی خاطر کفن دیکھتے ہین
فلک کس پہ ٹوٹا مٹا دیگے کسکو | زمین کس لیئے کورکن دیکھتے ہین
ہمین وحشت دل بھگاتی ہے کوسون | اگر خواب مین بھی وطن دیکھتے ہین

اولجھتا ہے پریون سے دن رات جاکر

ہم آغا کا دیوانہ پن دیکھتے ہین

حجاب اوٹھ گیا زیب محفل ہوے ہین
وہ آنکھین لڑانیکے قابل ہوے ہین

ترے گیسو و نیر جو مائل ہوے ہین
گرفتار بند سلاسل ہوے ہین

جو شرماتے تھے بات کرنے مین اکثر
وہ باتین بنانیکے قابل ہوے ہین

حنا اونکے ہاتھونکی کہتی ہے مجھسے
ترے خون مین یہ بھی شامل ہوے ہین

مرا قتل منظور ہے سن چکا ہون
شہادت سے محضر مکمل ہوی ہین

ہمین مفلسی مین تمہاری بدولت
بہت سکۂ داغ حاصل ہوے ہین

ہمیشہ جو بھرتے تھے دم دوستی کا
مرے قتل مین وہ بھی شامل ہوے ہین

جنہون کہ دیکھا ہے جلوہ تمہارا
وہی لن ترانی کے قائل ہوے ہین

جھپکتے رہے تم سے دونون ہمیشہ
مہ و مہر کس دن مقابل ہوے ہین

چلے آے ہین بے بلاے وہ اکثر
مرے جذبہ دل ہی حاصل ہوے ہین

چلن سے ترے چال بھولے ہین جیتے
چکارے لگاہون ہی بسمل ہوے ہین

جنہین زعم تھا خوش بیانی کا اپنی
وہ میری فصاحت کے قائل ہوی ہین

گلون کو نہین باغ عالم مین سکتا
یہ محو فغان عنادل ہوے ہین

ہوے عیش و فرہاد کو کب میسر
مزے ہمکو چاہت کے حاصل ہوے ہین

کیا کرتے ہین راتمن کوچہ گردی
حسینون پہ آغا بھی مائل ہوی ہین

زبان کھلتی چلی ہی بلبونکو نام دہرتی ہین
وہ اک اک بات مین سو سو طرح کلی کترتی ہین

جوانی کی اومنگین ہین نکھرتی ہین سنورتی ہین
بدن گدرا چلا ہی خود بخود جوبن اوبھرتی ہین

عبث ہی قتل کی تدبیر ہم تو آپ مرتے ہین
ہماری خون ناحق مین وہ ناحق ہاتھ بھرتی ہین

چھری چلنی کی چلتی ہین وہ چال اس کمسنی مین
قیامت ہونگی شہ بنی یہ ابھی ذبح کرتی ہین

نگہہ کرتے ہین آئینہ مین وہ روے مخطط پر
تماشا ہی ہرن سبزہ فقط گلشن کا چرتی ہین

خدا کے فضل سے اب ہو لنے پہلے کے دن آے
بہار آتی چلی ہی کوئی دن مین اب او بہرتے ہین

نکالا زلف کا بل دیکھئے شانہ نے سر چڑہکر
تعجب کیا ہی اسکا مار ہوزی بہی ڈرتی ہین

کبہی کنگہی کبہی چوٹی کبہی مسی کبہی کاجل
ستم آرا اشین ہوتی ہین وہ کیا کیا سجتے ہین

لگانا اونسے دل کا صاف کالی کا کہلانا ہے
نہین رہتی کسی کے بل کی جب گیسو بکہرتے ہین

نئی بیداد تازہ ظلم ہے صیاد گلچین کا
جب آئی فصل گل تب بلبلون کے پر کترتے ہین

ہزارون جان سے جاتے ہین یہ کیسی مسیحائی
مسیحا کچھہ خبر بہی ہی تجھے بیمار مرتے ہین

کہا تک کیجیے آغا شکایت اونکی مشکل ہے
ستم دیکھو ہمین پر لو جکر آزاد کرتے ہین

مرد جو کہتے ہین منہ سے اوسے کر دیتے ہین
پاؤن ڈگتے نہین ہم بات پہ سر دیتے ہین

چال وہ چلتے ہین بسمل مجھے کر دیتے ہین
کیا نئی چال ہی محشر کی خبر دیتے ہین

اپنے گھر بیٹھے کیا کرتے ہین گلگشت چمن
لالہ و گل کا مزا داغ جگر دیتے ہین

ہم جو سنتے ہین اسیرونکی رہائی ہوگی
اپنی منقار سے پر اپنے کتر دیتے ہین

جب خدا چاہی بشارت ہو تو پیر کو بہی
سنکے یعقوب بہی یوسف کی خبر دیتے ہین

ید قدرت کی اوڑائے کوئی صنعت کیونکر
ہاتہہ جنکو نہین دیتے اونہین پر دیتے ہین

حضرت عشق نہین کام سے اپنے غافل
آہ مین درد دلو نالہ مین اثر دیتے ہین

ہے عقیق شجری مہر نبوت کا نگین
کہ گواہی بہی سب اشجار و حجر دیتے ہین

نارسائی مین لگا دیتے ہین آخر دہبا
داغ عشاق کو یہ رشک قمر دیتے ہین

حضرت پیر مغان کی ہے عنایت خالی
کہ گلرنگ سے کب جام کو بہر دیتے ہین

ہم دعا اونکو دیا کرتے ہین چپکے چپکے
گالیان بہی سر محفل وہ اگر دیتے ہین

تھر ہے بس یہ ادا آپ کی ساقی بنکر
کس طرف آنکھ ہی اور جام کدھر دیتی ہین

صاف کرواتے ہین کسکی یہ وہ راہ عدم
آج صیقل کے لیئے تیغ کمر دیتے ہین

غافلو جسم مین دو دم ہین جو آتے جاتے
آکے جانیکی ہوا لبسے یہ خبر دیتے ہین

ناتوانہ زادونکا ہون مداح ہون اونکا آغا
ایک اک بیت یہ جو خلد مین گھر دیتے ہین

دل یہ جب دست حنائی کبھی دھر دیتی ہین
قائم النار وہ سیماب کو کر دیتے ہین

کیا شب وصل مین اندھیر یہ کر دیتی ہین
رنج کیا کیا مجھے مژگان تر دیتے ہین

فکر کونین سے آزاد وہ کر دیتے ہین
میرا ساغر جو مئی ناب سے بھر دیتے ہین

کبھی ہشیار رہو غافل کہ یہی گھڑیالی
کوس رحلت کی صدا آٹھ پہر دیتے ہین

ہیچ ہین ہیچ ہین بس وصف کمر مین شعرا
کھوے جاتے ہین قلم ہاتھ سے دھر دیتے ہین

وصل کی رات ہین کس طرح سے حسرت نکلی
صبح تو باتون ہی باتون مین کر دیتی ہین

دیکھیے پار ہو کس طرح سے بیڑا اپنا
مجھکو طوفان کی خبر دیدۂ تر دیتے ہین

اس رہائی سے تو مرنا ہی قفس مین بہتر
چھوڑتے ہین جبھی پر اوسکے کتر دیتی ہین

غیر جو مجھسے مقابل یہ نہین اوسکی مجال
مین سمجھتا ہون اشارہ وہی کر دیتے ہین

تم بناوٹ سے بھو ونکو نہ بگاڑو صاحب
ایسے غصہ کو تو ہم طاق پہ دھر دیتی ہین

اشک تھمتے ہین تو آنکھون سے بہاتے ہین لہو
جام خالی نظر آتا ہے تو بھر دیتے ہین

کسکو معلوم نہین حال مآل نفارون
مال و دولت یہ عبث جان بشر دیتی ہین

آغا صاحب بھی دی شیفتہ حسن و جمال
لو حسینو تمھین ہم تازہ خبر دیتے ہین

..

نالہ و آہ شرربار کرون یا نہ کرون
درد دل یار سے اظہار کرون یا نہ کرون

کہتے ہین کس نے جگایا مجھے بدخواب کیا
جرم کا اپنی مین اقرار کرون یا نہ کرون

نالہ کرنے سے سنا ہے وہ خفا ہوتے ہین
آہ و زاری پس دیوار کرون یا نہ کرون

وصل گل آگئی دیوانی پڑے ہین بیہوش
اے جنون مستونکو ہشیار کرون یا نہ کرون

یار سوتا ہی مین حسرت مین ہون ای حسرت دل
فتنۂ خفتہ کو بیدار کرون یا نہ کرون

طول دون یا کہ ند دن اولجھون اولجھون اوسے
زلف کے سودے مین تکرار کرون نہ کرون

کئی دن سے اونہین ضد ہے وطلب کرتے ہین
دل کے دینے مین ہین انکار کرون یا نہ کرون

آپ مینگے نہ اونکے ارادہ کیا ہے
التجا آپ سے سرکار کرون یا نہ کرون

بات خلوت کی ہے پر بار نہین پاتا ہون
عرض مطلب سر بازار کرون یا نہ کرون

کچھ تسلی ہے کہ بیچین ہو آغا صاحب
یار سے ملنے کا اقرار کرون یا نہ کرون

ہاے پوچھے نہ کوے قاتل مین
رہ گئے دل کے حوصلے دل مین

ابہی منہ موڑ کر گیا قاتل
جان باقی ہے تیرے بسمل مین

ہوگی طے کس طرح عدم کی راہ
لاکھ کہٹکے ہین پہلی منزل مین

تم دکہاؤ جو چہرۂ روشن
نقص پیدا ہو ماہ کامل مین

ہم تو نہ زلفون کے پیچ سے نکلے
قیس جکڑا گیا سلاسل مین

جز خدا غیر کا بہروسہ کیا
کون کام آئی کسکی مشکل مین

اوسکا جلوہ ہر ایک شی مین ہے
آب و آتش مین باد مین گل مین

دن کو مہ شب کو مہر ہے روپوش
کون ٹھہرا ترے مقابل مین

وصل ہوگا کہ ہو وصال مرا
سچ بتا کچھ بہی ہے ترے دل مین

چھیڑتے کس لیے ہو آغا کو
وہ نجائیگا اون کی محفل مین

عبث یہ دل ہے وہ دلدار نازنین تو نہین
مکان اگر ہے تو کیا ہے کوئی مکین تو نہین

یہہ جانتے ہین اونہین ہم سے بغض و کین تو نہین
وہ مہربان ہون گر ہمپہ یہ یقین تو نہین

غزال دشت پسند آئی یہ یقین تو نہین
نگاہ ناز تمہین چشم سرمگین تو نہین

بتو ہزار خدائی کا تمکو دعوی ہو
تمہارے سجدہ کے لایق مری جبین تو نہین

ہمین تو اونکی محبت ہی کوئی کچھہ سمجھے
ہمارے ساتھہ محبت اونہین نہین تو نہین

نہین ہے قتل کا کچھہ رنج پر یہ کھٹکا ہے
بھری لہو مین کہین اونکی آستین تو نہین

ہماری طرح کسی اور پر ستم کیجے
تمہارے جور اوٹھانیکو کچھہ ہمین تو نہین

وہ مجھسے وعدہ خلافی کرینگے یون کب تک
اونہین بھی وصل سے اقرار ہی نہین تو نہین

مین اوسکے کوچہ مین کسطرح دفن ہون آغا
قبول کرتی مری نعش کو زمین تو نہین

کیا بنائے ہے صانع قدرت نے پیارے ہاتھہ پاؤن
نور کے سانچے مین ڈہالے ہین تمہارے ہاتھہ پاؤن

ضعف پیری چھا گیا زور جوانی چل بسا
اب چلین تبلائیے کسکے سہارے ہاتھہ پاؤن

مچھلیان بازو یہ اوبھرین ساق پا شمعین نہین
خوب چاہا جب نکالے اب تو ہارے ہاتھہ پاؤن

فوق بہرے سی نہین ہے میری جان یاقوت کو
کیون رنگے ہین آپ نے مہندی سے سارے ہاتھہ پاؤن

مانی و بہزاد نے ملک عدم کی راہ لی
وہ کمر مطلق نہ پائی لاکھہ مارے ہاتھہ پاؤن

ہم نہ کہتے تھے کہ ہر دم شوخیان اچھی نہین
آخرش مہندی کی باندہی لو تمہارے ہاتھہ پاؤن

ہاتھا پائی مین بھی ہم چوکے نہ اپنے کام سے
وصل کی شب یار نے کیا کیا نہ مارے ہاتھہ پاؤن

ہے ضعیفی مین بھی ہمکو نوجوانی کا خیال
دل نہین ہارا ہی اتنک گو کہ ہارے ہاتھہ پاؤن

غیر کی دہمکی سے ہم ڈر جائین یہ ممکن نہین
ایسے بودے بھی نہین ہین کچھہ ہمارے ہاتھہ پاؤن

معدن یاقوت کو دریا بنایا آپ نے
مہندی مل کر دیکھو جب دو یا کتارے ہاتھہ پاؤن

اس بڑہاپے مین بھی آغا سو جوانین ایک ہی
گو ضعیفی آگئی پر ہین کرارے ہاتھہ پاؤن

نمود قدرت پروردگار ہم بھی ہین
نتیجۂ چمن روزگار ہم بھی ہین

شریک صحبت اغیار و یار ہم بھی ہین
گلون مین گل ہین تو خار و تمین خار ہم بھی ہین

مقابل چمن لالہ زار ہم بھی ہین
جگر کے داغون سے رشک بہار ہم بھی ہین

کرو حجاب نہ ہم سے الگ الگ نہ پہرو
ادہر بھی آؤ کہ یار دن کے یار ہم بھی ہین

وہ کہتے ہین کہ بلا شک ہو دل کو دل سی راہ
تمہاری طرح سے اب بیقرار ہم بھی ہین

ادہار بہی ہمین ملجاتی ہے مگر زنگ
کلال خانہ مین ذی اعتبار ہم بھی ہین

خزان کا دخل نہین ہی ہماری گلشن مین
بسان سرو ہمیشہ بہار ہم بھی ہین

خدا وہ دن تو دکہائے ہمین سنجہہ لیتے
شب وصال بھی باقی ہی یار ہم بھی ہین

بط شراب اوڑائینگے منہ بہر بہتے دو
خدا کے فضل کے امیدوار ہم بھی ہین

شریک حال ہین ہر دل جلے کی صحبت مین
جو شمع روتی ہے تو اشکبار ہم بھی ہین

ہمین ستاؤ نہ اتنا بتو خدا سے ڈرو
کہ ایک بندۂ پروردگار ہم بھی ہین

نصیب سے نہ ہوا جب خوشی کے دن آئے
خزان رسیدۂ فصل بہار ہم بھی ہین

وہ دام گیسوئے دل کو پہنساتے ہین آغا
جہان مین شاعر مضمون شکار ہم بھی ہین

ہزار جان سے صاحب نثار ہم بھی ہین
تمہاری تیر نگہ کے شکار ہم بھی ہین

ازل سے داخل فرد شمار ہم بھی ہین
تمہارے جلنے والون مین یار ہم بھی ہین

ہمیشہ ہم سے کدورت رہی حسینون کو
نہ دل سے نکلے کبھی وہ غبار ہم بھی ہین

مسافرون کی تواضع سی نام ہوتا ہے
کرم کرو کہ غریب الدیار ہم بھی ہین

شراب پیتے ہین تو جاگتے ہین ساری رات
مدام عابد شب زندہ دار ہم بھی ہین

ہزار بار حسینون سے ہمنے نوک کی لی
گلون کی آنکھہ مین کہٹکے وہ خار ہم بھی ہین

عجیب تبہ عنایت کیا ہے قنبر کو
غلام یاشہ دلدل سوار ہم بھی ہین

جنون کے ہاتھ سے ہی اند اون گریبان تنگ — قبا پکارتی ہے تار تار ہم بھی ہین
بڑے ہی چالئے ہین چال چلتی ہین ہر دم — وہ پوچھتے نہین پہ ہوشیار ہم بھی ہین

رقیب کو بہی ہی بار اونکی بزم مین آغا
شریک صحبت بوس و کنار ہم بھی ہین

ہجوم خلق کا ہی گرد یار ہم بھی ہین — رقیب بہی ہی تصدق نثار ہم بھی ہین
جو وہ چمکتی ہی تو شعلہ بار ہم بھی ہین — تڑپ سی برق مین بہی بیقرار ہم بھی ہین
طواف کعبہ کو کیا جائین حج نہین واجب — کلال خانہ کے پکّے دیندار ہم بھی ہین
تمہارے مکھڑے کے بوسے لئے ہین سوتے مین — بس اتنی بات کے تقصیر وار ہم بھی ہین
دورنگی فلک پیر کا نہین کھٹکا — سوار ابلق لیل و نہار ہم بھی ہین
گرہ مین دام نہین ابر جھوم کر آیا — شراب لینے کو ساقی ادہار ہم بھی ہین
نہ محتسب ہین نہ قاضی شہر ہین ساقی — شریک بزم مے و بادہ خوار ہم بھی ہین
رقیب کو بہی ملاقات کی تمنا ہے — تمہارے وصل کے امیدوار ہم بھی ہین
ہنسی خوشی سی گذرتے ہین رات دن اپنے — کسی کی طرح سی کیا سوگوار ہم بھی ہین
خدا کا شکر ہے دو لو نظر سی الفت ہی — وہ ہین یہ صدقے ہین اونپر نثار ہم بھی ہین

وہ ہم سی کہتے ہین اور ونکی طرح سے آغا
تمہاری نظرون مین بے اعتبار ہم بھی ہین

ایسی مردار کو کب ہم بخوشی لیتے ہین — جب سے کوئی پلاتا ہے تو پی لیتے ہین
وہ تواضع نہین کرتے ہین فقط دہوکا ہے — مے گلرنگ نہین دیتے ہین جی لیتے ہین
تیرے دیوانے بھی ہشیار ہین پردہ کیسا — زخم دل تار سر زلف سی سی لیتے ہین
جان دیدیجے نہ قاتل کی خوشامد کیجے — سر یہ احسان نہین اپنی ہنسی لیتے ہین

اونکی گیسو کی کبھی روز سونگھا دی خوشبو ۔ ہم بلائین تری باد سحری لیتے ہین
جام مے کے لیئے کرتے ہین ساقی سے سوال ۔ اشک آنکھون مین جو بھر آتی ہین پی لیتے ہین
ہم سے بڑھکر بھی نہوگا کوئی دیوانہ ۔ جان کو بیچ کے درد جگری لیتے ہین
روز دم دیتے رہینگے وہ کہانتک ہمکو ۔ وعدۂ وصل پر پیروسے ابھی لیتے ہین
مول لینا ہی گل رنگ سمجھتے ہین حرام ۔ ہان کبھی مفت کی ملتی ہے تو پی لیتے ہین

بزرگی فکر ہے بے فائدہ آغا تجھکو
وقت مشکل کے یہ خبر آکے علے لیتے ہین

نماز کیسی کہان کا روزہ ابھی مین شغل شراب مین ہون
خدا کی یاد آئے کسطرح سے بتون کے قہر و عتاب مین ہون
شراب کا شغل ہو رہا ہے بغل مین پاتا ہون مین کسیکو
مین جاگتا ہون کہ سو رہا ہون خیال مین ہون کہ خواب مین ہون
نہ چھیڑ اسوقت مجھکو زاہد نہین یہ موقع ہے گفتگو کا
سوار جاتا ہے وہ شرابی مین حاضر اوسکی رکاب مین ہون
کبھی شرابی کبھی نمازی کبھی ہون مین رند گاہ زاہد
خدا کا ڈر سے بتون کا کھٹکا عجب طرح کے عذاب مین ہون
قیامت آنیکا خوف کیسا تردد و فکر کیون ہے **آغا**
حساب کیا کوئی مجھسے لیگا تبا تو مین کس حساب مین ہون

پھر ایک شعلہ سے جھکنا مرا شعار نہین ۔ پسند پستی ہمت کا انکسار نہین
سوال وصل مین کرتے ہین بار بار نہین ۔ وہ ٹالتے ہین ہمین تاب انتظار نہین
کسی پہ اوسکی عنایت کا اعتبار نہین ۔ سب اوسکے یار ہین پر وہ کسیکا یار نہین
ہمارے پھانسنے کی فکر کرنا ہے صیاد ۔ پھنسون جو دام مین تیرے وہ مین شکار نہین

تمھین عزیز سمجھتے ہین چاہنے والے
تمہارے سامنے یوسف کے خواستگار نہین

غرور چاہئے بے برگ و بے نوا کے لئے
وہ سرکشیدہ ہی جو شاخ باردار نہین

نہ اپنے جامہ سے باہر ابھی سے ہو آغا
جنون کی فصل نہین موسم بہار نہین

ہر کوئی پھرتا ہے اپنے قتل کی تدبیر مین
یہ نئے جوہر ہین ای قاتل تری شمشیر مین

بخت برگشتہ تھا چوکا کونسی تدبیر مین
وصل شیرین کا نہ تھا فرہاد کی تقدیر مین

اے قدر انداز کیا جادو ہے تیری تیر مین
تیر سے سرمہ لگایا دیدۂ نخچیر مین

وا دے غربت مین آئی موت کیا افسوس ہے
کوے جانان کی نہ تھی مٹی مری تقدیر مین

سلسلہ وحشت کا ہی دم قدم کے ساتھ ہے
بعد میرے خاک اوڑیگی خانۂ زنجیر مین

صاف فرما دیجیے جو آپ کو منظور ہے
دم اولجھتا ہی مرا اولجھی ہوئی تقریر مین

مین وہ بلبل ہون کسی کے دام مین پھنستا نہین
سیکڑون صیاد پھرتے ہین مری تدبیر مین

بات کرنے ہی بتون کے کھل گیا حال دہن
شاعرون کو خوب گنجائش ملی تقریر مین

کسطرح کعبہ کو جاؤن شیخ تو بکتا ہی کیا
پاے بت پر سر ہو لکھا ہی مری تقدیر مین

خاک مین ملجائیگا مٹی مین سونا ہی تجھے
ای ہوس کیون پھنسا ہی خواہش اکسیر مین

جسکی جو عادت ہی وہ چھٹتی نہین ہرگز کبھی
سرد مہری آپ کی مشہور ہے کشمیر مین

غیر ممکن ہے نہ ہوتا یار کے دل پر اثر
آگیا ہے فرق اپنی آہ پر تاثیر مین

سخت دل جو ہین کبھی ممکن نہین ہے انسے فیض
ہوتی ہے نشو و نما کب دانۂ زنجیر مین

ماہ کنعان کیا ہی تیرے آگے ای خورشید رو
فرق تو روشن ہے مہر و ماہ کی تنویر مین

روح جنت کو روان ہو خاک ہو خاک شفا
دفن ہو آغا الٰہی روضۂ شبیر مین

ذوالفقار حیدری کی دھاک ہی کفار مین
لا فتا آیا ہے شان حیدر کرار مین

عکس رخ کا جابجا ہے گیسو خمدار مین
آگے اوسکے ہی چلے گا قافلہ تاتار مین

ایک دن ملک عدم کو روح تنہا جائیگی
ساتھ کوئی بہی نہ دیگا منزل دشوار مین

گرد کوسون تک تہو حسین کبہی دخل بہار
ای جنون لیجل مجہی اوس وادی پرخار مین

ہو گئی ہین ملکے یکجا آب آتش باد و خاک
روح آکر پہنسگئی ہی بس انہین دو چار مین

ایک بوسہ کی لئی کیا کیا وہ بگڑی رات کو
آگیا قند مکرر کا مزا تکرار مین

سرکشون سے فیض کا ہوتا ہی اک امر محال
پہل کبہی لگتی نہ دیکہا ہمنے نخل دار مین

خون بہایا بلبل برلستہ کا صیاد نے
آتے ہی فصل بہاری گل کہلا گلزار مین

زاہد و کعبہ کی جانب ہمسے کہتے ہو کیون
جی نہین لگتا کبہی مزدور کا بیگار مین

دل رہا پہچو نہین اپنی شامت اعمال سے
جعد سے نکلا تو اوبہا کا کل خمدار مین

غیر کہلکہی او ٹہی اپنا جنازہ بعد مرگ
قبر بہی اپنی بنیگی کوچہ دلدار مین

شرم آتی ہے کہ اب کیا مردم توبہ کرین
زندگی بہر اپنی گذری خانہ خمار مین

نغمہ توحید کی ہے ہر بن موسے صدا
سیکڑون سوراخ ہین منقار موسیقار مین

ہوگئے صحرا مین مجنون کی لحد پر ریشے
ماتم فرہاد برپا کیجیے کہسار مین

ہم گنہگارونکو آغا کیا ہو خوف بازپرس
کون پوچہیگا ہمین اتنی بڑی سرکار مین

کاٹ سکتا ہے ہی تیغ سی ہے ابرو خمدار مین
سیکڑون ابتک ہیں دم ہون یہ جوہر کہان تلوار مین

توڑ کچہہ ہمنے نہ سمجہا کا فرو دیندار مین
سبحہ کے دانے پرودئے رشتہ زنار مین

ابرو طرف ابرو ہلایا ان کے ٹکڑی ہوگئے
واہ قاتل واہ اچہی باڑہ ہی تلوار مین

تو وہ یوسف ہی کہ ہر جا ہی خریداری تری
مشتری یوسف کی تہی بس مصر کے بازار مین

ان حسینون سے مزا اوٹہتا نہین بے چہیڑ چہاڑ
کٹ گئی ہی وصل کی شب بارہا تکرار مین

تو یہان ہی ہین جدا باطن مین ہم وہ ایک ہین
قالب خاکی یہان ہی روح ہی دلدار مین

آپ کیا چھوٹے کہ راحت ہو گئی خواب خیال ‌ ‌ ‌ نیند اک پل بھی نہ آئی دیدۂ بیدار مین

ناتوانی سی ہماری یہ حقیقت ہو گئی ‌ ‌ ‌ سیر مین مجنون کا آیا ٹھیک جسم زار مین

تاتہای مشک کوڑی کو نہ لیگا پھر کوئی ‌ ‌ ‌ بوی زلف عنبرین پونہچی اگر تاتار مین

یا الٰہی ہم بھی وسمہ کی رنگا ہو نیز چین ‌ ‌ ‌ جسطرح سرمہ سمایا چشم مست یار مین

آنکھ کیا تجھ سی لڑائے تیری آنکھون کی قسم ‌ ‌ ‌ تاب نظارہ نہین ہے نرگس بیمار مین

ناتوانی کا اشارہ ہی نہ کروٹ لیجیے ‌ ‌ ‌ آبلے کہتی ہین چلیئے وادی پرخار مین

بید مجنون سی رہا مجنون کا صحرا مین نشان ‌ ‌ ‌ خون سی فرہاد کے لالہ اوگا کہسار مین

یار کو نفرت رہی ہی کوچہ گردی سی مدام ‌ ‌ ‌ حضرت یوسف تہی جو بکنی گئی بازار مین

جسطرف کو جائی آغا پتا لگتا نہین
دیر و کعبہ چھانڈالا ہی تلاش یار مین

صاحب نہ باز آئینگے ای ستم سے کیون ‌ ‌ ‌ ہم بھی علاقہ چھوڑدین اندوہ و غم سی کیون

ہمکو کچھ اور غم نہین اے مہربان مگر ‌ ‌ ‌ مرنا یہ ہی کہ ہستی مین آئے عدم سی کیون

نے غم معاش کا ہی نہ کچھ فکر روزگار ‌ ‌ ‌ مرنا یہ ہی کہ ہستی مین آئی عدم سے کیون

غیرون کے ساتھ تجھکو ہنسی ہے مذاق ہے ‌ ‌ ‌ رہتا ہی میری جان خفا ایک ہم سے کیون

تصویر یار کے لیئے اعجاز چاہیئے ‌ ‌ ‌ لکھتا ہی ای مصور نادان قلم سے کیون

ایک روز گل نے ہنسکے کہا عندلیب سے ‌ ‌ ‌ ہے باغ مین بہار فقط اپنی دم سے کیون

ای جانجان بنا مرے چمڑے کی جوتیان ‌ ‌ ‌ کرتا ہی تو جدا مجھے اپنے قدم سے کیون

اک ہاتھ غیر کو دیا ایک مجھکو دیجیئے ‌ ‌ ‌ محروم یہ گدا رہے دست کرم سی کیون

کعبہ کا ذکر شیخ جی آغا یہ ظلم تھا
دو دو ہی باتین چھوڑدین اوسنے حرم کی کیون

وصال دل ربا ہے اور مین ہون ‌ ‌ ‌ ہنسی ہے قہقہا ہے اور مین ہون

بتون کی اب جفا ہے اور مین ہون
عجب سنگین سزا ہے اور مین ہون

لگاؤ اسکو پتہر ہے یہ مجنون
یہ لڑکون کی صدا ہے اور مین ہون

کرونگا شکوہ ان سنگین دلون کا
قیامت مین خدا ہے اور مین ہون

نہین غم سر کٹے یا جان جاوے
ارے قاتل وفا ہے اور مین ہون

رہا گر یہ دل زخمی سلامت
تیرا تیر جفا ہے اور مین ہون

رہا گلزار جس سے دشت وحشت
وہ لالہ دل جلا ہے اور مین ہون

لیا دل کے عوض سودا کا کل
فقط اپنی خطا ہے اور مین ہون

اوڑائی خاک جسنے ہر گلی مین
وہ آندہی کی ہوا ہے اور مین ہون

نہ سمجہو ہجر مین بہی مجہکو تنہا
تصور یار کا ہے اور مین ہون

رہے گردش مین جو روز ازل سے
وہ گردون ہے صبا ہے اور مین ہون

سیہ بختی مین منظور زمانہ
فقط اک طوطیا ہے اور مین ہون

اگر دنیا مین ہے آغا سلامت
تو وصل دلربا ہے اور مین ہون

فصل گل آئی ہی زنجیر نہ بدلجای کہین
تیرا دیوانہ نہ جامہ ہی نکلجاے کہین

دست نازک سی کوئی وار تو چلجائے کہین
آرزوی دل مشتاق نکلجاے کہین

منہ سنبہالو اجی ابرو کا یہ بل جائیگا کہین
گالیان دیتی ہو تلوار نہ چلجای کہین

تیرے کوچہ ہی مین ہوجائیگی الدنگ ہمیشہ
ہم کہین جاتی ہین یان سے نہ اجلجای کہین

چار دیوار عناصر کی رہے مضبوطی
ڈر ہے سینہ سی کلیجا نہ اوچہلجاے کہین

میرے غمخوار دنکو کسواسطے ہی فکر علاج
غیر ممکن ہی کہ آئی ہوئی ٹلجای کہین

ہاتہ ڈالا ہے اگر دل پہ تو ہشیار رہو
پیچ کہو نہین نہ کلیجا مرا ملجاے کہین

گل کہلے یار ملے باد بہاری آئے
باد صرصر کا گلستان سے عمل جای کہین

بعد مردن نہ مری نعش پہ آنے دینا — اونکا ننھا سا کلیجا نہ دہل جائے کہین
گالیان دیکے جھنجلا کے چلے خاموش رہو — میرے منہ سے نہ کوئی بات نکل جائے کہین
تھا یہ لیلیٰ کو تصور کہ نہ بدنامی ہو — قیس لیتی ہی سوئے دشت نہ چل جائے کہین
وہ خدا ترس ہون رہتا ہی ہمیشہ یہ خیال — کوئی چیونٹی نہ مری پاؤن سے مل جائے کہین

بیٹھی باتونمین نہ اوس شوخ کی جانا آغا
آنکھ طوطے کیطرح سے نہ بدل جائے کہین

حسین جو حسن کی دولت پہ ناز رکھتے ہین — ہم اونکے در پہ جبین نیاز رکھتے ہین
غریب پرور و بندہ نواز رکھتے ہین — بڑا کریم بڑا کارساز رکھتے ہین
تمیز آپ وہ کر لینگے تم ہین یو ہین — بھلے برے مین ہم کچھ امتیاز رکھتے ہین
ہماری سوز طبیعت کو شمع کیا جانے — زیادہ موم سے بھی دل گداز رکھتے ہین
عجب نہین ہی حسینون سے لبیان لینا — قد کشیدہ و زلف دراز رکھتے ہین
مریض عشق ہی سمجھے ہین پوچھنے اونسے — جناب خضر تو عمر دراز رکھتے ہین
گرہ مین دام نہین ہین چلے ہین بہتی پر — گرو کیواسطے اک جانماز رکھتے ہین
گناہگار و گناہونکی تمکو فکر ہے کیون — غفور ہین وہ در توبہ باز رکھتے ہین
فلک کریگا غریبون کو کیا تہ و بالا — وہ خود خیال نشیب و فراز رکھتے ہین

بتون سے کام نہ بتخانہ سے غرض آغا
خدا کی یاد ہے شغل نماز رکھتے ہین

زلف تبرنگ کہان یہ دل ناکام کہان — بلبل زار کہان سلسلۂ دام کہان
جوش وحشت مین بسر ہوگئی ایسی اپنی — نہین معلوم کہ گذری سحر و شام کہان
حرص کو چھوڑ جوانی گئی پیری آئی — موت کا وقت ہی اب زیست کا ہنگام کہان
جھٹپٹے وقت نکلتے نہین گھر سے باہر — آپ بازار کو جاتے ہین سر شام کہان

جب جستجو یار کی کرتے ہوئی مدت گذری
ای صبا تو ہی بتا ہی وہ گل اندام کہان

دل لئی بستے ہین کہ آنکھو نہین گذر کو دیکھین
دیکھئے آج وہ فرماتے ہین آرام کہان

ای جنون آج تو تو ہی مری عزت رکھیو
بیقصوری مری ثابت ہوئی الزام کہان

مقتدی کیلئی لازم ہے امام برحق
جب پیمبر ہی نہین رونق اسلام کہان

مے گلرنگ کی خوشبو نے او نہین مست کیا
لب شیرین ہی لگا یا ہے ابھی جام کہان

خال عارض نے ترے مشک کو نسبت کیا ہی
تیل سرسون کا کہان روغن بادام کہان

وصل کی رات میسر ہوئی کس روز مجھے
ابتدا غم یار ہین عشرت کا سر انجام کہان

بادہ نوشی ہو مبارک امرا کو آغا
ہم فقیرون کو میسر ہے سبو جام کہان

ایک طرز ایک بیان ایک ہی ہم کہتے ہین
ایک دل ایک زبان ایک سخن رکھتے ہین

یاد کاکل جو دم فکر سخن رکھتے ہین
ہم سیاہی کی جگہہ مشک ختن رکھتے ہین

نرگسی چشم مین غنچہ سا دہن رکھتے ہین
سرو قامت ہین قیامت کا چلن رکھتے ہین

خلق تمام کے پتلے ہین یہ انسان کیسے
مرتے مرتے ہوس گور و کفن رکھتے ہین

تیرے دیوانے تعلق تو مری رکھتے ہین
خواہش گور نہ پروای کفن رکھتے ہین

زندگی مین ہی ہمین موت کا رہتا کھٹکا
ہم بھی یوسف کیطرح حب وطن رکھتے ہین

سر سودائی مین ہے زلف سیہ کا سودا
اپنے کشکول مین ہم مشک ختن رکھتے ہین

نہین اسرار سے خالی شعرا کی باتین
مدد غیب دم فکر سخن رکھتے ہین

ٹکڑے ٹکڑے کئی دیتی ہین ترے دیوانے
پیار دن ہی نہین طوق و رسن رکھتے ہین

نرگسی چشم مین ہے برق غضب پوشیدہ
شیر کا دبدبہ جنگل کے ہرن رکھتے ہین

ہوش انسان تو سے اوڑتے ہین پری زادون کے
آدمی تو ادہی پریون کا چلن رکھتے ہین

سرخی لب سی منقا یا ہین نگر پتھر ہین
گدگداہٹ تو نہین لعل یمن رکھتے ہین

قبر مجنون پہ کیا کرتے ہین ماتم داری
انس دیوانون سے جنگل کے ہرن رکھتے ہین

شعرا تیرے دہن سے اونہین نسبت دیتے ہین
نہ زبان رکھتی ہین غنچے نہ دہن رکھتے ہین

تیری آواز کے مشتاق ہین گلہای چمن
کان تیری طرف انکو ہمہ تن رکھتے ہین

کشتۂ چشم فسونگر کا تردد کیون ہے
شہدا کو یہین بی غسل و کفن رکھتے ہین

لعل کی جان نکلتی ہے لب لعلین پہ
دانتہ دانتون پہ ترے در عدن رکھتے ہین

دھجیان کسکی اوڑائیگا تو ای دست جنون
جامہ تو نہ کوئی رخت کہن رکھتے ہین

ان حسینون نے فرشتونکو بہکانی ہین کنوئین
یہ ڈبونیکے لئے چاہ ذقن رکھتے ہین

بت پرستی سی سروکار نہین ہے آغا
یاد اللہ کی اے شیخ ہمین رکھتے ہین

عکس سے روے یار سے جلوہ ہی سارا چاند کو
ورنہ اپنی روشنی کا کب تھا یارا چاند کو

یار دیگر ہو وے پہر شق القمر ای ماہرو
تیرے ابرو کا اگر ہووے اشارا چاند کو

کر دیا کاہل ہی تشبیہ روے یار نے
ورنہ کہتے تھے ہمیشہ سب ستارا چاند کو

سب تصدق کر رہے تھے اوس پری پیکر پر
ہمنے بھی اوس رخ کے صدقے مین اوتارا چاند کو

وصل کی شب مین نہ جانی کہین مجھکو دغا
مین فقط اسواسطے رکھتا ہون پیارا چاند کو

کس سے کی تھی ہمسری کیون نیل رخ پر گیا
مہر یان کہتے تھے آنچا کسنے مارا چاند کو

چرخ پر کیونکر نہ آغا یہ دیکھا کس طرح
کہکشان جا ان کہا کسنے ستارا چاند کو

کیونکر ہوا سے باغ جہان دل پسند ہو
جس دل جلے کو کوچۂ قاتل پسند ہو

ہے دل مین اشتیاق جمال ابو تراب
کیونکر مجھے نہ گور کی منزل پسند ہو

مقتل مین ذبح کر کے مری جان چھوڑ دو
گر تمکو بیقراری بسمل پسند ہو

جو آپ کی رضا وہی عاشق کی آرزو
کیجے کباب شوق سے گر دل پسند ہو

مئے یار کی سی آنکھ نہ ابرو نہ خال و خط
کسطرح جسے جچے مہ کامل پسند ہو

خلوت مین کسطرح سے مرے پاس دل لگے
ہرجائی کو جہ گرد ہو محفل پسند ہو

آسان نہین کمر کو ترے بال باندھنا
وہ اس گرہ کو کھولے جو مشکل پسند ہو

صدمے بناؤن ہجر کے کسطرح یار کو
اوسکو اور استماع غم دل پسند ہو

عیسائیون کا کیونہو پھر عرش پر دماغ
عیسی کو جبکہ چرخ کی منزل پسند ہو

لکھنا غزل کا اور قبالہ کا اور ہے
لے یہ زمین وہ جو کوئی مشکل پسند ہو

دنیای بے ثبات مین کیا اوسکا جی لگے
جسکو ہوای باغ جنا دل پسند ہو

آغا گلے کو کاٹیئے بزم نگار مین
وہ گل کھلائیے کہ جو محفل پسند ہو

بوسہ کا نیل عارض جانان سے دور ہو
دھبا خدا کرے مہ تابان سے دور ہو

ممکن نہین وہ امر جو امکان سے دور ہو
درد اپنا وہ نہین ہے جو درمان سے دور ہو

طرز خلش نہ یار کی مژگان سے دور ہو
لخت جگر نہ تیر کے پیکان سے دور ہو

جان تن سے دور ہوے تو تن جان سے دور ہو
یا رب کوئی کوچۂ جانان سے دور ہو

حرص و ہوا غرور و تکبر نفاق و کفر
ہندو سے دور ہو نہ مسلمان سے دور ہو

جوش جنون بہار کی آمد ہے ہوشیار
دم بھر نہ اپنا ہاتھ گریبان سے دور ہو

دیکھے تمہارا چاہ زنخدان تو خضر بھی
برسون کی راہ چشمۂ حیوان سے دور ہو

اوس نازنین سے کوئی نہ کہدے مرا پیام
آتا نہ اپنے تابع فرمان سے دور ہو

نفرت یہانتک اونکو ہے عاشق کی نام سے
بلبل کو حکم ہے کہ گلستان سے دور ہو

وہ پاؤن کیا جو راہ رضا مین نہ چل سکے
کس کام کا وہ ہاتھ جو احسان سے دور ہو

کثرت مین لاکھ رنج ہین وحدت مین لطف ہے
آغا مزار گنج شہیدان سے دور ہو

رنج و ملال عالم امکان سے دور ہو
یارب خزان کا نام گلستان سے دور ہو

اللہ رے جذب عشق زلیخا کے واسطے
یوسف عزیز مصر ہو کنعان سے دور ہو

سودا ہوا ہے ای دلِ شوریدہ سر تجھے
کالی بلا ہے زلف پریشان سے دور ہو

قاتل سے التماس ہے وقت وداع جان
دھبا نہ میرے خون کا دامان سے دور ہو

تعریف آپکے لب و دندان کی گر لکھون
موتی عدن سے لعل بدخشان سے دور ہو

ناصح کی بات بھی نہ سنی راہ عشق مین
عاقل وہ ہے جو صحبت نادان سے دور ہو

صحرا پسند یہ دل وحشی نہین مرا
مجنون نہین جو کوچۂ جانان سے دور ہو

سرکار سے جنون کی ہمین مل گئی سند
مجنون سے کہدو دشت و بیابان سے دور ہو

اے آہ و نالہ خاک نہ تم نے اثر کیا
کیونکر غبار خاطر جانان سے دور ہو

آغا یہ انتظام رہے فکر شعر مین
مضمون غیر کا مرے دیوان سے دور ہو

طائر جان کا نشیمن نہین بھولا مجھکو
یاد ہی گلشن فردوس کا نقشا مجھکو

وہ سنا کان نے سنواتا جو چاہا مجھکو
مین نے دیکھا جو آنکھون نے دکھایا مجھکو

ساتھ بھی سویا مگر چین نہ آیا مجھکو
سحر وصل کا تھا شام سی دپہر کا مجھکو

سیر ہے مد نظر اور نہ تماشا مجھکو
دیکھنا ہے کسی معشوق کا جلوا مجھکو

زندگی کا نہین کچھ اپنی بھروسا مجھکو
روضۂ شہ پہ چلون ہے یہ تمنا مجھکو

قیس دیوانہ تھا جو کوچۂ جانان چھوڑا
کوہ و صحرا کو مین کیون جاؤن غرض کیا مجھکو

ہاتھ پھیلائے کیون اہل دول کے آگے
رزق پہونچاتا ہی ہر دم مرا داتا مجھکو

مین وہ لاغر ہون کہ بستر پہ نہ سوجھا دم مرگ
ملک الموت نے سو مرتبہ ڈھونڈا مجھکو

پھر پھنسا دام مین لو اور قیامت آئی
پھر ہوا نام خدا زلف کا سودا مجھکو

مین وہ مجنون ہون ہوا ناقۂ لیلی کا گمان
جب نظر پڑ گیا صحرا مین بگولا مجھکو

بیخودی چھا گئی اک تیر لگا پہلو مین	چشم مخمور سے کس شوخ نے تاکا مجھکو

مین شب ہجر مین سویا تو مقدر جاگا
دولت وصل ملی خواب مین آغا مجھکو

سرد آزاد ہون کیون ہو کوئی کھٹکا مجھکو	آج کا غم ہے نہ اندیشۂ فردا مجھکو
جلوۂ حسن سے اے گبر نہ ترسا مجھکو	صدقے جاؤن تری صورت تو دکھا جا مجھکو
کسنے رخسار کا دکھلا دیا جلوا مجھکو	کس پریزاد نے دیوانہ بنایا مجھکو
نہین درکار ہے کچھ اطلس و دیبا مجھکو	مرد دیوانہ ہون عریانی ہی زیبا مجھکو
ہوشمندون کے لئے چاہئے پوشاک نفیس	مرد دیوانہ ہون عریانی ہی زیبا مجھکو
حق موروثی ہے میرا کہ بنی آدم ہون	کیون نہ ہو گلشن فردوس پہ دعوی مجھکو
پھر سیہ بخت کا ہے زور خدا خیر کرے	زلف پھر کان لگی پھر ہوا کھٹکا مجھکو
یا علی پھر خدا میری مدد فرماؤ	ہے فقط ذات مقدس کا بھروسا مجھکو
اشک تو دھو نہ سکے خاطر جانانسی غبار	ہے فقط آہ رسا تیرا بھروسا مجھکو
لیے پھر بھی قاتل کہ نہ مڑ کر دیکھا	چل دیا چھوڑ کے مقتل مین تڑپتا مجھکو
مجھکو طفلی مین جو امید سے خالی دیکھا	حسرت و یاس نے آغوش مین پالا مجھکو
چاہ غبغب مین گرا ہی تھا بڑی خیر ہوئی	گرتے گرتے مری قسمت نے سنبھالا مجھکو
کہتے تھے حضرت آدم کہ نہین میرا قصور	باغ فردوس سے شیطان نے نکالا مجھکو
ڈوبتے ڈوبتی بھی تہ کو نہ پہنچا افسوس	موج دریا نے کئی بار اچھالا مجھکو

گرچہ اعمال قبیحہ ہین ولیکن آغا
بخشوا لیگا محمد کا نواسا مجھکو

کیا جانے بیکشون کے مقدر مین ہو نہو	حصہ ہمارا بادۂ کوثر مین ہو نہو
ہو ذائقہ لعاب دہن مین ہے یار کے	شیرینی ایسی شہد مین شکر مین ہو نہو

نامہ تو بھیجوں یار کو لیکن یہ خوف ہے
پرواز کی مجال کبھی نامہ بر میں ہو نہ ہو

تیغ نگاہ یار مجھے تو ہی قتل کر
یہ آبداری یار کے خنجر میں ہو نہ ہو

پوچھے نہ پوچھے کوئی مجھے روز باز پرس
نام اس گناہگار کا دفتر میں ہو نہ ہو

آئے نہ آئے پھول چڑھانے کو قبر پر
بوے وفا مزاج ستمگر میں ہو نہ ہو

احباب اس زمانہ کے کیا فاقہ مست ہیں
باہر مزے اوڑاتی ہیں کچھ گھر میں ہو نہ ہو

مے پیلو زاہد و کہ وہان کی ہے کیا خبر
لطف شراب بادۂ اطہر میں ہو نہ ہو

لو آئنہ نے اونکو تو خود بین بنا دیا
خود بینی گو کہ طبع سکندر میں ہو نہ ہو

لاکھوں شکار پہنستے ہیں آ کے خود بخود
پھندا تمہاری زلف معنبر میں ہو نہ ہو

پھرتا ہے کوہ و دشت میں وحشی مزاج ہے
آغا کی کیا خبر ہے کہ وہ گھر میں ہو نہ ہو

اور برسالے جو آفت تجھے برسانی ہو
ابر سے دیدۂ تر آج کوئی بانی ہو

مرگ کے نام سے اک صدمۂ روحانی ہو
ملک الموت میں گر جوہر انسانی ہو

کوئی صورت ہو کسی ڈھب سے لہو پانی ہو
آج پھر زخم جگر پر نمک افشانی ہو

اگلے لوگوں میں کوئی یوسف کنعانی ہو
اب تو تم حسن میں بے مثل ہو لاثانی ہو

ہاتھ قابو میں نہیں فصل بہار آئی تو بھی
دامن و جیب کی اب کس سے نگہبانی ہو

یا الٰہی کہیں پھر فصل بہار آ جائے
سر و سامان جنوں بے سر و سامانی ہو

واہ کیا حسن خداداد ہے اللہ اللہ
تیری صورت کو پری دیکھے تو دیوانی ہو

گرم و سرد ایک سمجھتا ہوں وہ جانباز نہیں ہوں
کود پڑتا ہوں دلا آگ ہو یا پانی ہو

دم نکلتا نہیں بیمار کا او رشک مسیح
تو دم نزع جو آ جائے تو آسانی ہو

ہجر دلدار میں گر اشک بہائے تو کیا
لطف رونیکا ہے جب خون جگر پانی ہو

نہ تڑپ کشتۂ تیغ نگہ ناز اتنا
دیکھ نہ سرکار کا ملبوس غش افشانی ہو

یا الٰہی نہ لگے مجھکو کفن کا دہبا
جسم پر ٹہیک مرے جامۂ عریانی ہو

استخوان تک تر ہے بہ گئے پانی ہوکر
ہڈیان ہون تو سگ یار کی مہمانی ہو

شاہد حق کا بہی اس پردہ مین پردا رہجائے
قیس کہتا تہا مبارک مجہے عریانی ہو

ذبح کرنے کا مرے چاہیئے سامان پہلے
بار ٹہکر کہوائی خنجر پہ جو رکہوالی ہو

دیکھکر مجھکو دعا کرتے ہین کعبہ والے
پائے بت پرستی دیندار کی پیشانی ہو

ہم بہی یوسف سا کوئی ڈہونڈ لائین معشوق
مصر مین ایکبے اگر حسن کی ارزانی ہو

ایک مین لاکہ طرح کا ہی تردد آغا
دل ٹہکانی نہین کیا خاک غزلخوانی ہو

دل اگر زلف سے الجہے تو پریشانی ہو
آنکھ اوس آنکھ سے لڑ جائے تو حیرانی ہو

اپنی آنکھون سے اگر اشک کی طغیانی ہو
کشتی نوح بہی آجای تو طوفانی ہو

یا الٰہی سحر وصل آنکھون دیکھون
آج آجائے اگر موت مجہے آنی ہو

ناطقہ بند ہی دو لونکا ہمارے آگے
طوطی ہند ہو یا بلبل لیستانی ہو

تہی وہ صید فگن آنکھ تری تجہپہ اگر
ہی یقین چشم ملک دیدۂ قربانی ہو

تخت شاہی پہ بہی ہم پاؤن نرکہین ہرگز
ہمکو حاصل جو در یار کی دربانی ہو

شیخ کو عشق ہوا ہی یہ عجب ہی مقام
عقلمندون سے بہی اسطرح کی نادانی ہو

کسطرح آنکھ ملاکر تمہین دیکھون صاحب
صورت آئنہ مجھکو بہی نہ حیرانی ہو

دوست محفوظ رہین رنج والم سی آغا
میری دشمن کو بہی یارب نہ پریشانی ہو

کیون دل جلو کی لب پہ ہمیشہ فغان نہو
ممکن نہین کہ آگ لگے اور دہوان نہو

ہمراہ بیکسی ہو کوئی انس وجان نہو
چل بیٹہو اوس زمین پہ جہان آسمان نہو

رخ اوسکا گر نقاب کے اندر نہان نہو
تا حشر آفتاب فلک پر عیان نہو

نام اپنا زندگی مین یہانتک مٹا ہے ۔ بعد از فنا بہی قبر کا مطلق نشان نہو
وہ بی نصیب ہون کہ نہ حاصل ہوئی مراد ۔ یارب جہان مین مجھسا کوئی خستہ جان نہو
مین ذبح ہونا چاہون تو انکار وہ کرین ۔ وہ قتل کرنا چاہین تو خنجر روان نہو
اتنا شب وصال مین لازم ہی بند و بست ۔ تا حشر مسجدون مین سحر کی اذان نہو
دہبا لگے نہ تیغ مین خون شہید کا ۔ یون قتل کر کہ تجہپہ کسیکو گمان نہو
کرتا ہی کوئی تذکرہ میرا تو کہتے ہین ۔ کچھہ اور ذکر کیجئے یہ قصہ یہان نہو
مجھپر لگائیو سگ لیلی سمجھکے دانت ۔ ہان ہوشیار قیس کا یہ استخوان نہو
سودائیون کی سلسلہ بندی ضرور ہے ۔ زنجیر کا بہار مین سوداگران نہو

آغا جنون کی دست درازی سی خوف ہی
عریانی کا لباس کہین دہجیان نہو

کہدیجے کہ نائل شور و فغان نہو ۔ نالان مری طرح جرس کاروان نہو
شاعر نہ اوسکو کہیے جو شیرین زبان نہو ۔ کس کام کا کلام جو لطف بیان نہو
یونہی چہانا اپنے دوش پہ تو کوئی یار تک ۔ صرصر ہماری خاک کہین رائگان نہو
پنجہ مین اپنے دامن آل رسول ہے ۔ پہروا نہین ہی کشتی پہ گو بادبان نہو
تو مہربان ہو تو زمانہ ہو مہربان ۔ تو ہو اگر خفا تو کوئی مہربان نہو
ایسا نہو رہائی کا کہبراکے حکم دین ۔ دیوانو اتنے نائل شور و فغان نہو
موجود آئینہ ہے سکندر کا آج تک ۔ یکتائی کا حضور کے دل مین گمان نہو

پہولا پہلا رہے چمن شعر و شاعری
آغا ہمارے باغ مین دخل خزان نہو

منہ کسی اور کا کر دیکھلے میرا دیکھو ۔ مجھے روؤ مجھے پیٹو میرا مردا دیکھو
قبر مین بہی نہ گیا دید کا لپکا دیکھو ۔ میری تربت پہ اوگی نرگس شہلا دیکھو

نیل ڈھلتا ہی دم آنکھو نمین ہی نبضین ساقط
جان جاتی ہی مری رشک مسیحا دیکھو

شعرا سمجھے ہین کیا دیتی ہین کس سی تشبیہ
سرو کو دیکھو اور اوسکا قد بالا دیکھو

میری بیتابی دلیر نہ او بجئیے صاحب
گر یقین تمکو نہین دل کہین اولجہا دیکھو

ذبح کرکے نہ چلے جاؤ ذرا تو دم لو
رقص بسمل کا مری جان تماشا دیکھو

باتین اغیار سے در پردہ کیا کرتے ہو
ہمسے ہر بات مین رکہہ جاتی تہو پردا دیکھو

نخوت حسن سے آخر سر بازار ملے
یوسف مصر کو بہی لگ گیا دہبا دیکھو

شاعرو زور طبیعت سی نہ باندہو مضمون
کمر یار مین آجائیگا جہٹکا دیکھو

وہ اگر روٹھے ہین تو چل کے منالو آغا
پاؤن پر گر پڑو جب آنکھو نکو اکہلا دیکھو

دل پہنسا زلف مین لو اور تماشا دیکھو
پہر نئے سر سے ہوا ہی مجھے سودا دیکھو

پہلو و یدار میسر ہے پری زادون کا
کہدو موسی سی کہ تم طور کا جلوا دیکھو

نشہ مین بہی مجھی رہتا ہی عبادت کا خیال
درمیخانہ پہ بچہتا ہے مصلا دیکھو

کس غضب کی ہی یہ فرمایش قاتل مجھسے
میرے خنجر کے تلے اپنا تڑپنا دیکھو

دام صیاد مین پہر اولجہی پہر آفت آئی
اہی گردن مین پڑا زلف کا پہندا دیکھو

کوئی بچہین سا معشوق اگر ہاتہہ آیا
ہم بہی تڑپائینگے پہر آپ کو کیا کیا دیکھو

کہوئی لوگون سے ملی ہمسے کہری پن کی لی
لگ گیا وضع مین سرکار کی بٹا دیکھو

تم نہین جانتے ہو ای جان چہری چلتی ہے
ذبح کر ڈالیگا اس چال سے چلنا دیکھو

جہوٹی باتین ہین بناوٹ ہی محبت کیسی
اونکے نقرون مین نہ آجائیو آغا دیکھو

بس مبارک تمہین ای حضرت موسی دیکھو
ہم او نہین دیکھینگے تم طور کا جلوا دیکھو

تم پریوش ہو تو ہم بہی ہین بلا کے انسان
ڈہونڈ کر لائینگے تم سے کوئی اچہا دیکھو

کیسا بدنام کیا آپ کی الفت نے مجھے — ہوگیا شہر مین برپا مرا چرچا دیکھو
شکوہ جور عبث ہی ابھی دن مین کہا ہین — چلبلے پن کا ذرا اونکے تماشا دیکھو
میری حاجت کے سبب شہرہ آفاق ہوے — ہر گلی کوچہ مین ہے حسن کا شہرا دیکھو
روز کہتے ہو کہ شب کو تیرے گھر آؤنگا — تم تو بندہ کو بھی اب دیتے ہو دہوکا دیکھو
ضبط کہتے ہین اسے آہ نہ لب تک آئی — شمع کے عشق مین پروانہ کا جلنا دیکھو
جان تک دینے مین ہمنے نہ کبھی عذر کیا — اونکا اک بوسہ کے دینے مین بگڑنا دیکھو

تحسین کرکے وہ کہتے ہین نہ بگڑو ہم سے
دیکھو پچھتاؤ گے اسوقت کو آغا دیکھو

قتل کا حکم نہ بے جرم و خطا دے مجھکو — میرے قاتل کوئی الزام لگا دے مجھکو
تجھپہ جو گذری ہو لللہ بتا دے مجھکو — دہن گور سے جمشید صدا دے مجھکو
نہ تو ہے بانگ جرس اور نہ نشان کف پا — قافلہ والون کا اب کون پتا دے مجھکو
جان پر کھیل گیا مین بھی اوٹھا بیٹھا ہون — دیکھون محفل سے تری کون اوٹھا دے مجھکو
یہ نہین کہتا کہ مسند کی برابر بٹھلا — اپنی محفل کے کسی گوشہ مین جا دے مجھکو

مرتے مرتے دہن زخم سے چوسون آغا
آب خنجر لب شیرین کا مزا دے مجھکو

فضل سے تیرے سب آسان ہے مشکل مجھکو — بے نوائی مین بھی ہر چیز سے حاصل مجھکو
دو قدم اور ہے اب گور کی منزل مجھکو — آپ جاتے ہین کدھر چھوڑ کے بسمل مجھکو
چاندنی رات مین اے رشک قمر بے تیرے — داغ کیا کیا نہین دیتا مہ کامل مجھکو
آپ شیرین سخنی کیجئے لیلی بنکر — قیس و فرہاد سے کر دیجئے مقابل مجھکو

صف عشاق مین آغا مری عزت رہجاے
آج مقتل مین پکارے مرا قاتل مجھکو

اون پیاری نگاہوں کا اثر دیکھیے کیا ہو — تیروں کے مقابل ہی جگر دیکھیے کیا ہو
کچھہ ہو کہ ہوا اونکو خبر دیکھیے کیا ہو — آہ دل سوزان کا اثر دیکھیے کیا ہو
سمجھی ہے تو اس جسم کو گھر دیکھیے کیا ہو — ای روح روان وقت سفر دیکھیے کیا ہو
قارون کی حقیقت سی تو آگاہ ہی منعم — او سیر ہے تجھے الفت زر دیکھیے کیا ہو
اندھیر کے سامان ہین آفت کی ادائین — سرمہ ہوا لو مد نظر دیکھیے کیا ہو
واعظ تو ڈراتا ہے بہت تا رسقر سے — لیجاؤ نگاہین دامن تر دیکھیے کیا ہو
ہے جان کا بلبل کی خدا حافظ و ناصر — مقراض سے کاٹی گئی پر دیکھیے کیا ہو
اُمڈے ہوئی دو نون ہین برابر کی جھنی گی — وہان ابر ہے یان دیدۂ تر دیکھیے کیا ہو
گلشن مین ہوئی آمد ایام بہاری — دیوانون کو پہونچی ہے خبر دیکھیے کیا ہو
امید بھی ہی یاس بھی مانے کہ نہ مانے — قدمون پہ ہی اوس شوخ کے سر دیکھیے کیا ہو

کس راحت و آرام سی گذری ہے شب وصل
پر خوف ہی آغا کہ سحر دیکھیے کیا ہو

خنجر ہے وہان زیب کمر دیکھیے کیا ہو — بہاری ہی یہان دوش پہ سر دیکھیے کیا ہو
کچھہ خیر نہین آتے نظر دیکھیے کیا ہو — اے بانی صد فتنہ و شر دیکھیے کیا ہو
الجھن ہی بڑا پیچ ہے گیسوے رسا کا — باریک ہی مضمون کمر دیکھیے کیا ہو
اچھا نظر آتا نہین ان باتونکا انجام — تم خیر سے کرنے لگے شر دیکھیے کیا ہو
مین صحبت احباب کا خوگر ہون دم مرگ — تنہائی مین کیونکر ہو بسر دیکھیے کیا ہو
جیتون بھی ہی بدلی ہوئی تیوریہ بھی بل ہے — غصہ مین وہ آتے ہین ادھر دیکھیے کیا ہو
لیجائیگا دم بھر مین غلام آپ سی بازی — شمشیر کا کردیجئے سر دیکھیے کیا ہو
ہر سمت تصور مین تیری اے مہ کنعان — پھرتی ہے صبا خاک بسر دیکھیے کیا ہو

آغا مجھے کھٹکا ہی وہ آئین کہ نہ آئین

وعدہ تو ہے آپکا مگر دیکھیے کیا ہو

ذبح دو چار کو ہر روز کیا کرتے ہو
کتنے بے درد ہو تم کیسی جفا کرتے ہو

تاکتے ہو جگر و دل کو یہ کیا کرتے ہو
تیر بے جرم لگاتے ہو خطا کرتے ہو

ستم ایجاد ہو ایجاد جفا کرتے ہو
بال و پر نوچ کے بلبل کو رہا کرتی ہو

ذکر اوس گیسوی خمدار کا کیا کرتے ہو
کیون مرے دل کو گرفتار بلا کرتے ہو

دشمنون سے مری باتون کا گلا کرتے ہو
دوستی کا مری حق خوب ادا کرتے ہو

قبر مین بھی نہین آرام سے سونے دیتے
روز پامال مزار شہدا کرتے ہو

منھو خاک دعا ہووے تمہاری مقبول
تم بھی حاجت کسی سائل کی روا کرتی ہو

طور پر دیر مین کعبہ مین تمہین دیکھ لیا
کیا مرے آگے تعلی کی لیا کرتے ہو

جلوا ئے حضرت دل سیر حرم دکھلائین
تم جو افسردہ کلیسا مین رہا کرتے ہو

دل کی باتون مین جو آوگے تو پچھتاوگے
دوست دشمن کو سمجھتے ہو یہ کیا کرتے ہو

تیغ کھینچے ہوے وہ سر پہ کھڑی ہین میرے
کوئی اتنا نہین کہتا ہے کہ کیا کرتے ہو

ہم کہے دیتے ہین پچھتاوگے آغا صاحب
بے وفاؤن سے وفا کرتے ہو کیا کرتے ہو

لن ترانی کا مزا آئے نظارا پھر ہو
بیخودی طور پہ موسی کو دوبارا پھر ہو

مر گئے تیر بھی لگا ہوا ہے تمہاری لاکھون
ابھی جیتے ہین جو صاحب کا اشارا پھر ہو

نہ تو صیاد کو آنے دون نہ گلچین کو کبھی
میر اگلشن مین اگر اب کے اجارا پھر ہو

جسم مجروح پہ وہ ہنس کے چھڑکتے ہین نمک
رقص بسمل کا ہی منظور دوبارا پھر ہو

یا الٰہی کہین پھر فصل بہار آپونہچے
دامن وحشت ہو اور ہاتھ ہمارا پھر ہو

اونکے دربان سے ہو جائے جو یاری اپنی
اوس گلی مین مجھے جانیکا سہارا پھر ہو

شمع کی طرح جو سو بار کٹے سر کیا غم
امتحان معرکہ مین آج ہمارا پھر ہو

ہائے گلشن ہین پھٹکنے ہی نہ دے جب صیاد
بلبلون کا کہو کس طرح گذارا پھر ہو
بندہ پرور یہ ہی الطاف و عنایت سی بعید
غیر کا آج ہو اور کام ہمارا پھر ہو
آپ غمزہ ہین اگر اونکو دکھائین آنکھین
نہ تو آہو نظر آئے نہ چکارا پھر ہو
سیر بسمل کی جو حضرت کو ہے منظور نظر
اپنے چلمن سے مریجان نظارا پھر ہو

جب حسینون سی نہو ربط محبت باہم
کسطرح شہر مین آغا کا گذارا پھر ہو

مقتل مین آج دیکھیے کون ارجمند ہو
قاتل کی تیغ قتل پہ کسکے بلند ہو
گلچین کا حکم ہے کہ جدا بند بند ہو
نالہ نہ بلبلون کا چمن سے بلند ہو
اے فکر سر بلند تو اتنی بلند ہو
مضمون قد کا سب شعرا کو پسند ہو
وہ شیفتہ ہی گل کی مین ہون روی یار کا
بلبل کا چہچہہ مجھے کیونکر پسند ہو
بے یار کنج باغ بھی صحرا سے کم نہین
کیا لطف شہر کا ہو جو دل دردمند ہو

آغا کے دشمنون کا عجب حال ہو گیا
اتنا نہ پوچھا آپ نے کیا دردمند ہو

غیر کے دہوکے سی شب اوسنے پکارا ہمکو
دوستی مین ہوا دشمن کا سہارا ہمکو
اوسکے ملنے کے سوا کچھ نہین چارا ہمکو
اضطراب دل بیتاب نے مارا ہمکو
دست نازک سی نہ ای جان اوٹھاؤ تلوار
قتل کرتا ہی اک ابرو کا اشارا ہمکو
ایک عالم ہے قوی و ضعفا کا آخر
یاد آتے ہین اب اسکندر و دارا ہمکو
یون تو سو داغ زمانہ نے دئی اس دل کو
یار نے ہاتھ سی ایک پھول نہ مارا ہمکو
جو معشوق سے شکوہ نہین لیکن ناصح
ذبح کرتا ہے یہ سمجھانا تمہارا ہمکو
کیا ہی گلچھرے اوڑین پھر تو گلون کی ہمراہ
باغ کا ایک جو ملجائے اجارا ہمکو

لنترانی بھی گوارا ہے ہمین اے آغا

ہو جو موسی کی طرح اوسکا نظارا ہمکو

مین ہی پہرتا نہین کچھ چار پہر راتونکو
شب قمر ہوتا ہی تیرے در پہ قمر راتونکو

سامنے آنکہون کے پہرتا ہے قمر راتونکو
تم کہان جاتے ہو چپ چپ کے مگر راتونکو

مین سمجہتا ہون کہ اب مہ کا گذر ہوتا ہے
جب چمکتا ہی وہ بالے کا گہر راتونکو

سب کو ہونے لگا برسات کی راتونکا گمان
اسقدر روئے مرے دیدۂ تر راتونکو

جب خیال آیا مجہے زلف و رخ جانان کا
شام سے نالے کئے تا بہ سحر راتونکو

کوئی اوس زلف معنبر کی سونگہتا نہین بو
غش پڑا رہتا ہون مین درد سے ہر راتونکو

چونک پڑتے ہو مرے ساتہ جو تم سوتے ہو
خواب مین آتا ہے کیا شکل نظر راتونکو

نصف شب خواب عدم کا مجہے ہوتا ہی خیال
زلف کہلجاتی ہے جب [illegible] راتونکو

جاتے ہین نعرۂ آہ تماشے محلے ہر روز
آہ لے پہونک دئے سیکڑون گہر راتونکو

نہین تیرے چہرہ پہ اے یار ابرو
قمر مین مہ نو ہین خمدار ابرو

دہن اوسکا ہے میم اور لام زلفین
ستمگر وہ آنکہین جفا کار ابرو

تہ تیغ آؤ جو عاشق ہوے ہو
اشارہ یہ کرتے ہین ہر بار ابرو

بہلا اوس سے کیونکر بچے کوئی عاشق
نگہ برق ہے اوسکی تلوار ابرو

پری کیون نہ آغوش حسرت کو کہولے
مہ نو جو دیکہے ترے یار ابرو

بس اب تیغ پکڑو مرا سر اوتارو
چڑہاؤ نہ تم کرکے اقرار ابرو

کمان کی طرح کیون نہ چلے مین بیٹہے
لڑے تو سہی تیرے سو بار ابرو

کہین تیغ چہینی نہ تیر کمانکش
وہ آنکہین ہین بدمست ہشیار ابرو

اشارہ ہے اوسکا کہ عاشق کی جانب
اشارہ نکرنا خبردار ابرو

بنی سائبان پہ وہ محراب کعبہ
تمہاری مژہ اور خمدار ابرو

کریں کسکو گھائل کریں کسکو بسمل
یہ آپس مین کرتے ہین تکرار ابرو

نہ کیون مردم چشم پردے مین جیسے
کہ مشہور ہے سب مین تلوار ابرو

بنا لیگا ڈیڑھ اینٹ کی اپنی مسجد
بگاڑو نہ آغا سے ہر بار ابرو

چمن مین پھر رہی ہین روش پر لٹکائی کاکل کو
یقین ہے آج شرمائینگے وہ شمشاد و سنبل کو

بہار آئی قبا دی نو عروسی ملگجی گل کو
مبارکباد دیتی ہی صبا گلشن مین بلبل کو

بیان کرتی ہی سوز دل کہین ٹھنڈی نہ ہو جاے
سمجھکر کاٹیو گلگیر جلتی شمع کے گل کو

گلا خنجر سے وہ کاٹا کیے پر مین نہین تڑپا
ذرا انصاف کیجے دیکھیے میرے تحمل کو

بہار آتی ہے دیوانو کی کچھ تدبیر لازم ہے
مرمت کے لیئے دیدیجیے زنجیر و غل کو

دل عشاق کو کسواسطے الجھن مین ڈالا ہے
خدا کیواسطے کنگھی کرو سلجھاؤ کاکل کو

گلونکی بو سی نفرت ہو گئی ہی ہجر جانان مین
سمجھتا ہون صدای سوز ہین آواز بلبل کو

خیال آتا ہی شاعر کو اگر باندھے تو کیا باندھے
کمر سے یار کی نسبت نہین ہی کچھ رگ گل کو

ہر ایک کا ظرف کھل جائیگا ہمین گفتگو کیا ہے
خدا آباد رکھے بزم مین شیشہ کو قلقل کو

تکلف برطرف شرم و حیا ہو جائیگی رخصت
لب نازک سے چھو جانے تو دیجے ساغر مل کو

نشان اونکے مٹے ہین جنکو تھا دعوی خدائی کا
کفن پہنے ہوے محتاج ہین اک سورہ قل کو

مجھے خود قتل کرکے پوچھتے ہین کسکا لاشہ ہے
جزائے خیر دیجو یا خدا اونکے تغافل کو

گئے تھے آگ لیکر طور پر جلوہ نظر آیا
جو دیکھو غور سے موسی نے پایا جز و کل کو

خدا خود رزق پہونچاتا ہی ہمکو پھر تردد کیا
پکڑ کر ہاتھ مین بیٹھے ہین دامان توکل کو

چمن مین لیچلین اونکو او بہارین سیر گلشن پر
گلون کو داغ دین آغا جلائین آج بلبل کو

ممکن نہین کہ جذب دلی کا اثر نہو
جائے کسی کی جان کسی کو خبر نہو

مضمون وہ لکھون کہ خطا بال بھر نہو
شاعر نہین ہون مجھسے جو وصف کمر نہو

میری شب وصال مین کچھہ شور و شر نہو
بولے نہ مرغ ہو نہ اذان توپ نہ گجر نہو

دل کی جگر کی پاؤن کی سر کی خبر نہو
محو جمال یار کوئی اسقدر نہو

الفت کا ان بتون کی مری دل مین گھر نہو
کعبہ مین کافرون کا الٰہی گذر نہو

مین بھی بشر ہون چشم تحمل سی دیکھیے
وہ بات کیجیے کہ جو آپس مین شر نہو

کوچہ مین اپنے سنکے مرے نالہاے دل
کہتے ہین وہ کہ رونے دو کوئی خبر نہو

ممکن نہین کہ یار تلک کوئی جا سکے
دربان کی ذرا بھی اگر در گذر نہو

ہر ہر کی نقش کوچہ جانان مین دیکھکر
مجھکو خیال ہے کہ مرا نامہ بر نہو

باقی رہے نہ طور کی کچھہ قدر و منزلت
سرمہ اگر حسینون کو مد نظر نہو

سے یار مین تو کھیل گیا اپنی جان پر
کیا کیجیے جو حکم قضا و قدر نہو

یعقوب کا یہ قول تھا یوسف کی ہجر مین
کیا خاک زندگی ہے جو نور نظر نہو

اس دشت ہولناک مین پہنچا دی ای جنون
انسان تو کیا فرشتہ کا جسمین گذر نہو

سوتے سے کیا اوٹھی ہو کہ ہی عرش پر دماغ
تکیہ مین جبرئیل کے بازو کا پر نہو

اک جان لاکھہ صدمے مین اک دل ہزار داغ
میرا سا یا الٰہی کسی کا جگر نہو

وہ رات آج آئی ہی تھی جسکی جستجو
اللہ آج مرغ نہ بولے سحر نہو

وہ کہہ رہے ہین ہاتھہ مین ساغر لیے ہوے
کیا لطف مے کشی کا ہے آغا اگر نہو

جا لڑی یار سے ہماری آنکھہ
دیکھکر بیٹھی فوجداری آنکھہ

شوخیان بھول جاے آہوے چین
دیکھہ پاے اگر تمہاری آنکھہ

لاکھہ انکار مے کشی سے کرو
کہین چھپتی بھی ہے خماری آنکھہ

ہوئیگا رنج یا خوشی ہوگی
کیون پھڑکنے لگی ہماری آنکھہ

جانب در نگاہ حسرت ہے
کس کی کرتی ہے انتظاری آنکھہ

کر سکے اقرار ہو گیا منکر
سامنے آ سکے کس نے ماری آنکھہ

مرغ دل پر نگاہ ہے اونکی
ایسی دیکھی نہین شکاری آنکھہ

ہے ستم نوک جھوک چتون مین
لڑ رہی ہے چھری کٹاری آنکھہ

دل جگر دونون ہو گئے مجروح
بن گئی ہے چھری کٹاری آنکھہ

کوئی دم مین او بہارتے ہین اوسی
اوسنے دیکھا کہ ہمنے ماری آنکھہ

آغا صاحب تمہارے دلبر کی
کیا رسیلی ہی کیا ہی پیاری آنکھہ

بھری ہین مے سے مٹکے چل رہا ہی دور میخانہ
خدا کے فضل سے جاری ہے فیض پیر میخانہ

نہین ہی وجہ ساقی کا گلرنگ چھلکانا
ہماری عمر کا شاید ہوا لبریز پیمانہ

ہی حب علی ہی یا آلہی جنکو نفرت ہے
شراب حوض کوثر ہی وہ پائین پیمانہ

برابر عاشق و معشوق مین ہو محبت ہی
ادہر کو شمع بھڑکتی ہی ادہر جلتا ہی پروانہ

وہ کنگھی کر رہی ہین آرہا ہی لطف الجھنے مین
کبھی ہی زلف شانہ مین کبھی ہی زلف مین شانہ

پس مردن ہی اپنی خاک کا خاکا اڑایا ہی
بنایا ہی پرستون نے مری مٹی کا پیمانہ

اگر سودا ہی ہوگا زلف کا سودا خریدونگا
مین جیکون اپنے مطلب مین نہین ہون ایسا دیوانہ

کبھی کہ دیتی ہین اور کبھی کی رات الفت
کبھی جنگل مین بستی ہی کبھی بستی مین ویرانہ

ہمارا بوریا اچھا ہی آغا شہ نشینون پر
فقیری مین بھی تھی دہیان ترین شاہانہ

جلتا ہے محتسب مرے جام شراب سے
اے مین کباب سینکتا ہون آفتاب سے

کعبہ مین یا و دیر نے بے چین کر دیا
ناحق عذاب مین ہون مین گذرا ثواب سے

کیون ہو گئی کہ ملنے سے ہمین منع کر دیا
زاہد نے بھی تو ڈاڑھی رنگی ہی خضاب سے

صحبت عجب طرح کی ہی کل شب وصال — مین جیب تھا اونکا خوف ہی اور وہ حجاب ہے
دیکھے بتون کے ظلم خدا یاد آگیا — باقی رہے ثواب غرض اس عذاب سے
موج شراب عیش ہو دریا مین موج آب — انگیا تری کٹوری جو بدلی حباب سے
اوسکے دہان تنگ کا پھر ذکر کیجیو — اے غنچے پہلے منہ کو تو دھو لے شراب سے
تو یہان تڑپ رہا ہی اوسے وہان اثر نہین — اے دل ٹھہر کہ فائدہ کیا اضطراب سے

خاک شفا مین ہوئیگی مٹی تری شریک
آغا تجھے ہی عشق شہ بوتراب سے

نہ تو مے ہے نہ جام باقی ہے — اپنے ساقی کا نام باقی ہے
گفتگو سے ہوا ثبوت دہن — کس کو اسمین کلام باقی ہے
رات دن ہجر کے نہین کٹتے — صبح گذری تو شام باقی ہے
سر کٹا نیکے واسطے صاحب — آپ کا یہ غلام باقی ہے
ساقیا پھر کہان یہ ابر و ہوا — مے کشی تو مدام باقی ہے
نامہ بر اک ذرا تامل کر — کچھ زبانی پیام باقی ہے
ساقیا کھول دوسری بوتل — مے فقط ایک جام باقی ہے

سیر بتخانہ خواب کی آغا
طوف بیت الحرام باقی ہے

دیکھو بہار میرے دل داغدار کی — آؤ چمن مین سیر کرو لالہ زار کی
خواہش نہین رہی ہمین فصل بہار کی — آنکھون کے آگے رہتی ہی تصویر یار کی
ہمکو ہوئی نہ دید رخ گلعذار کی — دل مین ہمارے رہگئی حسرت بہار کی
اب آنکھین بند ہوتی ہین ہنگام نزع ہی — آؤ کہ ہمکو تاب نہین انتظار کی
جہلا دیا نہ یار نے گل کہانیکے لیئے — دل مین ہمارے رہگئی حسرت بہار کی

نکہ رسا کو عالم بالا کی سیر ہے
تعریف لکھ رہا ہون مگر قد یار کی
بے شبہ کے ہے بادہ کشی بزم غیر مین
صاحب گواہی دیتی ہین آنکھین خمار کی
صورت ہمین دکھاؤ نہ اٹھکھیلیان کرو
اب داد دو ہمارے دل بیقرار کی

مٹی مری اوڑاتی ہے کیون کوی یار سے
آغا صبا سے وجہ تو پوچھو غبار کی

چال اونکی نہین ہے آفت ہے
عاشقون کے لیے قیامت ہے
اونکو غیرون سے عیش عشرت ہے
درد و غم سے ہمین اذیت ہے
ہم نہ زلفون کے بیچ مین آتے
کیا کرین یہ بہی اپنی شامت ہے
عشق کا گھر خدا خراب کرے
یہی خانہ خراب آفت ہے
اے اجل اک گھڑی تامل کر
دید قاتل کی مجھکو حسرت ہے
درد سر اونکو بوی گل سے ہوا
اللہ اللہ کیا نزاکت ہے
اک نظر دیکھنا بہی اوس رخ کو
عین قرآن کی تلاوت ہے

حشر کا خوف کیون ہو اے آغا
اپنا حامی شہ ولایت ہے

کاٹ لے میرے تن سے سر کوئی
اوسکو دکھلا کے اک نظر کوئی
سرمہ آنکھون مین کیون لگاتے ہو
مفت جان دے نہ دیکھکر کوئی
حیف صد حیف کوی جانان سے
نہ پہرا جاکے نامہ بر کوئی
ہون درم ناخریدہ اوسکا غلام
لادے گر یار کی خبر کوئی
وحشیون سے کرینگے دشت مین انس
نہ ملا آدمی اگر کوئی
کرے ثابت دل شکستہ کو
نہین ایسا ہے شیشہ گر کوئی
مجھسا وحشی مزاج سودائی
یا الٰہی نہ ہو بشر کوئی

چیخی بلبل ہزار اے صیاد
پونہچا امداد کو نہ تیر کوئی

حال دل اوس سے سب کہا آغا
نہوئی بات کارگر کوئی

ساقی ہی لب جو ہی وہ دلدار نہین ہے
ساماں خوشی رنج ہے گر یار نہین ہے

عیار نہین ہے وہ ستمگار نہین ہے
سب کچھہ ہے مگر صادق الاقرار نہین ہے

ساقی کی عنایت سے ملی ہی مے گلرنگ
گل پاس ہے اور کچھہ خلش خار نہین ہے

خالی ہے مکان غیر نہین نام و نشان کو
لو آج تو کچھہ وصل مین انکار نہین ہے

ایسا تو نہوئیگا زمانہ مین کوئی ہی
جو نرگس بیمار کا بیمار نہین ہے

پیوند زمین کردئے لاکھون تن نازک
کیونکر یہ کہون چرخ ستمگار نہین ہے

بیوجہ تہیدست نہین دست جنون ہے
شاید کہ گریبان مین کوئی تار نہین ہے

پیکان کی محبت ہے نہ الفت ہے مژہ کی
اب دل مین ہمارے خلش خار نہین ہے

آغا ہی کو منظور نہین تیر انظارہ
وہ کون ہے جو طالب دیدار نہین ہے

زندگی لیں جائینگے اور مردونکو وحشت ہوگی
ایسی تم چال چلوگے تو قیامت ہوگی

بعد مرنے کے غم و رنج سے راحت ہوگی
نہ بشر ہوگا نہ محشر ہوگا نہ آفت ہوگی

رنج کے ہاتھہ سے بچ جائینگے رحمت ہوگی
صبح تیری بھی کبھی ای شب فرقت ہوگی

وہ سہیگا جسے اس رنج کی عادت ہوگی
ان حسینون کی نہ مجھسے تو اطاعت ہوگی

بت نظر آئینگے معشوقونکی کثرت ہوگی
آج بتخانہ مین اللہ کی قدرت ہوگی

موت آئیگی ترے ہجر مین آفت ہوگی
ملک الموت سے ناحق کو ندامت ہوگی

آنکھہ تو ملتی ہی گو دل نہین ملتا نہ ملے
جام تو صاف ہے شیشہ مین کدورت ہوگی

ہاتھہ آئیگا جو قارون کا خزانہ تو کیا
بوجھہ ہوئیگا مرے سر پہ جو دولت ہوگی

آمد فصل بہاری ہے خدا خیر کرے
اے پری پھر ترے دیوانوں کو وحشت ہوگی

نہ عنایت وہ کرینگے نہ کٹیگی شب ہجر
نہ پیام اجل آئیگا نہ فرصت ہوگی

اونسے کچھ عرض بھی کرتا ہوں تو فرماتے ہیں
حال سن لینگے کسی وقت جو فرصت ہوگی

چھیڑ چھاڑ اپنی حسینوں سے چلی جاتی ہے
وہ نہ جائیگی کبھی جسکی جو عادت ہوگی

بات پردہ کی ہے دیدار کا وعدہ کیسا
نہ وہ منہ کھولینگے اپنا نہ قیامت ہوگی

خبر آئی ہے وہ آتے ہیں عیادت کے لیئے
کیوں اجل ایک گھڑی کی مجھے مہلت ہوگی

دشت وحشت کبھی خالی نہ رہیگا ہرگز
قیس کے بعد مری نجد میں نوبت ہوگی

اب کہاں جاتے ہو گھر کو یہیں آرام کرو
دوپہر ڈھلیگی خورشید میں حدت ہوگی

جام مے کے لیئے آنکھیں جو چرائیگا کبھی
کچھ بھی ساقی میں اگر چشم مروت ہوگی

روز رندوں سے اٹکتا ہے کبھی سن لینا
شیخ کے سر پہ نہ دستار فضیلت ہوگی

خوف کیوں ہے گناہوں سے تجھے ہے آغا
مصطفےٰ آئینگے محشر میں شفاعت ہوگی

بازار حسن میں تجھے دلبر بنائیے
یوسف کو تیرے سامنے لاکر بنائیے

چہرہ کو شکل ماہ منور بنائیے
خال جبین یار کو اختر بنائیے

ہو جائے امتحان وفا خون ہے مرے
شمشیر آبدار پہ جوہر بنائیے

تیغ نگاہ بس ہے شہادت کیواسطے
میرے لیئے تو آپ نہ خنجر بنائیے

فصاد سے غرض نہیں اے حضرت جنوں
کانٹوں نکا میرے واسطے نشتر بنائیے

بوسہ دہن کا ایک عنایت ہو ہمیں
ایک اور دیکے قند مکرر بنائیے

بھولے ہی سے ادھر کو قدم رنجہ کیجیے
رشک ارم کبھی تو مرا گھر بنائیے

بیکار تو نہ بیٹھیے کچھ شغل کیجیے
خال جبین یار کو اختر بنائیے

آئینے سے او صنم تو نرالی کماں شوق
رنگہائے گل سے صفحہ مسطر بنائیے

اب خاک ڈالئے دل پر آرزو یہ بھی
اس آئینہ کو آج مکدر بنائیے

کیفیت اسمین کیا ہی بنا جام جم اگر
ساقی کوئی شراب کا ساغر بنائیے

آغا اب اپنے نالۂ گرم آہ سرد سے
پتھر کو موم موم کو پتھر بنائیے

اونھین بلوا ہی سکتی ہین وہان جانیکا یارا ہے
فقط جذبے دلی کا ناتوانی مین سہارا ہے

نگہ خالی ہوئی ہی تجھسی مجنون بدنما ہے
ہماری نوبت آئی ہی کہ اب انکا ہمارا ہے

گذر بلبل کا ہو سکتا نہین لوا گلشن تک
چمن مین آج کل صیاد و گلچین کا اجارا ہے

نگہ کے تیر کہتے ہین کہ پہلو سی گذرنے دو
ترے خنجر گلا رکھدو یہ ابرو کا اشارا ہے

ستمگر سنگدل ہی رات کو ہمنے صفائی کی
پری کو گالیان دیدی کہ شیشہ مین اتارا ہے

امید وصل ممکن ہے نگاہ ناز سے اکثر
وہ ہمکو دیکھ لیتے ہین فقط اتنا سہارا ہے

تماشا دیکھیے تیغ نگہ سے ذبح فرماکر
تکلف برطرف خود پوچھتے ہین کسنے مارا ہے

تری کافر ادائین کیا غضب ہین اک زمانے کو
نگہ نے قتل کر ڈالا ہی اور چتون نے مارا ہے

اگر کرچال چلتی ہین کہین بند خرم کے
اونھون نے اندنون نام خدا جوبن ابھارا ہے

غلط مشہور ہے فرہاد نے دی جان شیرین پر
تری شیرین ادائی کوہ کن کو جان سے مارا ہے

تماشا ہو رہی مست پی پی کر بہکتے ہین
پری کو ساقی مہوش نے شیشہ مین اتارا ہے

ہمارے یار جتنے تھی عدم کی راہ لی سب نے
فریدون ہی نہ کسری ہی سکندر ہی نہ دارا ہے

کسی کو پھانسی دیگا یا شکار تازہ پھانسیگا
خدا ہی خیر رکھے اوستی زلفونکو سنوارا ہے

اثر کرتی نہین مطلق ہماری آہ ای ہمدم
خدا جانے وہ بت فولادی یا سنگ خارا ہے

ارادہ کربلا کا ہے خدا امید بر لادے
نہین اس شہر مین آغا کسی صورت گذارا ہے

یہ ضعف سی حالت ہوئی تغیر ہماری
مجنون بھی ہنسا دیکھکے تصویر ہماری

چھوڑا جو خودی کو تو خداوند کو پایا
نخوت جو گئی بڑھ گئی توقیر ہماری

اغیار کے بہکانے سے ظالم نے کیا ذبح
ثابت نہ ہوئی کوئی بھی تقصیر ہماری

دنیا میں نہ آتے کبھی ہم حضرت آدم
جنت سے نکالے گئے تقدیر ہماری

تم گالیوں کے عادی ہو میں ہوں صبر کا مالک
وہ آپ کا روزینہ یہ جاگیر ہماری

ہر عشق بتان زلف کی سودا میں پھنسی ہیں
ہوگی نہ فلاطون سے بھی تدبیر ہماری

وصف شہ لولاک میں ایک شعر جو لکھا
جنت میں حویلی ہوئی تعمیر ہماری

ہم دیر سے منہ پھیر کے کعبہ کو چلے تھے
تقصیر بحل کر بت بے پیر ہماری

امید کی ڈالی میں کبھی پھول نہ دیکھا
بدلی نہ کسی فصل میں تاثیر ہماری

گلرو دلوں کی الفت میں ہیں خبط ہوا ہے
رگ ہائے گل تر سے ہو زنجیر ہماری

جا ہیں گے کسی اور کو کب ہمنے کہا تھا
دکھلائیو نہ کوئی تحریر ہماری

کیوں روز قیامت کا مجھے خوف ہو آغا
لیوینگے خبر حضرت شبیر ہماری

دوش نسیم پر بھی نہ بار گران ہوئے
ہم بوی گل کی طرح چمن سے روان ہوئے

کچھ کچھ جو بھید ہم سے چھپے تھے عیان ہوئے
خلوت ہوئی تو محرم راز نہان ہوئے

صد شکر تھک کے رہ نہ گئے راہ عشق میں
جب پاؤن لڑکھڑا گئے آنسو روان ہوئے

صدمہ نہ ہو بچا کسکو زمانے کے ہاتھ سے
گل تو بہار میں ہی ہزار دن خزان ہوئے

وہ گوری گوری چھاتیاں وہ عالم شباب
نکھری بہار نور کے جوبن عیان ہوئے

کاٹی ہے بات بات پہ اچھی زبان کھلی
شمشیر آبدار کے جوہر عیان ہوئے

ہم آفتاب فیض ہوا مرتضیٰ علی سے
روشن تمہارے نام سے کون و مکان ہوئے

بیٹھے تھا ہی وہ مری پہلو سے اوٹھ گئے
کیا دل نے اون سے کہدیا کیوں بدگمان ہوئے

ہم تو خوشی خوشی در دلدار تک گئے
دربان در نہ ہو گل باغ جنان ہوئے

نکلا کسی طرح سے نہ زلف وکمر کا بل
تھے ہزار طرح جلکے کو درمیان ہوے

افسانہ اپنے عشق کا ہمدرد سے کہا
مجنون سے جا کے نجد مین ہمداستان ہوے

تارے نہین ہین پڑگئی ہین آسمان مین چھید
نالے ہمارے چرخ پہ آتش فشان ہوے

آغا تو چارہ سازی کے امیدوار تھے
یہ بھی نہ پوچھا آپ نے زخمی کہان ہوے

کعبہ مین کی دعا تو اثر بھی عیان ہوے
پتھر کسیجے لگے بت مہربان ہوے

بلبل کو فصل گل مین چمن سے نکال کر
گلچین نہال ہوگئی خوش باغبان ہوے

مجنون بھی اپنی قبر سے تعظیم کو اوٹھا
وارد جو دشت نجد مین ہم ناتوان ہوے

دو کام ایک تیغ نگہ نے غضب کیے
کچھ لوگ جان ہی گئے کچھ نیم جان ہوے

بیمار اچھے ہوگئے اور مردے جی اوٹھے
کیا کیا نہ معجزے ترے لب سے عیان ہوے

اوس خانمان خراب نے لوح مزار سے
لو نام بھی مٹا دیا ہم بے نشان ہوے

اغیار گرد رہتے ہین قدرت خدا کی ہے
مشہور تھے جو چور وہی پاسبان ہوے

تاثیر کی نہ یار کے دل مین ہزار حیف
اے آہ لاکھ بار ترے امتحان ہوے

قاتل کا شکر کرنے کو یارب ہزار شکر
جتنے بدن پہ زخم لگے تھے دہان ہوے

نالون نے اپنے صور کا دم بند کر دیا
آثار حشر کے شب فرقت عیان ہوے

فرہاد نامراد کا کچھ حال جو لکھا
مشہور ہم زمانہ مین شیرین بیان ہوے

آغا کہین کسیجے ہین پتھر جہان مین
یہ بھی کہین سنا ہی کہ بت مہربان ہوے

بزم مین بلبل ہی گل ہی شمع ہی پروانہ ہے
میری چاہت کا تمہاری حسن کا افسانہ ہے

چنگ و مطرب ساقی و مے شیشہ و پیمانہ ہے
لطف ہی شعر و سخن کا صحبت جانانہ ہے

کر دیا بیہوش ساقی کی نگاہ مست نے
چشم کی گردش نہین ہی گردش پیمانہ ہے

پھنک گئی گرمی حسن یار سے لاکھونکی دل / کون ایسی ہمدم نہین اوس شمع کا پروانہ ہے
جان دینی چاہیے تہی کوچۂ دلدار مین / جاکے صحرا کو بسایا قیس کیا دیوانہ ہے
تاکتی ہی مہوشونکو ٹٹیون کی آڑ مین / دخت رز کی دیکھیے کیا حرکت مستانہ ہے
میری صحرا مین قدم رکھے یہ ہی کسکی مجال / قیس نبجای سڑی اپنا وہ وحشت خانہ ہے
ماہ سی تشبیہ کیونکر دون کہ اوسمین داغ ہے / مہر سے روشن زیادہ عارض جانانہ ہے

ایکدن دیکھینگے آغا روضۂ شاہ نجف
گر مقدر مین ہماری وانکا آب و دانہ ہے

شعلہ بلند چرخ پہ کسکی فغان کا ہے / چکر مین آگیا ہے یہ حال آسمان کا ہے
ناکام کون ہوتا اور کون کامیاب / قصہ سگ ہما مین مرے استخوان کا ہے
قاصد کہا نہیو تمین سنانا ہمارا حال / ہم جانتی ہین شوق اونہین داستان کا ہے
اپنی سیاہ بختی سی مجنون خراب تہا / لیلی کا ہے قصور نہ کچہہ ساربان کا ہے
شبنم کو جوش گریہ ہی گل چاک پیرہن / ماتم چمن مین بلبل بے خانمان کا ہے
مجنونکو لوگ بہول گئے اپنی عہد مین / قصہ ہر ایک دشت مین مجہہ ناتوان کا ہے
یہ ٹھیان ہین نمدسگ یار اے ہما / رکہتا نہ اپنے دانت یہ حق میہمان کا ہے

پیری مین ڈھونڈتے ہو جوانی کے ولولے
آغا بہار جا چکی موسم خزان کا ہے

درویش کو خیال فقط اپنی جان کا ہے / جو بادشاہ ہی اوسی کہٹکا جہان کا ہے
یارب غم فراق سی مجہکو بچائیو / حافظ ہر اک بلا مین تو ہی انس و جان کا ہے
فرہاد و قیس کانپ رہے ہین مزار مین / یہ رعب کوہ و دشت مین مجہہ ناتوان کا ہے
جینے کی کچہہ خوشی ہی نہ مرنیکا رنج ہے / خواہش بہار کی ہی نہ کھٹکا خزان کا ہے
سنکر ہمارا حال وہ لوگونسی کہتے ہین / کچہہ اور ذکر کیجیے یہ قصہ کہان کا ہے

پوچھینگے ہم سے قبر مین کیا منکر و نکیر
نام علی تو ورد ہماری زبان کا ہے

ہے زندگی کو موت کا دھڑکا لگا ہوا
ہر وقت اس بہار کو کھٹکا خزان کا ہے

اپنے کلام کے ہین سخن فہم جوہری
آغا یہ شعر کوئی بھی جوہر زبان کا ہے

خنجر نہ چھوٹ جائی کہ نازک ہین انکی ہاتھ
آغا نہ یون تڑپ کہ یہ وقت امتحان کا ہے

نغمے پریون کے ہمین یاد ہین اچھے اچھے
بند شیشہ مین پریزاد ہین اچھے اچھے

آپ کے عشق مین برباد ہین اچھے اچھے
آپ تو شاد ہین ناشاد ہین اچھے اچھے

شیخ و زاہد کی بھی پڑتی ہی حسینو نپہ نظر
مائل حسن خداداد ہین اچھے اچھے

کیا فقط حضرت یوسف ہی کو جھنکوائے کنوین
آپ کی چاہ مین برباد ہین اچھے اچھے

تیرے دیوانون سے صحرا بھی نہین ہے خالی
ابتو دیوانے بھی آباد ہین اچھے اچھے

سرمہ آنکھو نمین دیا حسن کو زینت بخشی
اے ستمگر ترے ایجاد ہین اچھے اچھے

کسی معشوق کو مردہ نہ جلاتے دیکھا
جان لینے کے تو استاد ہین اچھے اچھے

فصل گل ہوش پہ آجائے دوا ہی دیوانو
بیڑیان گڑھنے کو حداد ہین اچھے اچھے

عشق کے دام مین معشوق بھی پہنچاتے ہین
طائر حسن کے صیاد ہین اچھے اچھے

اپنی ہشیاری پہ مغرور نہو نا بلبل
دیکھ اس باغ مین صیاد ہین اچھے اچھے

زخم دل پر کوئی مرہم نہین رکھنے والا
قتل کرنے کو تو جلاد ہین اچھے اچھے

دل مین رہتا ہی حسینونکا تصور ہردم
اور ترے شیشہ مین پریزاد ہین اچھے اچھے

دل کو لے لیتے ہو آکر ان مین بیٹھے بیٹھے
فن لگاوٹ کے تمھین یاد ہین اچھے اچھے

مہر ساغر مین دکھایا تو پری شیشہ مین
آغا ساقی کے بھی ایجاد ہین اچھے اچھے

اونہین تحریر سرمہ کی اگر بد نظر ہو گی
سیہ بختان قسمت کی بھی کیا اچھی گذر ہوگی

خدا کے فضل سے امید ہے وہ کل بھی آئینگے
ہمارے ناتھ ہونگی اور اوس گل کی کمر ہوگی

اطبا دیکھکر کہتے ہیں مجھ بیمار فرقت کو
یہ کوئی دم کا مہمان ہے دوا کیا کارگر ہوگی

جو دیکھی تو نظر آئی کسی شاعر کا فقرہ ہے
یہ مضمون خیالی ہے کہ اوس گل کی کمر ہوگی

ستانے سے کسی کے باغبان کیا ہاتھ آئیگا
اوجاڑا آشیانہ کو تو بلبل نوحہ گر ہوگی

تری تیغ نگہ کے سیکڑون کشتے نظر آئے
غضب ہو جائیگا شمشیر گر زیب کمر ہوگی

نہیں امید وصل یار ہو روز قیامت تک
الٰہی کس طرح اپنی شب فرقت بسر ہوگی

نہ دیوانہ سمجھنا میں بھی اپنے فن کا کامل ہون
در جانان سے سر پھوڑونگا وحشت بھی اگر ہوگی

ہوا ہو جائیگا سارا اگر جنا بھول جائیگا
مقابل ابر سے جسدم ہماری چشم تر ہوگی

نہ اپنے عہد میں ہمنے کسی کو باوفا پایا
حسینون میں وفاداری کچھ آغا بیشتر ہوگی

یقین ہے حور بھی خوبصورت بھی اگر ہوگی
نہ تیر اسا دہن ہوگا نہ تیری سی کمر ہوگی

فسانہ روی انور کا رہیگا روز روشن تک
تمہاری زلف شبگون کی کہانی رات بھر ہوگی

نہ بیٹھی آپ سے کیونکر ابھی تو بگڑے بیٹھے ہو
کہینگے حال دل اپنا اگر سیدھی نظر ہوگی

مری وحشت میں نا تجھ سے ای دشت زرا تبک
جو عقد اوسکا ہوا ہوگا تو قاضی کو خبر ہوگی

جو خط نکلیگا عارض پر لب جان بخش چوسینگے
اگر منہ کا نمک ہو جائیگا سستی شکر ہوگی

موذن کے تو لیتے لے چکا ہون غل مچانے پر
حقیقت تجھکو بھی معلوم ای مرغ سحر ہوگی

اگر موقع ملا آغا تو ہم عنقا کو پھانسینگے
ہماری فکر سے ثابت دہن ہوگا کمر ہوگی

دل میں ترے اے نگار کیا ہے
ہوتا نہیں ہمکنار کیا ہے

آیا جو دم وہ ہے غنیمت
اس زیست کا اعتبار کیا ہے

ہیں سیب سی بھی وہ چھاتیاں سخت
آگے اونکے انار کیا ہے

دنیا کے یہ سب ڈھکوسلے ہین
تربت کیسی مزار کیا ہے

طاؤس سے چہیڑ چہاڑ کیسی
ہان اے دل داغدار کیا ہے

جو جو وہ رنج دین اوٹھاؤ
جب دل ہی دیا تو عار کیا ہے

مین چاہتا ہون آوے نہ چاہون
دل پر مرا اختیار کیا ہے

مژگان کا ہی مرے دل مین کھٹکا
اے وحشیو نوک خار کیا ہے

مٹی مری خاک مین ملائی
مجھسے اونکو غبار کیا ہے

دوڑون تو مجھے صبا نہ پائے
بیدل کیسا سوار کیا ہے

بوسہ کی طلب کہ وصل کا ذکر
فرمائیے ناگوار کیا ہے

ہے کیا آتما تڑپ رہا ہے
کیون کہتے ہو بار بار کیا ہے

جیتے جی کے آشنا ہین پہر کسیکا کون ہے
نام کے اپنے ہوا کرتے ہین اپنا کون ہے

جان جان تیرے سوا رشک مسیحا کون ہے
مارکر ٹھوکر جلادے مجھکو ایسا کون ہے

یہ سیہ خیمہ ہے کسکا اس مین لیلی کون ہے
چنبر افلاک کے پردے مین بیٹھا کون ہے

ہم نہ کہتے تہے کہ سودا زلف کا اچہا نہین
دیکھیے تو اب سر بازار رسوا کون ہے

وہ تو ہے بے نور اور یہ نور سے معمور ہے
چشم کو نرگس کہیگا ایسا اندھا کون ہے

دمبدم ہر بات مین کرتے ہو ٹھنڈی گرمیان
آپ کی اوکہڑی ہوئی باتون پہ جیتا کون ہے

وادی وحشت مین بہی ہمراہ ہین آہ و فغان
اپنے ہمدم ساتھ ہین ایجان تنہا کون ہے

خیر ہے ای مہربان کسنے اونہین سیدہا کیا
آپ کیون بل کرتے ہین افعی اولجھا کون ہے

دختر رز سچ بتا تیری نظر کس پر پڑی
ٹٹیون کی آڑ مین سے کسکو تاکا کون ہے

آج مقتل مین کہڑی کہتے ہین وہ خنجر بکف
بول اوٹھی چاہنے والا ہمارا کون ہے

چار دن جو کچھ تماشا دیکہنا ہی دیکہلے
سیر کو پہر گلشن دنیا مین آتا کون ہے

باندھکر تیغ وکفن جاتی ہین اوس قاتل کے پاس — ہم بھی دیکھین لینے والا ہمارا کون ہے

کیا تجاہل ہی کہ وہ فرماتے ہین اغیار سے
مین نہین پہچانتا مطلق کہ آغا کون ہے

روح کی اس جسم خاکی سی جدائی ہوگئی — لو قفس سے آج بلبل کی رہائی ہوگئی

ہر طرح سے اپنو ثابت خود نمائی ہوگئی — آج آئینہ سے بھی اونکی صفائی ہوگئی

سنگ اور شیشہ سے کیونکر آشنائی ہوگئی — ان بتونکی کسطرح دل مین سمائی ہوگئی

کیا فسون تو نے کیا ای زلف کیونکر سر چڑھی — کان تک اوس شوخ کے کیونکر رسائی ہوگئی

تیرے دیوانے پہ بھی کیا سنگ پارس پڑی ہین — آہنی زنجیر پہنائی طلائی ہوگئی

گیسوون کو تمنی رخسار و نپہ چھوڑا کس لیئے — زنگیالون کی حلب پر کیون چڑہائی ہوگئی

فرقت دلدار نے یہانتک رلایا رات دن — روتے روتے اپنی قبضہ مین ترائی ہوگئی

او مسیحا تو نہ آیا دیکھنے بیمار کو — موت بھی سو مرتبہ بالین پہ آئی ہوگئی

کس نے آئینہ دکھا کر دیا مدہوش اوسے — وہ پری کس درجہ محو خود نمائی ہوگئی

کسطرح لائی اوڑا کر بو زلف مشک بار — اوسکے کوچہ مین صبا کیونکر رسائی ہوگئی

مصر کے بازار سے یوسف کا سکہ اوٹھ گیا — سلطنت مین حسن کی اونکی دہائی ہوگئی

اوسکف پا کو ید بیضا سے دی ہمنے مثال — آج موسی سی ہماری ہاتھا پائی ہوگئی

صورت نادر گرفتہ شامت اعمال ما — باتون ہی باتون مین اوس بت سی لڑائی ہوگئی

وہ نہ بولا آپ لوار دامن سر پھوڑا کیئے
آغا صاحب تو قسمت آزمائی ہوگئی

جسنعلی رتبہ یہ کس شخص نے پایا کہیئے — اور کعبہ مین ہوا ہے کوئی پیدا کہیئے

قد کی تعریف مین مضمون کوئی اونچا کہیئے — سرو و شمشاد کی کیا اصل ہے طوبی کہیئے

روئے انور کو اگر نور کا تڑکا کہیئے — زلف کہتی ہے کہ مجھکو شب یلدا کہیئے

وصل کی ہے دل وحشی کو تمنا بیجا
کسی سودائی کا بھی ٹھٹا ہی سودا کہیے

فصل گل جوش پہ ہی یا کہ خزان کا دورہ
اندلیبون باغ مین ہی کسکا اجارا کہیے

رزق رزاق سے گر ہاتھ نہین آتا ہے
لڑکے کیون جوستی ہین اپنا انگوٹھا کہیے

مہربان طرز شرافت کے یہی معنی ہین
جو برا آپ کو سمجھے اوسے اچھا کہیے

آج کس عاشق جانباز کی شامت آئی
کس پہ باندھا ہی یہ چھوٹا سا تیغا کہیے

مہربان صحبت احباب کا مین عادی ہون
قبر مین کیسے بسر ہوویگی تنہا کہیے

ناصحا پند و نصیحت نہین اچھا کو سنا
نیند آجاے کوئی ایسا فسانا کہیے

خال رخسار کو حیران تھے ہم کیا کہیے
تل کہیے مجھے اور نہ آنکھا کہیے

دل کے الجھانے کا کیون ڈر گیا لیکا کہیے
دل سوائی پکارا کہ سویدا کہیے

ہمنے مانا متمول ہوی قارون کی طرح
وحشی دیوانہ سڑی چاہیے والا کہیے

مردم چشم سے ہوتی ہے جبا ہم چشمک
کس سے سیکھا ہی مری جان یہ تیغا کہیے

خط لکھیگا نہ کہیگا وہ ستمگر مجھکو
آخر اس فائدہ کیا اوسکا نتیجا کہیے

اوسکی آنکھون کو اگر نرگس شہلا کہیے
کس سے پوچھون مری تقدیر کا لکھا کہیے

آج کل اینڈے ہوے پھرتے ہو خوش خوش آغا
ہم گیا کیا کسی محبوب سے اقتشہ کہیے

نکلنا سخت مشکل ہو نکلیو نگر کوی قاتل سے
جہان عاشق تڑپتے ہون ہزارون صبح بسمل سے

الہی یکبیک کسدن وہ سو دین آکے پہلو مین
یہی رہتی ہین باتین رات کو دو دو پہر دل سے

نہوان عاشق تو پوچھے کون معشوقونکو دنیا مین
جہان مین تذکرے ہیں گل کی فقط خوشبو عنادل سے

اوٹھا دو انکو بالین سے مری دو خوف کہائینگے
سنا ہی دم نکلتا ہی بہت عاشق کا مشکل سے

تری کوچہ مین اے قاتل نہ آتا مین نہ آتا مین
مگر مجبور ہون کچھ بس نہین بیتابی دل سے

کیا کی ہمسری گو ساق پا ہی یار سے شب بھر
نکلوائی گئی آخر سحر کو شمع محفل سے

تپ فرقت میں ایسا بڑھ گیا ہی ضعف آغا کو
کہاں کروٹ بدلنا سانس بھی لیتا ہی مشکل سے

روے انور کو اگر نور تجلی کہیے
زلف کی یاد میں مضمون بلا کا کہیے

برق و سیماب کہ بسمل کا تڑپنا کہیے
فرقت یار میں بیتابی دل کیا کہیے

در خوش آب ہی ہر لفظ مرے مصرع کا
شعر کہنا نہیں موتی کا پرونا کہیے

ساتھ سو سننے پہ راضی ہو نہ کچھ ضد کرے
یار سے آج تو ایسا کوئی فقرا کہیے

نام مشہور ہے لیکن نہیں آتی ہے نظر
کمر یار کو لازم ہے کہ عنقا کہیے

تو نے ٹھوکر سے جلائے ہیں ہزاروں مردے
جی میں آتا ہے تجھے رشک مسیحا کہیے

کھائی کیوں نہ ذرا لیکے کوئی منہ کا اگال
آپ کے جھوٹے میں کیا ایسا ہی میٹھا کہیے

قاب قوسین خدا کہہ چکا جسکے حق میں
شان احمد میں اگر کہیے تو اب کیا کہیے

التجا کس کی کریں کسکا اوٹھائیں احسان
یا علی تیرے سوا اب کسے مولا کہیے

وحشیوں کو بھی صدا دیتا تھا قیس ناشاد
کونسی سمت گیا ناقۂ لیلےٰ کہیے

گل کھلا وہ تو نیا کیا کوئی آغا صاحب
آج یہ کسکا اوڑا لائے ہو چھلا کہیے

ہمارے قتل کا باعث فقط حکم قضا ٹھہرے
نہ خنجر کو گلے دہبا نہ قاتل کی خطا ٹھہرے

غضب ہے چھیڑ جیا اوسکی جو وہ گلشن میں آ ٹھہرے
کلاہ لالہ ہو سر پہ نہ پھر گل کی قبا ٹھہرے

بہار باغ نیرنگی کے عالم میں جدا ٹھہرے
اگر وہ چلتے پھرتے دو گھڑی گلشن میں آ ٹھہرے

الہی خون ناحق اوسکے مذہب میں روا ٹھہرے
زمین کوے قاتل بھی میں کربلا ٹھہرے

کفن بھی ساتھ لے لیں لاگے ہیں خنجر کو گردن سے
چلے ہیں کوے قاتل میں خدا اچھا کہ کیا ٹھہرے

نہ خالی ہوں کبھی یا رب تو انکو ظرف عالی سے
سر شوریدہ میں سودا جہاں یوں ہی تو آ ٹھہرے

عیادت کو مجھے لیتی آتے ہیں وہ بیمار الفت کی
ابھی ان پٹیوں پر سنہ نہ ڈالی منہ کی کھائیگا
حقیقت کھل گئی جس دم دعویٰ کا اوٹھ گیا پردہ
رہی قسمت سعادت سے نہیں محروم حیوان تک
نہ الزام اوس پہ آئے یا الٰہی خون ناحق کا
ترے کشتے دعائیں مانگتے ہیں حق تعالیٰ سے
ارادہ وصل [illegible] ہے مشاطہ سے کہہ دینا
بہت عبرت فزا ہے حضرت منصور کا قصہ
الٰہی آرزو مند شہادت کی ہوس نکلے
ذرا سنتے ہیں ہوتا دل کی حسرت کسطرح نکلے
فقط وہاں [illegible] زلیخایاں ہزاروں جا بسی [illegible]
بتا کیا پوچھتی ہیں آپ ہم سے بے نوا ہو کے
تری چاہت [illegible] دیدہ و دل دونو ملزم ہیں
رخ شفاف پر الجھی ہے گیسو زلف بل کھا کے
اگر منظور ہو پردہ نشینی ای گل رعنا
بہت سی خاک چھانی [illegible]
الٰہی ہند میں مٹی نہ ضائع ہو کہیں مری
ہزاروں دن [illegible] پڑی رہتی ہے لیٹی جاتی ہیں
کسیکی جان لیتی ہیں کسیکو زندہ کرتے ہیں
یہ شاعر ڈھونڈکر مضمون نگین باندہ لیتی ہیں
سرور می کی کیفیت [illegible] سے نہیں ہستی

اجل دم لے تو ذرا ہو ملتوی دم بھر قضا ٹھہرے
سگ جاناں کو آجانی دو دم بھر تو ہما ٹھہرے
نہ وہ ہم سے جدا ٹھہرے نہ ہم اون سے جدا ٹھہرے
کبوتر جو تمہارے بام پر بیٹھے ہما ٹھہرے
قیامت میں لہو عشاق کا رنگ حنا ٹھہرے
نگاہ ناز قاتل ہو عاشقوں کا خونبہا ٹھہرے
[illegible] اوس نکلے ہاتھ [illegible] پھر وہ زردہا ٹھہرے
زباں سے حق اگر نکلے تو سولی کی سزا ٹھہرے
تری تلوار کا پانی دم آب بقا ٹھہرے
گلے کسکو لگائیں آپ تو ہم سے خفا ٹھہرے
اگر تو مصر میں جاے تو یوسف سے سوا ٹھہرے
فقیرانہ گذر ہے اپنی جس تکیہ میں جا بیٹھے
کسے الزام آئے دیکھیے کسکی خطا ٹھہرے
حلب میں شوق سے اگر شناس کا قافلہ ٹھہرے
مری آنکھوں میں پھر دیکھیں تری رنگین جا ٹھہرے
مگر ہم بھی کسی عاشق کی آہ نارسا ٹھہرے
ہمارے دشمنوں کے واسطے زمین کربلا ٹھہرے
تری سرگوشیوں کے واسطے گیسو بلا ٹھہرے
حکومت کر رہی ہیں نہ ٹھہرے یہ خدا ٹھہرے
تمہارے ہاتھ میں کسطرح پھر وہ زردہا ٹھہرے
نہیں ممکن کہ شیشہ کے دہن میں قہقہا ٹھہرے

ہماری آنکھہ آغا سعر کہ مین کب جہپکتی ہے
غلام حیدر کرار شاہ لافتا ٹہہرے

مقابل ہین ترے کیا منہ ہی کوئی دوسرا ٹہہرے
تری بندی ترے محتاج سب شاہ و گدا ٹہہرے

خیال روئے انور شوق سی اس دل مین آ ٹہہرے
یہ مہمان کب لیے موجود ہے مہمانسرا ٹہہرے

برہمن لوجہتی ہین بتہرون کو سجدہ کرتے ہین
خیال خام ہی استغفر اللہ بت خدا ٹہہرے

وہ خنجر شوق سی ٹہہرے ہماری حلق و گردن پر
ہمارا خون ناحق جسکے مذہب مین روا ٹہہرے

تسلی کو ہماری ایک نگاہ یار کافی ہے
دل مضطر ٹہہر جای جو کچھہ بہی آسرا ٹہہرے

قصد کے لیئے مردوانی اوڈہہ اوٹہکر گواہی دی
مسیحا کی قسم ہی اوسکی لب معجز نما ٹہہرے

خرام کیج ادائی کا دکہائین اونکو غیب منشکر
الہی اپنی نظرون مین کوئی یوسف لقا ٹہہرے

مسلمان ہو رہتی ہین سنگ اسود جانکر جسکو
بغور اوسکو اگر دیکہیں تمہارا نقش پا ٹہہرے

مسیحائی اگر منظور ہو میرے مسیحا کو
فقط عناب لب بیمار فرقت کی دوا ٹہہرے

عیادت کے لیئے تشریف لائین تو عنایت ہے
مریض ہجر کو خاک قدم خاک شفا ٹہہرے

تری پاپوش سے حورین نہین آنکہین بچہاتی ہین
یقین ہی چشم حور العین بستان نقش پا ٹہہرے

جو دیکہین حورین کوئی جلب والا اونکا منہ بگڑے
دل بے کینہ اپنا آئینہ سی بہی صفا ٹہہرے

امیدوار تمہی در کار ہے اسباب تماشا نہ
ہمین تزئین کی کیا حاجت فقیر بے نوا ٹہہرے

چلونگا آپ خط لیکر دل مشتاق کہتا ہی
ابہی قاصد نجای اوسکی کوچہ مین صبا ٹہہرے

وہ کہتی ہین کہ گلرنگ آغا کیون نہین پیتے
بڑے وہ متقی ٹہہرے بڑے وہ پارسا ٹہہرے

تنہا کبہی جو وہ بت بدخو نظر پڑے
شاید کہ کوئی وصل کا پہلو نظر پڑے

آنکہونکو تاکتے ہی وہ ابرو نظر پڑے
طاق حرم کے سایہ مین آہو نظر پڑے

افشان جو اوڑ کے زلف سیہ فام پر گرہی
اوڑتے ہوئے اندہیرے مین جگنو نظر پڑے

تم آفتاب حسن ہو کوٹھے پہ آؤ تو جلوہ تمہارے حسن کا ہر سو نظر پڑے
مین چھانتا ہون اسلیئے دونون جہان کی خاک دیر و حرم مین یار کہین تو نظر پڑے
دیکھا ترے مریض کا جب درد لا علاج عیسی نظر پڑے نہ ارسطو نظر پڑے
کیا کیا شب وصال مین اولجھن رہی مجھے اولجھے ہوے جو یار کے گیسو نظر پڑے
اٹکھیلیون کی چال سے محشر بپا کیا طرز خرام ناز کے پہلو نظر پڑے
اونکی کمر کو بال سے دی اسلیئے مثال تشبیہ مین نہ فرق سر مو نظر پڑے
دنیا مین پاؤن رکھتے ہی سر پر بلا گری آنکھین کھلین تو آنکھ مین آنسو نظر پڑے
یاد آئین اونکی آب رواں کی کٹوریان بہتے جو دو حباب لب جو نظر پڑے
قاتل خدا کری مجھے اتنے لگاسکے وار عریانی کے لباس پہ الٹی نظر پڑے
یارب وہ اپنی جور سے شرمائین آپ ہی گردن جھکی ہوئی سر زانو نظر پڑے

دھونی رمائے بیٹھے ہین اوس بت کے سامنے
آغا سے دیندار بھی ہندو نظر پڑے

اون کے بیمار کو شفا نہوئی تو مسیحا سے بھی دوا نہوئی
سیکڑون لکھے زلف کے مضمون بال بھر بھی کبھی خطا نہوئی
اونکا موسی سے چل گیا فقرہ لن ترانی کی اب صدا نہوئی
کیون جلایا نہ میرے مردے کو قم باذنی کی کیون صدا نہوئی
یار کی ہر طرح خوشامد کی غیر کی مجھسے التجا نہوئی
کیون نہ پہونچایا یار کو پیغام کیا رسائی تری صبا نہوئی
کب نہ آیا حضور کو غصہ رنج کس دن مری فنا نہوئی
کرکے تیغ نگہ سے دل کو دو نیم چار وہ چشم سرمہ سا نہوئی
اپنا منہ لیکے رہگیئے وہ بھی میری ثابت کوئی خطا نہوئی

یار سے ہے سوال فعل عبث
کوئی حاجت کبھی روا نہوئی

منہ نہ دہویا حضور نے اپنا
آج آئینہ پر جلا نہوئی

نغمۂ عندلیب اپنی صدا
اونکے کانون سے آشنا نہوئی

انتہا کے کیئے حضور نے شر
خیر ہے مجھہ سے ابتدا نہوئی

لاکھہ تدبیر ہمنے کی آغا
یار کے دل مین اپنی جا نہوئی

تغیر ہے کبھی چہرہ کبھی بحال بھی ہے
شب فراق کا کٹھکا شب وصال بھی ہے

غرور حسن پہ کرتے ہو کچھہ خیال بھی ہے
جسے کمال ہوا ہی اوسے زوال بھی ہے

مزا ہی اوس لب شیرین پہ ایک خال بھی ہے
یہ گویا چشمہ کوثر بھی ہے بلال بھی ہے

کبھی ہے شرم سے چپ اور کبھی بہت بیباک
نگاہ نیچی بھی ہے اور دیکھہ بھال بھی ہے

قریب ہی رگ گردن سے وہ نگاہ سے دور
وصال یار کا ممکن بھی ہے محال بھی ہے

نیا چلن ہے قیامت کی چال چلتے ہو
خیال اتنا نہین کوئی پائمال بھی ہے

سنا ہی دیکھا بھی ہمنے ہے کبک و طوطی مین
تمہین بتاؤ تمہاری سی بول چال بھی ہے

قریب سبزہ ہے زنگی بچہ چھپا بیٹھا
نگاہ کیجیئے اوس خط کے پاس خال بھی ہے

غرور کیون نہ دو بالا ہو آپ کا صاحب
خدا زیادہ کرے مال ہی جمال بھی ہے

ہزار حیف ہی کچھہ فکر کی نہ عقبی کی
قریب موت ہی اب وقت انتقال بھی ہے

حرام خور رقیبون سے کیا اشارے ہین
ادہر کو دیکھیئے حاضر نمک حلال بھی ہے

بنا دی مسند جمشید و جام جم ساقی
کہ بوریا بھی ہی اور کاسۂ سفال بھی ہے

غرور حسن مین یکتائی کی نہ لو ہم سے
تمہارے حسن کے آئینہ مین مثال بھی ہے

گناہ ہی تری رحمت پہ ای غفور رحیم
گناہگار مرا اگرچہ بال بال بھی ہے

کدہر چلے ہو تم آنکھین کسے دکھاؤگے
ختن کے دشت مین باقی کوئی غزال بھی ہے

کدہر چلے ہو تم آنکہین کسے دکہا کرکے
ختن کے دشت مین باقی کوئی غزال بہی ہے

بجا ہی کہتے ہین تمکو جو سرو اور شمشاد
ثمر بہی پایا کسی نے کوئی نہال بہی ہے

نہ بہولو شان رحیمی پہ اے گنہگارو
رحیم کہتے ہین جسکو اوسی جلال بہی ہے

سمجہہ لیئے ہو حسینون کا عشق سہل آغا
کمر مین آپکی طاقت گرہ کشال بہی ہے

ہم ہی ان موذیون سے جان بچا کر نکلے
کوچۂ زلف سی ٹہرتی ہوی مضطر نکلے

جذبۂ عشق زلیخا کی یہی تہی تاکید
قافلہ مصر کے بازار سے ہو کر نکلے

ہم ہوا وہ مجہے دیکہہ کے چکر لاتے ہین
کہین یہ گردش تقدیر کا چکر نکلے

بہائیونکی بہی محبت مین پڑے ہین پتہر
سنگدل حضرت یوسف کے برادر نکلے

ہتہکڑی ہاتہہ مین تہی پاؤن مین تہین زنجیرین
تیرے دیوانے بہی پہنے ہوے زیور نکلے

بت پرستی کو جو دیوانہ گیا کعبہ مین
لڑکے گہر گہر سے لیے ہاتہہ مین پتہر نکلے

سیر کرنے کو کہڑے پاؤن اگر آپ آئین
سرو کٹجاے گلستان سے صنوبر نکلے

پردہ پوشی ہی او نہین عشق کی اپنی منظور
حکم ہے آہ بہی سینہ سی نہ باہر نکلے

گر نہو قدر تو پہر شعر کا کہنا کیسا
آبرو جب ہوئی تب بحر سے گوہر نکلے

سخت بدبخت ہین ہم دولت حشمت کیسی
گنج قارون کو جو کہودا کبہی پتہر نکلے

ہمنے جان نذر کی اوس حسن کے بیعانہ مین
لاکہہ مفلس تہے مگر دل کے تونگر نکلے

دور ہو کسلیے اوس زلف کا سودا سر سے
پاؤن کیون خانۂ زنجیر سے باہر نکلے

شور کیون اتنا مچاتا ہی ابہی سی آغا
نہ بہار آئی چمن مین نہ گل تر نکلے

آپ اک آنکو بہی گہر سے نہ باہر نکلے
آپ ہی فرمائین کہ حسرت ماری کیونکر نکلے

کیا عداوت ہی گرفتار ونسی فصل گل مین
کاٹے صیاد نے بلبل کے اگر پر نکلے

اپنی صورت کا کوئی دوسرا کیا دیکھہ آئے
آئینہ خانہ سے کیون آپ مکدر نکلے

پست فطرت کو ہوا اوج تو شامت آئی
موت سمجھو اوسی چیونٹی کی اگر پر نکلے

سچ ہی ناجنس کی صحبت مین نہین دل لگتا
جسم خاکی سے نہ کیون روح مطہر نکلے

اونکا اب علم ہی قاصد تو کسی کا کیسا
میرے کوچہ سی نہ اوڑکر ہی کبوتر نکلے

صاف صاف اتنو مجھی گالیان دیتا ہی وہ شوخ
خوب صیقل ہوئی شمشیر کے جوہر نکلے

عشق وہ چیز ہے دکھلائے اگر جذب اپنا
خاک سی قمریونکی شاخ صنوبر نکلے

جب سے ٹہیک آیا یہان جامہ ہستی تن پر
کیا عجب ہے جو کم پوٹ کی چادر نکلے

چال چلنی مین وہ کرتے ہین قیامت برپا
اونکے گہوڑ کا قدم فتنہ محشر نکلے

آگ پانی مین لگاتا ہی رخ یار کا عکس
کیا تعجب ہی جو آتش سے سمندر نکلے

مژدہ وصل کے سننی مین مجھی دہڑکا ہے
خانہ تن سے کہین روح نہ باہر نکلے

لوک رکہدی خلش نوک مژہ نے آنکہا
دل جو چیرا کئی ٹوٹی ہوے نشتر نکلے

بڑہ کے سنبل سی وہ گیسوی معنبر نکلے
مشک و عنبر بھی نہ خوشبو مین برابر نکلے

دشت وحشت مین آہین خون کا پیاسا پایا
خار صحرا بھی مرے واسطے نشتر نکلے

غیر کا ذکر مرے سامنی کچھ خیر تو ہے
کہین ایسا نہو ان باتون مین پہر شر نکلے

دل کی بیتابی کا مضمون لکھا ہی خط مین
طائر قبلہ نما بنکے کبوتر نکلے

بیقراری کا تو منشا ہے کہ نالہ ہو بلند
ضبط کہتا ہی فغان لب سی نہ باہر نکلے

زلف کجی ہوئی شانہ سی تو بولا صیاد
طائر حسن خداداد کے شہپر نکلے

مرتے مرتے نہ گیا جنبش مژگان کا خیال
تادم مرگ رگ جان ہی نہ نشتر نکلے

ہاتھ پہر گردن مینا کیطرف جاتا ہے
پاؤن پہر حد ادب سی مرے باہر نکلے

پہر یہان خیر ہے کیون ایسے سراسیمہ ہو

آغا صاحب کہو اس بزم سی کیونکر نکلے

حسن یوسف نہ خریدین کبھی تل کی بدلے
فقط اب داغ سویدا رہے دل کی بدلے

ایک سی وضع یہ دیکھا نہ کسیکو ہم نے
رنگ غنچے نے بھی اس باغ مین کہل کی بدلے

صدقہ چشم پہ صدقے دل بیتاب کیا
ہمنے سیماب سی بادام کے چھلکے بدلے

دل کو ہو سنگ کیون سے نہ محبت پیدا
مرض موت ہو بیمار کے سل کے بدلے

مین وہ کشتہ ہون کہ مٹی ہی مری سبکو عزیز
کوئی اکسیر نہ لیگا مری گل کے بدلے

گل ہین پژمردہ گل تر ہین بیابانون مین
رنگ زخمون نے مرے کانٹون نے چھلکے بدلے

پاس آداب محبت کا ہون جو گر آغا
مین نے زانو نہ کبھی بزم مین پل کے بدلے

ہم ہین اس کوچہ مین سینہ سپر آنیوالے
اک نظر ہم پہ بھی اے تیر لگانیوالے

کیون نہ بگڑین تری زلفونکی بنانیوالے
دہوکہ کہا جاتی ہین کالونکی کہلانیوالے

خاک مین مل گئی سب زور جتانیوالے
دفن ہین زیر زمین عرش ہلانیوالے

بوجہ بیکس کے جنازہ کا نہین اوٹھ سکتا
کاندہی دیجاتی ہین لاشہ کی اوٹھانیوالے

سیکڑون جال بچھائی وہ ہمین کیا سروکار
زلف کی پہندی مین اب ہم نہین آنیوالے

اسکو دل دیجیے جان کیجیے صدقے کسپر
نظر آتے نہین آنکھونمین سمانیوالے

آسمان رنگ لتا ہی لرزتی ہے زمین
چین لینے ہی نہین دیتے زمانیوالے

ای پری چاہیے تدبیر کہ آپہونچے بہار
تیرے دیوانے بھی ہین جوش پہ آنیوالے

فصل گل آتی ہی دیوانونکی بل نکلے کثرت
ہاتہہ لگتے نہین زنجیر بنانیوالے

شست و شو سی کہین جاتی ہی سیاہی دلکی
پاک ہوتی نہین گنگا کے نہانیوالے

رفتگان کی بھی امید نہین ہے آغا
جو عدم کو گئی پہر کر نہین آنیوالے

لب جانبخش ہین اعجاز دکھانیوالے — عیسی وقت ہین مردونکے جلانیوالے
جذب عشاق کے خالی نہین جانیوالے — قبر بلبل پہ ہین گل پہول چڑہانیوالے
وصل کی رات مین یہ کون ستانیوالے — کہین پٹ جائینگے نوبت کی بجانیوالے
ہمکو یہ غمزہ بیجا نہین خوش آتا ہے — ناز اوٹہائینگے ترے ناز اوٹہانیوالے
شمع و پروانہ کو دیکھا تو ہوا یہ روشن — ٹہنڈے رہتے نہین عاشق کے جلانیوالے
ہین جو فریاد و فغان کرتا ہون تو کہتے ہین — بند ہوجاتے ہین ناقوس بجانیوالے
برملا دل شکنی کرتے ہین صیاد دل کی — اس زمانے مین بہی ہین کعبہ کے ڈہانیوالے
سرمہ گین آنکھین بلا ہین تو ستم برق نگاہ — ایک جلوہ اودہر اوطور جلانے والے
اے صنم سنکے ہمارے دل نالان کی صدا — دم بخود ہوگئے ناقوس بجانیوالے
لے چلو یار کے کوچہ سے جنازہ میرا — آپ آجائینگے جو لوگ ہین آنیوالے
زیر خنجر بہی رہیگی تری خاطر منظور — سر سے آنکھون سے ہین ہم ناز اوٹہانیوالے

کوئی آگے کوئی پیچھے ہے روانہ آغا
سب ہی ہین منزل مقصود کے جانیوالے

چاہت غمزے جتا رہی ہے — وحشت صحرا دکہا رہی ہے
غنچون کا جگر ہلا رہی ہے — بلبل کیا گل کہلا رہی ہے
یوسف کا پتا لگا رہی ہے — خوشبو کنعان مین آرہی ہے
شیرین کیا رنگ لا رہی ہے — عاشق کا لہو بہا رہی ہے
کس شوخ کو دیجیے دل زار — کس مین صاحب وفا رہی ہے
آوازۂ فیض ہے جہان مین — جسکی شہرت سدا رہی ہے
ڈاین ہے پری وشونکی فرقت — دل کہا کے کلیجہ کہا رہی ہے
جان نذر ہوئی پری رخون کی — مٹی کو ہوا اوڑا رہی ہے

چاہت کی کشش نے لوڈبودی
دل مین جو بسے ہوے ہین گلرو
گہتا ہون جبین کو پای بت سے
ہنستے ہوے دیکہکر گلون کو
اندہیر کا آج سامنا ہے

یوسف کو کوئین جہکا رہی ہے
سرخی آنکہون مین چہا رہی ہے
تقدیر لکہا مٹا رہی ہے
شبنم آنسو بہا رہی ہے
سرمہ وہ پری لگا رہی ہے

کیون جان نہین نکلتی آغا
کیسے صدمے اوٹہا رہی ہے

آنکہون پہ وہ زلف آرہی ہے
زنجیر جو کہڑکہڑا رہی ہے
لیلی حنا کہ اوڑا رہی ہے
زلفین وہ پری ہلا رہی ہے
پامال خرام ہو چکے دفن
ہین چال سے اونکی زندہ درگور
دل نے الفت سی زک اوٹہائی
گویا ہونے دے بے زبانی

کالی جادو جگا رہی ہے
وحشت کیا غل مچا رہی ہے
مجنون کو ہوا بتا رہی ہے
دیوانون کی شامت آرہی ہے
بسنے کو بس اب حنا رہی ہے
مردون پہ قیامت آرہی ہے
آنکہون دیکہا رولا رہی ہے
کیون میرا گلا دبا رہی ہے

آغا صاحب گلی مین اونکی
اک حور تمہین بلا رہی ہے

نہ مین رہا نہ نشان مزار باقی ہے
اگر مرا یہ دل داغدار باقی ہے
نہ تن مین تاب نہ دل کو قرار باقی ہے
ہماری خاک سی مشت غبار باقی ہے

جہان مین نام فقط یادگار باقی ہے
ہمیشہ فصل گل و لالہ زار باقی ہے
اجل کا روح کو بس انتظار باقی ہے
نشان عالم فانی مزار باقی ہے

نہ بیٹھیں ہڈیون کو میری آسیائی فلک ابھی تو قبر کے اندر فشار باقی ہے
ہماری خاک سی اوگتے ہین بیول نرگس کے پس فنا بھی ترا انتظار باقی ہے
خیال کچھ بھی اگر میری مستون پہ نہین حضور آپ کو اب اختیار باقی ہے
یہ بی سبب نہین تلچھٹ کی جام دیتا ہی ہمارے ساقی کو ہمسے غبار باقی ہے
مسیح کیسی دوا کی مریض فرقت کی سوا ہی ضعف ابھی تک بخار باقی ہے
شب وصال کا تڑکا بھی ہو گیا کب کا بناؤ باقی ہے اونکا سنگار باقی ہے
ہمارے پہلو سی اوٹھکر نہ جائیے صاحب ابھی تو حسرت بوس و کنار باقی ہے
نگاہ پھیرنے سے تیرے ہو گیا ثابت جہان مین گردش لیل و نہار باقی ہے
رگڑ رگڑ کے گلا کاٹتے ذبیحون کا چھری مین آپ کے جب تک دھار باقی ہے
بہار آتے ہی دیوانون کا یہ حال ہوا نہ جیب ہی نہ گریبان مین تار باقی ہے
اونہین بھی راہ پہ لائینگے اکطرح سی ہم جو اپنی زندگی مستعار باقی ہے

وہ میرے زانو پہ سر رکھکے سوتے ہین اتنا
ابھی تلک تو مرا اعتبار باقی ہے

فراق یار مین گر ہمنے آہ کی ہوگی تو عقل و صبر کی بستی تباہ کی ہوگی
جو روتے روتے کبھی دلسے آہ کی ہوگی تو ہمنے نوح کی کشتی تباہ کی ہوگی
عزیز حسن نے کیا کیا کنوئین جھکائے ہین غلام ہونے کی یوسف نے چاہ کی ہوگی
عدم کی راہ مین شاہ و گدا ہین ہمفردوس ہر اک کی دوش پہ گٹھری گناہ کی ہوگی
یہ بے سبب نہین شیشے مین بند رہتی ہے کسی نے دختر رز پر نگاہ کی ہوگی
تم ابتدای محبت مین رنگ لاتے ہو کہو تو کونسی صورت نباہ کی ہوگی
ہمارے نالے ہلا دینگے دل حسینونکا رسائی عرش تلک اپنی آہ کی ہوگی
سنا ہی حشر مین ہر عضو بول اوٹھیگا تلاش بھی نہ کسیکو گواہ کی ہوگی

علی کے دوست سی کیا دشمنی کریگا کوئی
فشار ہوگا نہ پرسش گناہ کی ہوگی

یہ بے خطا ہی اوبھیئے نہ آپ شانہ سے
کبھی منصور کی زلف سیاہ کی ہوگی

ہماری خاک جمی ہے تمہاری شانہ پر
جو پیچھے رہ گئی وہ گرد راہ کی ہوگی

دماغ چاند کا پہونچیگا چرخ چارم پر
تمہارے ٹھڈی یہ پھبتی جو ماہ کی ہوگی

بہار حسن دکہائیگا سبزۂ رخسار
نمود گل سے سوا اس گیاہ کی ہوگی

خموش جان نہ آغا کو ای بت طناز
فلک ہلینگے کسی دن جو آہ کی ہوگی

تم تمنا مرے مژگان سے نکالے جاتے
دل جگر چہید کے پیکان سے نکالے جاتے

جرم اگر دفتر عصیان سی نکالے جاتے
ہم نہ پہر روضۂ رضوان سے نکالے جاتے

رابطہ یار کی مژگان سے نکالیجاتے
دل کا کہٹکا اسی عنوان سے نکالیجاتے

کوئی تدبیر نہ تہی پاؤں کے چھالونکے لئے
خار اگر دشت و بیابان سے نکالیجاتے

دل کسی کا نہ کبہی دام بلامین پہنستا
بل اگر گیسوی پیچان سے نکالیجاتے

شکر صد شکر کہ خاموشی نے عزت رکھلی
شور ہم کرتے تو زندان سے نکالیجاتے

نجد کے بن مین جو رہنا مجھے ہوتا منظور
حضرت قیس بیابان سے نکالیجاتے

گر بلندی کا قد یار سے دعوی کرتے
کہود کر سرو گلستان سے نکالیجاتے

نفس امارہ کے پیرو جو نہوتے آدم
کسلیئے روضۂ رضوان سے نکالیجاتے

اونکے مین ساتھ جو ہوتا تو مری قسمت سے
خضر بہی چشمۂ حیوان سے نکالیجاتے

گہٹ گیا جوش جنون فصل خزان آپہونچی
آج دیوانے ہین زندان سے نکالیجاتے

ہوتی آغا نہ اگر دست جنون کی امداد
تار ہرگز نہ گریبان سے نکالیجاتے

زلف کا سودا سمجھکر تھکر کی زنجیر کی
فصل گل آتے ہی یارون نے مری تدبیر کی

روز کا جھگڑا لگا گردن کٹی نخچیر کی
حسرتین قاتل کی نکلین آرزو شمشیر کی

چار دیوار عناصر کی ہوا تھی چار دن
دم نکلتے ہی حقیقت کھل گئی تعمیر کی

کیا دہان زخم کو رہ رہ کی ملتا ہی مزہ
باڑہ کیا میٹھی ہی ای قاتل تری شمشیر کی

دشت غربت مین ہوا جیسے قضا کا سامنا
کوی جانا مین نہ تھی مٹی مری تقدیر کی

ابتدا مین تو مجھی کیا کیا نہ اسیر ناز تھا
کھل گئی آخر حقیقت آہ بی تاثیر کی

تھی جو میری استخوانو مین تب آہن گداز
موم ہو کر بہ گئی ہر اک کڑی زنجیر کی

میکدہ مین کی ہی جب سے بیعت دست سبو
گردش پیمانہ ہی گردش مری تقدیر کی

مین جو جی بیکر ہوا گلشن مین تجھ بن باغ باغ
پتی پتی کی گواہی ہی مری تقصیر کی

زلف کا سودا نہ چھوڑا اسیر یہ بی کالی بلا
مین تجھیلی ای پری کیا کیا کڑی زنجیر کی

دیکھہ آغا ہی نگاہ ناز پیغام قضا
مرگیا وہ لگ گئی جسکو ہوا اس تیر کی

سرمہ چشم سیہ گر باڑہ ہے شمشیر کی
نوک مژگان کی کھٹک ہی یہان اجی تیر کی

سرد مہری بتان کی کچھ عجب تاثیر کی
آگرہ بھی بنگیا ہی سرزمین کشمیر کی

مدح ہی بیت الغزل مین حضرت شبیر کی
باغ جنت مین حویلی ہمنی بھی تعمیر کی

خیر تو ہی آج کیون زیب کمر شمشیر کی
موت دامنگیر ہے ای جان کس دلگیر کی

ضعف کی ایسا کیا پابند ہل سکتا نہین
تیرے دیوانے کو کچھ حاجت نہین زنجیر کی

سیکڑون دم دیکی شیشہ مین اوتارا یار کو
رات ہمنی بیٹھے بیٹھے اک بڑی تسخیر کی

مین نہ جو کا جیب و دامانکی اڑائین دھجیان
دوستون نے میری سو سو طرح سے تدبیر کی

مجھکو روتی دیکھکر اونکی بھی دو آنسو بہے
کون کہتا ہی کہ نالی نے نہین تاثیر کی

یہہ سمجھا تو بالے کالے بھی ہین کالی بلا
زلف کو اونکی چھوا مین نے بڑی تقصیر کی

دام سے چھوڑا مگر پر نوچ کر صیاد نے
فصل گل مین بلبلون کی خوب ہی تدبیر کی

سامنے غیروں کے جھڑ کا گالیاں دیں برملا
بزم میں بلوا کے اچھی یار نے توقیر کی

میں نہ بولا یار نے ہنس کر مجھے چھیڑا اکیا
میری خاموشی بھی اک صورت بنی تصویر کی

دل حسینوں کی بلا لیگی مری آہ رسا
عرش تک ہوگی رسائی نالہ شب گیر کی

رعد بن بنکر گرجتا ہے فراق یار میں
دھوم ہے چرخ بریں پر نالہ شبگیر کی

لاکھ میں کہدیں ہماری سامنے کا ذکر ہی
بند طوطی ہوگئی آتھانی وہ تقریر کی

مزا ہے امتحان کا آزمالے جسکا جی چاہے
نمک زخم جگر پر اور ڈالے جسکا جی چاہے

جگر موجود ہے تو وہ بنالے جسکا جی چاہے
گلا حاضر ہے خنجر آزمالے جسکا جی چاہے

اگر ہے حسن کا دعوے مہ و خورشید دونوں میں
کف پا سے تمہارے منہ ملالے جسکا جی چاہے

یہ شدت منتخوار اپنی کسی کے کام میں آئیں
بھلا ہو یا سگ دلدار کھالے جسکا جی چاہے

اگر ہے زندگی باقی تو ہم حسرت نکالیں گے
دل پر آرزو پر خاک ڈالے جسکا جی چاہے

فقیروں کو نہیں کچھ زینت دنیا سے مطلب ہے
میں خوش کمل میں ہوں اوڑھے دوشالے جسکا جی چاہے

جو روشن دل میں انکی دشمنی چھپتی نہیں ہرگز
تیاباں یہ تماشا بنا کر ڈالے جسکا جی چاہے

شکایت مجھکو دونوں سے ہے ناصح ہو کہ واعظ ہو
نہ سمجھا ہوں نہ سمجھونگا سر پھرالے جسکا جی چاہے

میں ہوں برگ خزاں افتادہ میں مردود دنیا ہوں
گرا ہوں انکی نظروں سے اوٹھالے جسکا جی چاہے

نہیں ہوتا کبھی آب رواں پر نقش نجاست کا
مری اشکوں کے دریا میں نہالے جسکا جی چاہے

چمن میں گل کی رسوائی سے آغا ہو گیا ثابت
لبان غنچہ دم بھر مسکرالے جسکا جی چاہے

فنا آخر ہے سب کو سر اوٹھالے جسکا جی چاہے
خوشی عمر دو روزہ پر منالے جسکا جی چاہے

مزہ حسن دو روزہ کا اوٹھالے جسکا جی چاہے
اٹھالی یاس آغا کو بلالے جسکا جی چاہے

ہر اک کھودکی کو تاڑ لیتا تھا نگاہوں میں
چلن میں اب مری بٹا لگالے جسکا جی چاہے

مثل مشہور ہے جب صبا کہ چوری اور سرزوری
وہ کاکل بل کریں دل ہی چرالی جسکا جی چاہے

لگائی تیغ کاٹی سر مرا میری اجازت ہے
مری گردن سی بہاری بوجہہ ٹالی جسکا جی چاہے

زبان سی اف نہ نکلیگی دیا ہی ضبط خالق نے
مثال شمع ہمکو بھی جلالی جسکا جی چاہے

تعلی کی نہ لو دیوانو یہ بھی دل لگی ٹھہری
فلک کو آہ سوزان سے ہلالی جسکا جی چاہے

ہمارا طائر دل ہی عجب سونے کی چڑیا ہے
یہ صیداب الم کاکل مین پہنسالی جسکا جی چاہے

ضعیفی آچلی آغا عوارض کی شکایت کیا
مین دیوار کہن ہون مجہکو ڈہالی جسکا جی چاہے

کون ہی وہ حسن جسکا شہرہ آفاق ہے
چشم نرگس منتظر ہی دل مرا مشتاق ہے

با دصرصر خاک پہونچاویگی کوی یار تک
ناتوانی تجہکو گراوٹہنا ہمارا شاق ہے

روز ہم جاتی ہین اور وہ منع کرسکتی نہین
بیقراری ہم مین ہی اور یار مین اشفاق ہے

کیون کسی اہل دل سی جاکے کیجے التجا
رزق دیتا ہی مجہی خالق مرا رزاق ہے

یاالٰہی کیون نکلتی ہی ہمیشہ آہ گرم
دل ہی پہلو مین مرے یا جیب مین چقماق ہے

گہات مین آغا کے پہرتی ہین ہزارون صید
دام مین پہنستا نہین وہ اپنی فن مین طاق ہے

تپ فرقت سی جسم جلتا ہے
دل کوئی چٹکیون مین ملتا ہے

پہر سنبہالے نہین سنبہلتا ہے
طفل اشک اپنا جب مچلتا ہی

کل مجہے ذبح کرکے بے تقصیر
آج صیاد ہاتہہ ملتا ہے

کس کی آمد ہے یاالٰہی آج
کیون کلیجہ مرا اوچہلتا ہے

خفتگان عدم بہی چونک اوٹہی
کیا قیامت وہ چال چلتا ہی

دیکہیے چرخ چنبری شب و روز
رنگ کس کس طرح بدلتا ہے

سرکشون کا ہی اوج بے حاصل
پہولتا ہے نہ سرو پہلتا ہے

نہین خالی ہو کوئی گردش سے
آج ساقی کا فیض جاری ہے

گنجفہ مین بہی دور چلتا ہے
مے دیکہتی ہے جام ڈہلتا ہے

فکر کیا خوب ہے تری آغا
خون دل پی کے لعل اوگلتا ہے

آخر غم فراق کے صدمے دکہا چلی
اے جان جسم زار مین کیا آئی کیا چلی

نام و نشان گور غریبان مٹا چلی
صرصر ہماری خاک کا خاکا اوڑا چلی

بہت بہولے دلمین یاد آکہی سما چلی
وحدت دوئی کا پیچ سے پردا اوٹہا چلی

قاتل ترے اشارہ ابرو نے جان لی
نکلی ادہر سے تیغ اودہر سے قضا چلی

لیتے ہین سنتر ایسو کی بات بات مین
اونکے مزاج مین ہی تعلی سما چلی

ساقی بغیر بہی یطے تیرنے لگی
کشتی خدا کے فضل سے بی ناخدا چلی

اوٹہنے کے ساتہہ روح بدن سے نکل گئی
وہ پاس آن بیٹہے تو پہر جان آ چلی

ہو بیکے اب وہ ہوتی ہین اکدم مین بیحجاب
آیا خمار آنکہہ مین شرم و حیا چلی

داغ جنون کو آگ لگا دی بہار نے
باد صبا چمن مین نیا گل کہلا چلی

رخصت ہی اب شباب کی دور اخیر ہے
ساقی شراب جلد دی کالی گہٹا چلی

کیون ہو چلین نہ درہم داغ فراق کا
الفت ہمارے دل پہ یہ سکے بٹہا چلی

دیکہا ہر ابہرا جو عروس بہار کو
مشاطگی کیواسطے باد صبا چلی

باغ جہان کی سیر کرنے دی چار دن
افسوس ہے فنا مری ہستی مٹا چلی

شاید ہوا پہری مری گلزار دہر مین
باد مراد یار کی خوشبو سونگہا چلی

حسن شباب یار نے دلمین لگا دی آگ
یہ برق طور سے جلون کو جلا چلی

قارون کی طرح بخل امساک دیکہکر
دولت حیا سی قعر زمین مین سما چلی

کشکول مین گدا کی ہوا جام جم کا ظرف
اوجہت رز فقیر کے فقر و غنین آ چلی

چارون طرف کو طوق و سلاسل کا غل پڑا
دیوانے آئے جوش پہ ایسی ہوا چلی

آغا کی ہی نظر پڑی وحشت پہ خیر سے
نیت خدا پرست کی ہی ڈگمگا چلی

پڑتی ہی جب یہ چشم فسونگر گھڑی گھڑی
جادو گرو نکے چلتے ہین منتر گھڑی گھڑی

وہ کھولتے ہین زلف معنبر گھڑی گھڑی
ہوتا ہے یان دماغ معطر گھڑی گھڑی

مژگان یار چبھتی ہین پہلو مین دم بدم
ہوتے ہین پار سینہ سی نشتر گھڑی گھڑی

گلہائے لالہ کیون بچھائی ہین بستر شب وصال
لگتی ہی ایک چوٹ سی دلپر گھڑی گھڑی

کسکی تلاش ہی تمھین کیا تاک جہانک ہے
چڑھتے ہو آج کوٹھے کے اوپر گھڑی گھڑی

لائے جواب یار کے خط کا خدا کرے
ہی مجھکو انتظار کبوتر گھڑی گھڑی

الجھن عجب طرح کی ہی دل کو شب وصال
سلجھاتے ہین وہ زلف معنبر گھڑی گھڑی

کس آفتاب حشر سے ہوتا ہے سامنا
کیون دیکھتا ہون خواب مین محشر گھڑی گھڑی

کیون تشنگی حشر سے خائف ہون ساقیا
لینگے خبر تو ساقی کوثر گھڑی گھڑی

بعد از فنا بھی یار کو ہی مجھسے چھیڑ چھاڑ
مرقد کو ہی لگاتا ہی ٹھوکر گھڑی گھڑی

بن تیرے رات روز قیامت سے کم نہین
کیا جانی اپنی کٹتی ہی کیونکر گھڑی گھڑی

گل کیون ہو چراغ ہمارے مزار کا
چلتی ہی زور شور سے صرصر گھڑی گھڑی

اوس آفتاب حسن کے کوچہ مین رات دن
خورشید و ماہ کرتے ہین چکر گھڑی گھڑی

کس کس کا قتل مد نظر ہے بتاؤ تو
پتھر پہ کیون رگڑتے ہو خنجر گھڑی گھڑی

وعدہ مین وصل کے نکرین کیون وہ آجکل
مفلس کو ٹالتا ہی تونگر گھڑی گھڑی

اوس بت کا دم مین آنا ہمیشہ محال ہے
آغا پسیجتا نہین پتھر گھڑی گھڑی

مین مبتلا مزاج ہون وہ زود رنج ہے
آغا مناؤن یار کو کیونکر گھڑی گھڑی

ہو کی مسرور کروں سیر جہان تھوڑی سی
مے پلادے مجھے اے پیر مغان تھوڑی سی

کل ہی بولوں گا نہیں کنج قفس میں صیاد
آج کر لینے دے فریاد و فغان تھوڑی سی

جی کی جی میں ہی رہی جاتی ہے اے جذبۂ شوق
حسرتیں دل میں بہت عمر روان تھوڑی سی

سرد ہو جائیگا بازار بتان محشر در
کیجیے حمد خدا کی جو بیان تھوڑی سی

ہاتھ اوٹھایا ہی اگر کنج شہید انکی طرف
یاد میری بھی رہے فاتحہ خوان تھوڑی سی

تیری مژگان کی کھٹک باقی ہے دل میں اپنے
ٹوٹ کر رہ گئی ہے نوک سنان تھوڑی سی

نام تک میں نے نگین پہ نہ کبھی کھدوایا
زندگی کاٹ دی بے نام و نشان تھوڑی سی

زور سے تیر لگا ہو کہ کلیجا توڑے
اور کھینچو ابھی لچکی ہے کمان تھوڑی سی

کشتۂ ناز ہوں آتا ہے کسی مہ پاریکا
چاندنی قبر پہ ہو نور فشان تھوڑی سی

پھر گیا مہر کا منہ کیوں یہ اوجالا کیا ہے
کون کوٹھے پہ چڑھا آج تماشا کیا ہے

نہیں معلوم کہ تقدیر میں لکھا کیا ہے
فکر و تدبیر سے اسباب میں ہوتا کیا ہے

مردے ٹھوکر ہی جلا لی تو اچنبھا کیا ہے
آپ کے سامنے اعجاز مسیحا کیا ہے

اونکو حسرت سے جو تکتا ہوں تو وہ کہتے ہیں
کچھ تو فرمائیے صاحب کا ارادا کیا ہے

مے سے توبہ کروں اس فصل میں لا حول و لا
واعظ و شیخ کے بہکانے سے ہوتا کیا ہے

ضعف کہتا ہے کہ مجنون کی نہیں کچھ بھی اصل
کہتی ہے وحشت دل نجد کا صحرا کیا ہے

ایسے اچھونکو الجھتے ہوے دیکھا ہم نے
ہے عجب دام بلا زلف کا پھندا کیا ہے

میکشو کسلیے ہو تاک لگائے بیٹھے
تمنے ان شیشوں کی آڑ میں تاکا کیا ہے

کھولدو بند بھی انگیا کی شب وصل ہے آج
محرم راز سے اب تم میں پردا کیا ہے

جان لینی ہے تو شمشیر سے گردن کاٹو
قصہ فیصل کرو آغا سے بکھیڑا کیا ہے

غیرون سے بجز رنج کے راحت نہین ہوتی
اچھی کبھی ناجنس کی صحبت نہین ہوتی

وہ کونسا دن ہی کہ قیامت نہین ہوتی
کس رات کو سر پر مری آفت نہین ہوتی

کیا یہ دل جڑانے کو لحد پر کوئی آئے
گمنام کا مرقد نہین تربت نہین ہوتی

دیتا ہی تو اغیار کو بھی جہڑکیان مجھکو
ساقی ترے گھر مین بھی عدالت نہین ہوتی

اوس بزم مین ہم بیٹھکے مسرور ہون کیونکر
رونیکی بھی ہم کو تو اجازت نہین ہوتی

آئینہ نہ کہئے اوسے جو صاف نہین ہے
وہ دل نہین جس دل مین محبت نہین ہوتی

زاہد ہی پڑھین واسطے حورونکی نمازین
مجھسے تو حسینونکی اطاعت نہین ہوتی

تدبیر کی چلتی نہین تقدیر کے آگے
ملتی نہین قسمت مین جو دولت نہین ہوتی

بوسہ کے لئے کرتے ہو انکار یہ کیا ہے
تم سے کبھی اتنی بھی سخاوت نہین ہوتی

حسرت سی کہا کرتا ہی اب تو بت بے مہر
کیون تمکو مری ساتھ محبت نہین ہوتی

اوس رشک مسیحا کی تصور مین ہون ہر دم
مرنیکی بھی ہمکو کبھی فرصت نہین ہوتی

ہمسایہ مری رونے سی نالان ہین ہمیشہ
وہ کونسا دن ہی کہ شکایت نہین ہوتی

کس ناز سی فرماتے ہین وہ مجھسے کہ اے غم
لو فصل بہار آگئی وحشت نہین ہوتی

آیا ہے ابر جوش کے رحمت خدا کی ہے
لو میکشو پیو کہ عنایت خدا کی ہے

کیونکر تو نہ جانون انصاف ہی ہی شرط
قالب مین اپنے روح امانت خدا کی ہے

عشق صنم مین کیونکہ پلک سی پلک لگے
راتونکا جاگنا بھی عبادت خدا کی ہے

کیونکر مزا نہ آئے ہمارے کلام مین
انسان کو یہ دی ہوئی دولت خدا کی ہے

موسیٰ کی طرح جلوہ نظر آیا سنگ مین
بت سے غرض نہین ہمین الفت خدا کی ہے

فرصت نہین حسینون سے دن رات صبح و شام
غم کے حال پر بھی عنایت خدا کی ہے

ساقی سے آرزو نکرے جام کے لیئے — اللہ ظرف دے دل ناکام کے لیئے
جسطرح سے کہ صبح ہوئی شام کے لیئے — آغاز سے فروغ ہو انجام کے لیئے
سبزہ کیطرح اوگتے ہی پامال ہوگئے — پیدا ہوئے تہے خلق مین ہم نام کے لیئے
کیفیت شراب ہے آنکھون سے یار کی — ہی جام مے کیواسطے مے جام کے لیئے
پڑہیئے نماز شکر کہ آیا ہے اونکا خط — قاصد کہڑے جہگڑتے ہین انعام کے لیئے
کیون چاہیے زیادہ نہ سمجھین اسے عزیز — پہلو مین اپنے دل ہے دلآرام کے لیئے
طالب ہوا تہا وصل کا فرقت کا غم ملا — اچہی سزا ہوئی دل ناکام کے لیئے
جاتا ہون اونکی در پہ تو کہتے ہین پاسبان — کچہہ خاص یہ جگہہ تو نہین عام کے لیئے
نیت ہی حج کی بت سی طبیعت بگڑ گئی — زنار لو تڑا جامۂ احرام کے لیئے
غفلت ہی مین بسر ہوئی سمجھے نہ آجتک — پیدا ہوئے تہے خلق مین کس کام کے لیئے
ہوتا ہی درد سر اونہین ذکر گلا بہی — زیبا ہی ناز کی بت گلفام کے لیئے
واعظ ملے ملے نہ ملے بادۂ طہور — منت نہوگی جیسے تو اک جام کے لیئے

آغا نشان سجدہ کا ماتہی پہ فرض ہے
تمغہ ضرور چاہیے اسلام کے لیئے

گر یہ مستی مین کسکو دور ساغر چاہیئے — جوش طوفان ہے اب کشتی کو لنگر چاہیئے
عاشقون کے جسم پر کافی ہین اون چہیلونکی گل — نازنینون کے لیئے پہولونکا زیور چاہیئے
راتدن لیتی ہی بوسی مصحف رخسار کے — زلف کافر مجہکو تیرا اسقدر چاہیئے
دو لبون جانب سی برابر چاہیئے نازونیاز — وہ نچاہی ہم اوسی چاہین یہ کیونکر چاہیئے
پہر ترقی پر ہی وحشت پہر ہوا جوش جنون — پہر بہار آئی رگ سودا کو نشتر چاہیئے
وصل کی شب بہی جدائی گر تمہین منظور ہے — تیغ کیون ہو بیچ مین سد سکندر چاہیئے
ماہ مین دہبہ لگانے کے لیئے ای مہربان — عارض روشن پہ اک تل ہی مقرر چاہیئے

شعر کا کہنا سمجھنا دونون باتین ایک ہین
قابلیت چاہیئے انسان مین جوہر چاہیئے

وصف لکھتا ہے کسی ہوے کمر کا مو بمو
آج کل عنقا کے بازو کا مجھے پر چاہیئے

آغا صاحب چاہیے کیا دین و دنیا مین مجھے
فضل خالق چاہیئے امداد حیدر چاہیئے

تیری سرگوشی سی آغا بھی پریشان ہوگیا
کچھہ سزا تمکو بھی ای زلف معنبر چاہیئے

اے بتو دل مین کیا سمائی ہے
تم کو بھی دعوی خدائی ہے

مردنی چہرہ پر جو چھائی ہے
اپنی کس پر طبیعت آئی ہے

پیچ پر پیچ پڑتے جاتے ہین
زلف کی کان تک رسائی ہے

تجھہ سے شرمندہ ہین مہ و خورشید
آئنہ نے بھی منہ کی کھائی ہے

ہم حسینون کا دل ہلا دین گے
آہ کی عرش تک رسائی ہے

وصل کی رات مین بھی عاشق سے
منہ چھپاتے ہین شرم آئی ہے

خوش خوش آتی ہے آج باد صبا
شاید اونکا پیام لائی ہے

یاد کرتا نہین کوئی پس مرگ
چار دن کی یہ آشنائی ہے

ہر گھڑی آئنہ ہے اور وہ ہین
اونکو منظور خود نمائی ہے

تیز ہے آج باڑہ سرمہ کی
دیکھیے کس کی شامت آئی ہے

اپنا عاشق سمجھ کے آغا کو
بت ستاتے ہین کیا خدائی ہے

درد کیون دل مین نہ ای ناصح نادان اوٹھے
اپنی پہلو سی جو وہ فتنہ دوران اوٹھے

لیکے اوس بزم سے ہم دیدہ گریان اوٹھے
بیٹھنے بھی تو نہ پائے تھے کہ طوفان اوٹھے

قہر ہے جوش جنون دست درازی تیری
حشر کے روز بھی ہم چاک گریبان اوٹھے

مرتے مرتے نہ کیا ہمنے بتو نکو سجدہ
دور کفار مین بھی ہمتو مسلمان اوٹھے

مین وہ مجنون ہون کہ مکتب مین بٹھایا جو مجھے
سنگ با تہو تمین لیے طفل دبستان اوٹھے

بیٹھنے کا تو سہارا ہمین ہو جاتی وہان
یا آلہی در دلدار سے دربان اوٹھے

اپنے دل ہی مین ہی اوس بت کا تصور ہر دم
یا خدا گھر سے ہمارے نہ یہ مہمان اوٹھے

دیر مین کعبہ مین عاشق ترا جس جا بیٹھا
قتل کرنے لے کئے گبر و مسلمان اوٹھے

اپنے دود دل سوزان کی طرح سی آخر
ہم تری بزم سی اوٹھی تو پریشان اوٹھے

حسرت و یاس و الم قبر تلک ساتھ چلین
نعش عاشق کی نہ یون بے سر و سامان اوٹھے

قول پر اپنے کسی دن نہ رہے تم قایم
بارہا عہد ہوی سیکڑون قرآن اوٹھے

کوی جانا نسی اگر خلد کو جاؤن آغا
دور سے دیکھکے تعظیم کو رضوان اوٹھے

زبانی وعدے ہوی خط کئی ہزار آئے
وہ آئینگے مری گھر کیونکر اعتبار آئے

تمہارے پاؤن مین مہندی لگی ہی آنیکو
نہ ہاتھ اوٹھانیکو بہی تا سر مزار آئے

عبث خیال ہی صید افگنی کا صحرا مین
جو آپ چاہین تو گھر بیٹھے ہی شکار آئے

تجسس اپنا فقط دیر پر نہ تھا موقوف
خدا کے گھر مین بہی اوس بت کو ہم پکار آئے

یہ لیے سیب نہین حنا کے دست نگارین
کسے حلال کیا کسکو آج مار آئے

لگاو تیر مژہ دل ہمارا حاضر ہے
اس آبلہ کے مقابل مین نوک خار آئے

اودہر شگوفی کہلین اسطرف کو زخم جگر
چمن مین ہوگئے آلہی ادہر بہار آئے

نہ اوس طرف سی کسی اور سمت کو جائی
چمن مین ہوگئے آلہی ادہر بہار آئے

جتا دین قاتل غفلت شعار کو احباب
ترے شہید کو ہم قبر مین اوتار آئے

کبہی نہ آپ نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا
گلی مین آپ کے آغا ہزار بار آئے

نہین لایق مین اونکی محفل کے
غیر اب بیٹھتے ہین مل مل کے

گو کہ آنسو نہ نکلے قاتل کے
تیغ زنوئی مرے گلے مل کے

دیکھیے کس کی موت آئی ہے
وہ ہین مشتاق رقص بسمل کے

عندلیبو بہار لو آئے
گل کہلائینگے غنچے کہل کہل کے

او ٹھہ گئے غیر یہ بہی خوب ہوا
رنگ بدلے تمہاری محفل کے

لگ گئے میرے خون کے دہبے
رنگ بدلے تمہاری محفل کے

دل کو ہاتہون سے تہامنے آتی ہین
جانے والے تمہاری محفل کے

تیرے مکھڑے سے دون اگر تشبیہ
دہبے چہٹ جائین ماہ کامل کے

رشک لیلی ہے کوئی ناقہ سوار
گرد پہرتی ہے خلق محمل کے

کس طرح سے کٹیگی راہ عدم
یہان تو کٹتے ہین پہلی منزل کے

ذبح ہونیکی اس لیئے ہے خوشی
بوسے لونگا مین تیغ قاتل کے

ق

ہین سخاوت کے مرتبے مشہور
رد نہ کیجیے سوال سائل کے

ہو ہمین بہی نصیب بوس و کنار
کبہی نکلین تو حوصلے دل کے

مین وہ پیاسا ہون دیکہکر مجہکو
خشک لب ہو گئے ہین ساحل کے

کسنے روح روان کا ساتہ دیا
کون کام آیا وقت مشکل کے

ان حسینون سے دور رہ آغا
یہی مشہور چور ہین دل کے

خدا کا بہی کچہہ خوف اصلا نہین ہے
کسی کی بتو تمکو پروا نہین ہے

بتو اسقدر ظلم زیبا نہین ہے
ستانا کسی دل کا اچہا نہین ہے

جگہہ دل لگانے کی دنیا نہین ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہین ہے

دم واپسین تو مجہے دیکہہ جاؤ
مرے دم کا مطلق بہروسا نہین ہے

اگر دیکہتے خود پسندی نہ کرتے
خدا کو کسی بت نے دیکہا نہین ہے

سمجھہ لو جھکر ہوئین ترچھی نگاہین
مرا دل ہے تیرونکا تودا نہین ہے
فقط دل کو بہلاتا ہون شعر کہکر
مجھے شعر گوئی کا دعویٰ نہین ہے
نہو جی تو بیکار مطلق ہے شیشہ
وہ دل کیا ہی جو خون ہوتا نہین ہے
جلائے نہین اوس نے ٹھوکرسی مردے
وہ بت کسطرح سے مسیحا نہین ہے
سمجھتا ہون مین اوسکی کافرادائین
کوئی آجتک اوسکو سمجھا نہین ہے
نہین سنتنے بلبل کی فریاد وزاری
گلونکے مگر گوش شنوا نہین ہے
غنیمت سمجھہ صحبت چند روزہ
جو گذرا دوبارہ وہ پیدا نہین ہے
کبھی فاش ہوتا نہ یون راز الفت
کرے دن کیا مرا اشک تھمتا نہین ہے

وہ کہتے ہین انہوس سے ہاتھہ ملکر
مری بزم مین آج آغا نہین ہے

شب ہجر کس دل مین وہ پھڑکا نہین ہے
یہ وہ رات ہے جسکا تڑکا نہین ہے
مرے نالہ کا شور ہے یہ فلک تک
کبھی رعد اسطرح کڑکا نہین ہے
خدا کیلئے ہاتھہ روکو نہ صاحب
ابھی مرغ دل خوب پھڑکا نہین ہے
جلائیگا تو دیکھنا سب جہان کو
ترا شعلۂ حسن بھڑکا نہین ہے

نہ آئیگا واعظ کی باتون مین آغا
وہ دیوانہ ہے کوئی لڑکا نہین ہے

یہ اوس بت کے دل مین سمائی ہوئی ہے
مری معتقد سب خدائی ہوئی ہے
خدا جانے کس گل پہ آئی ہوئی ہے
طبیعت مری رنگ لائی ہوئی ہے
خدا جانے آئی ہے کیسی یہ آفت
خودی ہر بشر مین سمائی ہوئی ہے
ڈبویا مرے دل کو چاہ ذقن مین
یہ آنکھونکی اوسکو سجھائی ہوئی ہے
کیا اوسنے فرہاد کا خون ناحق
یہ شیرین عجب رنگ لائی ہوئی ہے

طبیبون کو نا حق ہے فکر مداوا
نہین ٹلتی گر موت آئی ہوئی ہے

کدورت کا نقشہ دہان جم چکا تہا
بڑی مشکلون سے صفائی ہوئی ہے

مے سرخ کا دور ہو آج ساقی
گہٹا کالی کالی سی چہائی ہوئی ہے

عرق دیکہکر تیرے منہ پر ہے نادم
پسینہ مین شبنم نہائی ہوئی ہے

سمجہتا ہی آغا بہی تیوری سے تیرے
کسیکی لگائی بجہائی ہوئی ہے

صبح ہو جائگی ٹہر جا لگا تہر جانے دے
خیر سے آج شب وصل گذر جانے دے

تیغ کے گہاٹ سی یہ بوجہہ اوتر جانے دے
تیرا سودا نہین جاتا ہی تو سر جانے دے

او ستمگر تری تلوار کا دہبا چہٹ جاہے
اپنے دامن کو لہو سی مرے بہر جانے دے

وصل کی رات مین کیا شور موذن کم ہی
بحث فریاد نوائے مرغ سحر جانے دے

ایک مدت سی گلا خشک ہی میرا قاتل
آب خنجر کا کوئی گہونٹ اوتر جانے دے

ہائے گہبرا کے شب وصل مین لو سکا کہنا
لے اذان ہو گئی بجتا ہی گجر جانے دے

سیکڑون جانے والے تجہی پر واکیا ہے
کوئی گر جان سی مرتا ہی تو مر جانے دے

دیکہین کس طرح نہین اونکو اثر ہوتا ہی
دل کی بیتابی کی وہانتک تو خبر جانے دے

جام مے پیکے بہکنا نہین اچہا آغا
کوئی کم ظرف جو او بہر تو او بہر جانے دے

جوش وحشت کی ہین سامان خدا خیر کرے
ہاتہہ ہے اور گریبان خدا خیر کرے

لوگ بہکاتی ہین اور چلتے ہین لاکہون چالکین
ابہی کم سن ہے وہ نادان خدا خیر کرے

اپنے رونے سی ہر ایک جا ہی قیامت برپا
کس غضب کا ہی یہ طوفان خدا خیر کرے

طلب بوسہ مین ناراض ہین وہ بس منکر
ہو گیا ہی تمہین ہذیان خدا خیر کرے

مین تو درماندہ ہون اور راہ بہت دور دراز
منزل سخت ہو آسان خدا خیر کرے

دل کو ہر وقت ہی اوس نوک مژہ کا کھٹکا
تیز ہے تیر کا پیکان خدا خیر کرے
دیکھکر نبض مری حضرت عیسی نے کہا
کوئی دم کا ہی یہ مہمان خدا خیر کرے

اچھے کو آپنے پیمانہ دیا ہے آغا
بس اب اللہ نگہبان خدا خیر کرے

یہ کل کا ذکر ہے بت مہربان تھے
ہم اونکے محرم راز نہان تھے
نہین ہے نام تک اب اونکا باقی
جلو مین جنکے نوبت تھی نشان تھے
سگ جانان مین تجھسے منفعل ہون
ترے لایق نہ میرے استخوان تھے
ہماری آہ وزاری سے شب ہجر
فلک پر نعرہ ہاے الامان تھے
مین سودا زلف کا کیون مول لیتا
سراسر بال بال آہین زبان تھے
جرس کی طرح سے کرتے تھے فریاد
کبھی ہم بھی شریک کاروان تھے
لگا دی آگ اپنی گفتگو نے
عدو جلتے تھے ہم آتش فشان تھے
زبان پانے کی چکھتے ہین سزا ہی
وہی دن خوب تھے جب بی زبان تھے
سمجھتے تھے کہ تو سمجھے گا کچھہ قدر
محبت مین تری کیا کیا گمان تھے
تری رنگین بیانی کے تصدق
گل و بلبل بھی تیرے مدح خوان تھے
ہوے مشہور میرے چاہنے سے
یہ شہرے آپکے پہلے کہان تھے

وفور لطف سے وہ پوچھتے ہین
کہو آغا کئی دن سے کہان تھے

گلی کوچون مین کب شور و فغان تھے
تمہارے حسن کے چرچے کہان تھے
کمر کی فکر مین بل کیون نہ پڑتے
تو ہم اپنے دل کے درمیان تھے
شب معراج کا کیا ذکر سمجھے
جہان کوئی نہ تھا حضرت وہان تھے
اثر جذب محبت نے دکھایا
کہان یوسف عزیز کاروان تھے

رہا برسون ہین شغل محبت
جگر مین درد تہا آنسو روان تہے

کسی یوسف کی تہی دل مین تمنا
کبہی ہم بہی شریک کاروان تہے

نہ چونکے صور کی آواز سے بہی
ازل سے جو کہ مست جاودان تہے

زلیخا کی رہی چاہت مبارک
تری صحبت کے لایق ہم کہان تہے

بگڑ کر ہمسے وہ کہتے ہین آغا
تمہین تو اک ہمارے قدر دان تہے

عبث زرین کلاہی مسند شاہی پہ نازان ہے
کوئی دن جاتی ہین غافل کہ پہر نہ یہ ساماں ہے

یہ دولت چار دن کی چاندنی اہل سحر کو ہے
شباب عارضی اے مہربان دو دن کا مہمان ہے

تمہین گردن کشی زیبا ہے کیون لینی لیے بیجا
تمہارا مصرع قد سرو سی دست و گریبان ہے

دورنگی عالم اسباب کی عبرت کی قابل ہے
ادہر کو جام خندان ہے ادہر کو شیشہ گریان ہے

بڑا ہی سوگ آغا کا لیا اوس ماہ پیکر نے
نہ کنگہی ہے نہ چوٹی ہے نہ مسی ہے نہ افشان ہے

وہ کہتے ہین اوٹہو سحر ہو گئی
اذان ہو گئی لو سحر ہو گئی

گلے سے ملو اب تو ...
تڑپتے مجہے رات بہر ہو گئی

الٰہی ہوا جذب الفت کو کیا
مری آہ کیون بے اثر ہو گئی

زمانہ تو اے جان برگشتہ تہا
تمہاری بہی ترچہی نظر ہو گئی

ہوئے سر کٹانے کو تیار ہم
جو وان تیغ زیب کمر ہو گئی

دکہائی مجہے کس لیئے شام ہجر
شب وصل کی کیون سحر ہو گئی

ملا وصل مین بہی نہ آغا کو چین
شکایت مین شب بہر بسر ہو گئی

جان لڑا دیجیے تیغ قاتل سے
مشورہ ہو رہا ہے یہ دل سے

روز دو چار ذبح کرتے ہین — شوق ہے اونکو رقص بسمل سے
خال رخسار یار جو ہین گے — ہم نکالینگے تیل اس تل سے
دیکھکر اونکی ساق سیمین کو — اوٹھہ گئی شمع جلکے محفل سے
گو کہ کمسن ہین پر قیامت ہین — دام مین آئینگے وہ مشکل سے
راہ پر خوف بوجھہ بھاری ہے — خیر سے گذرین پہلی منزل سے
قیس کو تھا اشارۂ لیلی — دور رہیو ہماری محفل سے
نقص کھلجائیگا گھڑی بہر مین — تم مقابل ہو ماہ کامل سے
زیر خنجر نہ تڑپون یا تڑپون — پوچھہ لے کوئی اتنا قاتل سے
جسپہ چالیس روز غم برسا — میرا پتلا بنا ہی اوس گل سے

تم جو آغا کے پاس آ بیٹھے
اوٹھہ گئے جل کے غیر محفل سے

وہ آکے سب اسیرونکو آزاد کر گئے — مجھپر جو مہربان ہوئے پر کتر گئے
ممکن ہوا نہ وصل تو جانسے گذر گئے — جو کچھہ کہ ہمسے ہوسکا وہ ہم بھی کر گئے
بھٹکا دیا رقیب لعین نے اودھر گئے — سنتے نہین کسیکی ہوا مین وہ بھر گئے
لایا نہ اوسکو کھینچکے کب جذب اشتیاق — کس دن ہمارے نالۂ دل بے اثر گئے
پہلو مین دل نے چین نہ لینے دیا ہمین — بیتاب ہوکے رات کو پھر اونکے گھر گئے
اترا گئے تھے خیر سے جنکے گھمنڈ پر — فرمائیے وہ چاہنے والے کدہر گئے
چہرہ پہ اونکے ابتو ٹھہرتی نہین نگاہ — جوبن پہ آکے نام خدا کیا نکھر گئے
ہم راہ مین بھٹکتے ہین ملتا نہین پتا — کیا جانئے کہ قافلہ والے کدہر گئے
تیرے سوا کسی سے محبت نہین رہی — نظرون پہ جو چڑھے تھے وہ دل سے اوتر گئے

آغا مقام شکر ہے بر آئی آرزو

لاکھون وصال یار کی حسرت مین مرگئے

ہون ایسے بے خبر کہ اپنی خبر رہے
وہ کام کیجئے کہ ہودا نہ سر رہے

تیر نگاہ یار کا باقی اثر رہے
دل کا پتا لگے نہ نشان جگر رہے

مین خاک چھانتا رہا دشت فراق مین
منزل پہ اپنی قافلے پہونچے اوتر رہے

گذری تمام رات ہمین انتظار مین
وعدہ تہا ہم سے آپکا شب کہئے گہر رہے

فصل خزان کے رنج کا کیا ذکر کیجئے
ہم موسم بہار مین بے بال و پر رہے

یا رب وہ وقت آئے کہ دن رات صبح شام
آغوش اشتیاق مین اونکی کمر رہے

جادو بہری نگاہون سے اللہ کی پناہ
بچتا نظر گذر سے ہمارا جگر رہے

ہو سرکشی تجھے نہ اگر قد یار سے
اے سرو کیون زمانہ مین تو بے ثمر رہے

جب محتسب شریک ہو قاضی ہو رازدار
رندان بادہ نوش کو پہر کسکا ڈر رہے

گہ زلف کی ثنا تہی کبہی رخ کا وصف تہا
پہر چرچے تمہارے حسن کے شام سحر رہے

آغا اگر جلایا ہے اوسنے تو آپ بہی
وہ داغ اوسکو دیجئے جو عمر بہر رہے

پہانسا سو طرح جسکو تاکے
ہم بہی تو ہین آدمی بلا کے

اب ہم نہ پہنسینگے دم مین آکے
دل دینگے کسیکو آزما کے

کیا بخت رسا ہوے خدا کے
بوسے لئے اونکے دست و پا کے

اغیار سے پیار کے اشارے
میرے لئے تیر ہین قضا کے

جسکی قدرت سے بت بنے ہین
قائل ہین ہم اوسی خدا کے

گردش مین فلک نے ہمکو رکہا
پائے ہین نصیب آسیا کے

سرمہ کی طرح سے اہل بینش
مشتاق ہین تیری خاک پا کے

رنج و الم و مصیبت و غم
لقمے ہین مرے لئے غذا کے

هم کهه نهین سکتے حال اپنا
تمکو نازک مزاج پاکے

یهه دل سے خیال دور رکهنا
ٹهنڈے هوگئے مجهے جلاکے

در پیش سفر هے اوس جگهه کا
جسن جاسے پهر انه کوئی جاکے

آغا صاحب ملال کب تک +
سر پاؤن پر رکهدو اونکے جاکے

فکر عشق کم نهین آتی
موت آتی نظر نهین آتی

تجهکو تدبیر کر نهین آتی
موت اسے چاره گر نهین آتی

تیرے بیمار کا یه عالم هے
سانس دو دو پهر نهین آتی

کسطرف هی یهان سے ملک عدم
کچهه وهان کی خبر نهین آتی

هر جگهه پر سنا هے تیرا گذر
اے قضا تو ادهر نهین آتی

عاشقون مین هین هین بدقسمت
کس کی امید بر نهین آتی

اپنے عاشق کو کردیا رسوا
شرم او فتنه گر نهین آتی

اونکا کوچه هی هے عدم کی راه
نامه بر کی خبر نهین آتی

شب فرقت کا دیکهئے اندهیر
چاندنی میرے گهر نهین آتی

عرض مطلب کریگا یار سے کیا
بات آغا کو کر نهین آتی

سوچ کیسا بات کیا هی کون گذرے یار سے
دل اونهین کی نذر کیجیے فائده تکرار سے

آجتک محروم رکها شربت دیدار سے
کیون نه سیکها اسقدر مین بهی هین بیمار سے

شور محشر هے عیان پازیب کی جهنکار سے
دل پسے جاتی هین جب صبا اپکی رفتار سے

دید کی خواهش کرون کر اوس عیار سے
لن ترانی کی صدا آئے در و دیوار سے

جامۂ عریان تنی پیراهن داغ جنون
مجهکو دو خلعت ملی هین عشق کی سرکار سے

کیا تعجب ہی سمجھے وہ بت نا آشنا
موم ہو جاتے ہین پتھر آہ آتشبار سے

آبلے ہین پاؤن مین رفتار کی طاقت نہین
دیکھئے کسطرح گذرین وادی پرخار سے

گل کھلا ای اشتیاق گلشن دیدار نے
داغ دل ہم نے لیے ای باغبان گلزار سے

دخت رز ناپاک ہرگز قابل صحبت نہین
بادہ نوشو دل لگایا تمنے کس مردار سے

جان ہی الجھن مین تھی دل پریشان ہو گیا
زلف کا سودا خریدا حسن کے بازار سے

سامنے آنکھون کے ہر دم رہتی ہی تصویر یار
ہم نہین محروم موسی کیطرح دیدار سے

شوق سے ابرو چڑہا کر مجھکو اس نے کیا خطر
ہم سپاہی ہین کبھی ڈرتے نہین تلوار سے

زخمہای دل کو مرہم کی ہوئی حیدر تلاش
نافہ ہای مشک غایب ہو گئی تاتار سے

جام کوثر کا ملے جنت ملے حورین ملین
آرزو آغا یہی ہے حیدر کرار سے

اور رو کے ہنسیے بولئے دل شاد کیجئے
بھولے سے بھی ہمے یاد کیجئے

آئے کبھی نہ حرف شکایت زبان تک
کنج قفس مین خاطر صیاد کیجئے

قمری کا طوق توڑ کے تنسے چھوڑائیے
صدقے مین اپنے سرو کو آزاد کیجئے

صاحب غریبخانہ مین تشریف لائیے
ویرانہ کو مرے کبھی آباد کیجئے

پریون سے آج کل ہی طبیعت لگی ہوئی
ای حضرت جنون مری امداد کیجئے

خاموش سر کٹائیے اور دم نہ ماریئے
خنجر کا پاس خاطر جلاد کیجئے

للہ اپنے دل سے کدورت مٹائیے
مٹی نہ مجھ غریب کی برباد کیجئے

اچھا کیا جو کچھ لیا مجھکو برا بھلا
جو کچھ ہوا ہو اور دل مین وہ ارشاد کیجئے

اورونکی طرح مجھکو نہ دل سے بھلائیے
بھولے سے ایکدن تو کبھی یاد کیجئے

پھرا ہیونکی یاد مین ہو کوفت ہر گھڑی
بانگ جرس کی طرح سے فریاد کیجئے

مین تنگ آگیا ہون زمانہ کے ہاتھ سے
یا مرتضی علی مری امداد کیجئے

آغا کبھی نہ آئیگا پابند شرع ہے
بزم شراب مین نہ اوسے یاد کیجیے

منہدی ہاتھون مین ملی رنگ جمانیکے لیئے — یہ بہانہ ہے مری خون بہانے کے لیئے
ایک ہم خلق ہوئے رنج اوٹھانیکے لیئے — عیش آرام مبارک ہو زمانے کے لیئے
یہ شرارت تو فقط حسن گلوسوز کی ہے — طور پر کون گیا آگ لگانے کے لیئے
مرغ دل خال رخ یار کا مائل ہوگا — جانور دام مین پہنس جاتا ہے دانے کے لیئے
گور حاتم پہ نہ کسطرح سے لاتین ماریں — دولت حسن ملی تمکو لٹانے کے لیئے
موت کا ہے کسی کہٹکا وہ بلائین تو سہی — ہم کمر باندہے ہوئے بیٹھے ہین جانے کے لیئے

دیکھین کسطرح وہ منتی نہین ہمسے آغا
آج خود جاتے ہین ہم اونکے منانے کے لیئے

اونکی محفل سے بمشکل آئے — جب گئے تہامے ہوئے دل آئے
شکر صد شکر کہ مرتے مرتے — تیغ قاتل کے گلے مل آئے
آپ نے اور یہ اندہیر کیا — بال کہولے سر محفل آئے
جان جائے تو بلا سے جائے — یا الٰہی نہ کہین دل آئے
پہر گیا شرم سے خورشید کا رخ — کون اب تیرے مقابل آئے

سر کٹانے کی خوشی ہے آغا
عید ہو مجھکو جو قاتل آئے

ہے آرزو پری کی نہ خواہش ہے حور کی — آنکھون کے سامنے رہے صورت حضور کی
غیرون سے آج تمنے لگاوٹ ضرور کی — چہپتی نہین ہین یار نگاہین فتور کی
بولو کہ آرزو ہے وہ سب دلسے دور کی — دل آپ پہیر دین تو عنایت حضور کی
کسنے نقاب چہرۂ روشن اوٹہا دیا — کیون آج پہیکی ہوگئی ضو شمع طور کی

عذر گناہ حشر مین کیا ہم کرینگے خاک
اعضا گواہی دینگے ہمارے قصور کی

مستونکو کب ہی وعدۂ فردا پر اعتبار
واعظ کو آرزو ہو شراب طہور کی

بتخانہ و حرم مین تفاوت نہین ذرا
سوچے اگر کوئی تو مین کہتا ہون دور کی

منت ہزار کیجے دیتے نہین جواب
کچھ انتہا نہین ہے بتونکے غرور کی

اور ونکو کون پوچھیگا روز شمار مین
گنتی نہو سکے گی ہمارے قصور کی

تھوڑی ہی رات اور بہت دل مین حسرتین
کبتک کیا کرون مین خوشامد حضور کی

آنکھون سے اپنی یار کا دیدار دیکھلو
آجائے کان تک کہین آواز صور کی

ہین عاشقون مین آپ کی ہم میرزا نشین
ہم سے لیا نہ کیجئے صاحب غرور کی

دہلی کے راستہ مین غزل لکھتے جاتے ہین
آغا ہمین ہے پل یہ سوجھی ہے دور کی

ہر اک بات مین درد گالی ہوئی ہے
یہ عادت تمہین کسکی ڈالی ہوئی ہے

ادہر آؤ صاحب لہو دل کے بدلے
جگہ اپنی پہلو مین خالی ہوئی ہے

شب ہجر کا ذکر کسنے کیا تھا
کہو چھیڑ کسکی نکالی ہوئی ہے

وہ آفت زدہ ہون کہ بعد فنا بھی
مری قبر کی پائمالی ہوئی ہے

کہون چشم میگون کی پتلی یہ بہتی
مے لعل سے مست کالی ہوئی ہے

صبا تونے غنچون سے سرگوشیان کر
گلونکو بہت گوشمالی ہوئی ہے

دل آیا نہین اوس جفا جو پہ آغا
مین سمجھا کہ موت آنیوالی ہوئی ہے

یہ حسن یہ صورت یہ شمائل تو نہین ہے
یوسف ہی تو ہو تیرے مقابل تو نہین ہے

اپنا بھی گذر سہل ہے مشکل تو نہین ہے
کوچہ ترا کچھ گور کی منزل تو نہین ہے

وہ ولولہ وہ جذبۂ کامل تو نہین ہے
وہ جوش جوانی وہ مراد دل تو نہین ہے

کیون چھپکے رہین کسلیئے ہو حق نہ مچائین — میخانہ ہے کچھہ شیخ کی محفل تو نہین ہے
ایسا نہو وہ میرے تڑپنی سی جھجک جائے — پہلو کی برابر کہین قاتل تو نہین ہے
وہ پوچھتے ہین حال مرا لوگو نسے اکثر — کہئے وہ کسی اور پہ مائل تو نہین ہے
کافی ہے فقط زلف گرہگیر کا پہندا — مجنون ترا پابند سلاسل تو نہین ہے

آغا تمہین لازم ہے کہ ہمت کو نہ ہارو
آسان نہو ایسی کوئی مشکل تو نہین ہے

ستاتی ہے ہر بار الفت تمہاری — نہین جاتی دل سے محبت تمہاری
نہ جائیگی تا حشر الفت تمہاری — جگر مین بسی ہے محبت تمہاری
تمہین ہم سے نفرت ہمین تم سے رغبت — یہ خصلت ہماری وہ عادت تمہاری
خطاوار ہم ہین گنہگار ہین ہم — بجا ہی بجا ہے شکایت تمہاری
ق
سمجھاؤ اوس بت کو ای شیخ صاحب — کہین مفت آئی نہ شامت تمہاری
کبھی جو نکتے ہین لگتی نہین ہے — اثر کیا کریگی نصیحت تمہاری
رہے غیر سے تمکو نفرت ہمیشہ — چھڑا لے خدا تم سے علت تمہاری

وفا بیوفاؤن سے کرتے ہو آغا
عجب طرح کی ہے طبیعت تمہاری

اونکو تکلیف ہوئی زلف کی سلجھانی سے — ہاتھہ مشاطہ کی یا رب ہون جدا شانی سے
نہ غرض مے سے نہ ساقی سے نہ پیمانی سے — سیکڑون کوس الگ رہتا ہون میخانی سے
راہ حق بھول گئی شیخ کے بہکانی سے — آپ کعبہ کیطرف جاتے ہین بتخانی سے
خار کیطرح سے دامن مین لپٹ جائیگا — ای پری تو نہ اولجہیو کسی دیوانی سے
ناصحا تو مئے الفت کا مزا کیا جانے — آگ لگتی ہے جگر مین ترے سمجھانی سے
طالب دید پہ تجھکو بھی ترس لازم ہے — فائدہ کیا ہے ستمگر مرے ترسانی سے

شیخ کہتا ہی مرے ہاتہہ مین دو ہاتہہ اپنا
مغبچے کہتے ہین بیعت کرو پیمانے سے

ان حسینون سے کرو ترک تعلق آغا
یار لبد بچو روز کے غم کہانے سے

عشق صنم مین اپکو رسوا نہ کیجئے
بیمار رہنگے یاد مسیحا نہ کیجئے

جسکو نہووے عاشق جانباز کا خیال
اوس بیوفا کی آپ بہی پروا نہ کیجئے

غیرونکے آگے مجھکو نہ آنکھین دکہائیے
محفل مین پتلیون کا تماشا نہ کیجئے

راحت ہی مجھکو رنج مین ای حضرت مسیح
بیمار رہنے دیجیئے اچہا نہ کیجئے

دل دیجیے نہ دیجیے اوس رشک ماہ کو
کیا کیجئے بتائیے اور کیا نہ کیجئے

کسنے کسی کا ساتہہ دیا وقت رنج کے
جز ذات حق کسی کا بہروسا نہ کیجئے

کیون اب بہی باز آئیگا ہم نہ کہتے تہے
الفت کسی سے حضرت آغا نہ کیجئے

تیغ نگاہ ناز کلیجہ پہ چل گئی
جان قتیل حسرت قاتل نکل گئی

وحشت ہماری سنکے طبیعت دہل گئی
مجنون کی روح قبر مین بالنسون اوچہل گئی

مرجہا رہے ہین پہولونکی رنگت بدل گئی
فصل بہار صحن چمن سے نکل گئی

دیکہا جو مجھکو یار سے سرگرم اختلاط
پروانے ٹہنڈے ہونیلگے شمع جل گئی

طاقت جواب دے گئی بیمار ہجر کو
اک جان ہی وہ آج گئی یا کہ کل گئی

دور خزا نہین جاگئین یہ بدحواسیان
پوشاک گل کی لالہ کی پگڑی بدل گئی

بالین پہ میری رشک مسیحا کو دیکہکر
مایوس ہوکے پاس سے میرے اجل گئی

تیر افگنی پہ تہی صف مژگان تنی ہوئی
ابرو کے اک اشارہ مین تلوار چل گئی

پہلو سے ایک دم نہ سرکنے دیا اونہین
فقرہ مین یار آگیا کیا چال چل گئی

ایذا ضرور ہوتی ہی اچہونکے واسطے
یونس کو قعر بحر مین مچہلی نگل گئی

جوش جنون نہ بادیہ پیمائی کی ہوس
رحم آگیا اوسی مرے حال تباہ پر
پایا نہ ایک بار کشادہ در قبول
شہروں مین سکے پڑگئے اپنی کلام کے
کس طرح ہم سے ضبط ہو جوش بہار مین
جوہر کے بدلے تیغ مین چہالی عیان ہوئے

صدمے اوٹھا اوٹھا کے طبیعت سنبہل گئی
دونو طرف سیاہ جو فرد عمل گئی
سو بار آرزوے دلی سر کے بل گئی
دہلی مین لکھنو مین ہماری غزل گئی
شکوون سے خود بخود مے گلگون اوبل گئی
گرمی سے دا اپنے خون کی شمشیر پہل گئی

آغا شراب پینے کا اب کیا مزا رہا
رخصت ہوا شباب جوانی بہی ڈہل گئی

امید وصل کی کشش دل کے ساتھ ہے
گردن کو لاگ خنجر قاتل کے ساتھ ہے
وحشت زدہ معاف ہین تکلیف شرع سے
گردش نصیب کے لیئے پہرتی ہے کو بکو
زنجیر آج پہنی ہے کس بے گناہ نے
گردش نصیب ہی ہی اہل کمال کو
شرح مطول ایک اسی مختصر کی ہے
کیون مجھ سے پہلے قتل کیا اوسنے غیر کو
بازار لو آن سے رابطہ ہے گو وہ حسین ہین

مشکل کشا ہر ایک کی مشکل کے ساتھ ہے
مدت ہوئی کہ درد جگر دل کے ساتھ ہے
واعظ ترا کلام مسائل کے ساتھ ہے
تقدیر زائچہ سے لیئے سائل کے ساتھ ہے
شور نشور شور سلاسل کے ساتھ ہے
چکر لگا ہوا مہ کامل کے ساتھ ہے
زلف سیاہ بہی جو سیہ تل کے ساتھ ہے
اتنا مواخذہ مجھے قاتل کے ساتھ ہے
دہبہ کا نقص بہی مہ کامل کے ساتھ ہے

آغا حسین روح کی رونق ہی جسم سے
محفل کی زیب صاحب محفل کے ساتھ ہے

یہ حسن یہ صورت یہ شمائل تو نہین ہے
اپنا ہی گذر سہل ہے مشکل تو نہین ہے

یوسف ہی تو ہو تیرے مقابل تو نہین ہے
کوچہ ترا کچہہ گور کی منزل تو نہین ہے

مجنون کو تڑپ آج ہی کچھ کل سے زیادہ
لیلی کا کہین نجد مین محمل تو نہین ہے

دیتا ہے تجھے رزق یہ ہے بندہ نوازی
بندہ بھی تری یاد سے غافل تو نہین ہے

فرماتے ہے کیون رک گئی کیون منہ کو بنایا
بوسہ کا کوئی آپ سے سائل تو نہین ہے

جوش آگیا مستونکو بہار آتی ہے ساقی
بوتل مین بھرا خون عنادل تو نہین ہے

آکثر وہ کہا کرتے ہین ازراہ عنایت
آغا تو شکایت کی بھی قابل تو نہین ہے

ہمارے ہر دہان زخم سے قاتل دعا نکلے
نمک زخمونپہ تو چھڑکے تو الفت کا مزا نکلے

اگر وہ سنگدل عشاق کی محفل مین آنکلے
تو پہلو سے شکست شیشۂ دل کی صدا نکلے

جنہین ہم آشنا سمجھے تھے وہ نا آشنا نکلے
وفاداری کا جو دم بھرتے تھے وہ بیوفا نکلے

مکان خالی نظر آتا ہی رونق اوٹھگئی بالکل
حرم مین اے بتو جبدن سے تم نام خدا نکلے

عجب راز و نیاز عاشق و معشوق ہوتے ہین
کسی کی جان نکلی اور کسی کا حوصلا نکلے

نوبت ہوگی نتیجا نہ نہ یہ احباب صحبت کے
لگیگا خاک دل اپنا اگر کعبہ مین جا نکلے

پس مردن جو عاشق کا کلیجہ چیر کر دیکھا
جگر مین داغ نکلے زخم دل بے انتہا نکلے

خلاف عقل ہے صاحب نہین ممکن نہین ممکن
مرقع مین جہان کے کوئی تمسا دوسرا نکلے

کسی کی زلف کو مین نے چھوا ہو تو قسم لیلو
تہ شمشیر سر رکھدون اگر میری خطا نکلے

عجب کیا بید مجنون سے جو ہو شور انا لیلیٰ
مزار کوہکن سے ہائے شیرین کی صدا نکلے

تعجب ہر بشر کو ہے یہ مینخانو مین چرچا ہے
کہ وقت امتحان آغا نہایت پارسا نکلے

کسطرح سے ڈہونڈون مین اوسے پاؤن کہان سے
وہ عقل سے برتر ہے بری وہم و گمان سے

مشہور ہوئی نکلی جو کچھ بات زبان سے
رکتا نہین وہ تیر جو چھٹ جای کمان سے

کسطرح ملاقات ہو اوس آفت جان سے
ہم نام سے واقف ہین نہ آگاہ مکان سے

سر تن سے اوتر جائے تو آسان ہو مشکل
یارب میں سبکدوش ہوں اس بار گران سے

شاداب و تر و تازہ رہے نخل جوانی
یہ حسن کا گلشن رہے محفوظ خزان سے

امید ہی بر آئی نہ حسرت کوئی نکلی
جاتے ہیں یہ ارمان جہان گذران سے

اقرار میں رکھ جاتی ہیں سو طرح کے پہلو
بہتر ہی نہیں آپ کی اس طرح کی آن سے

پوشیدہ رہا کرتی تھیں اسرار کی باتیں
آگاہ شب وصل ہوئی راز نہان سے

آتی ہی وہ کہتے ہیں شب وصل میں صدقے
ہم اوٹھکے چلے جائینگے پہلے اذان سے

لاریب ید الله ہے اور زور میں یکتا
جبریل کے پر کاٹی ہیں تیغ دو زبان سے

ہے ایک شب وصل سو طرح کا کھٹکا
مرغ سحری سے کبھی زاہد کی اذان سے

کیا جانئے دل پر مرے کیا چوٹ لگی ہے
لب بند نہیں رہتی کسی وقت فغان سے

آغا شب فرقت میں کسی وقت تو چپ رہ
تنگ آ گئی ہمسائے ترے شور و فغان سے

لالہ کی طرح سینہ میں داغ جگری ہے
آہ دل صد چاک نسیم سحری ہے

ساقی کو مرے حال سے کیوں بیخبری ہے
میں پینے کو موجود ہوں بوتل ہی بھری ہے

کچھ اور ہی نظر آتی ہے محرم کی کٹوری
دیکھو تو ہوا کیسی حبابوں میں بھری ہے

گلشن میں اگر فصل بہار آئی ہمیں کیا
ہم اوڑ ہی نہیں سکتے ہیں بے بال و پری ہے

کیونکر تو مرے قتل سے انکار کریگا
اک بوند لہو کی ترے دامن میں بھری ہے

کیا بیٹھے ہو کچھ سیر چمن کی کرو آغا
جوبن پہ بہار آئی ہے گلشن یہ تری ہے

دہان تنگ میں شاعر کو گفتگو کیا ہے
کمر نہیں نظر آتی تو جستجو کیا ہے

ترے خیال نے کچھ ایسا کر دیا بیہوش
خبر نہیں رہی میں کون ہوں اور تو کیا ہے

جنون کی دست درازی اگر سلامت ہے
ہمارے زخموں کو پھر حاجت رفو کیا ہے

جو تجھسے ہوسکے کر صاف دل کے دہبہ کو
یہ غسل کیا ہی نہ ظاہر کی شست و شو کیا ہی

حرم مین شیخ کو بہی آج دیجیئے دہوکا
نماز اب یوہین تر کا ئی وضو کیا ہے

سمجھتے ہو کہ یہ عاشق ہی ہمیشہ مرتا ہے
تمہاری آنکھو نمین اب میری آبرو کیا ہے

مین اونکے رعب سی کچھ بات کہہ نہین سکتا
وہ مجھ سی کہتی ہین کہتی ہو آرزو کیا ہے

کسی پہ کچھ نہین کہلتا یہ کیا معما ہے
یگا ڑ کیا ہی آغا سے گفتگو کیا ہے

تلاش کسکی ہی اور اسکو جستجو کیا ہے
یہ کس سے پوچہون مری دل کی آرزو کیا ہے

تڑپ تڑپکے مین توڑ دونگا زخم کے ٹانکے
ہزار بار اگر کیجیئے رفو کیا ہے

دل و جگر ہین جو حاضر مین نذر کرتا ہون
اب ہمین آپکو قیمت کی گفتگو کیا ہے

مرے کلیجہ مین رکہتا ہے اوقدر انداز
عبث تلاش ہی پیکان کی جستجو کیا ہے

نہ ہم سا چاہنے والا ملا زمانہ مین
اسی بہروسہ پہ کہتی تہی تم کہ تو کیا ہے

کیا ہے قتل کسی بے گناہ کو تونے
بہرا ہوا ترے دامن مین یہ لہو کیا ہے

سلام ہے ترے صوم و صلوۃ پر زاہد
مین آجتک یہ نہین جانتا وضو کیا ہے

کسی پہ گر نہین عاشق ہوی ہوا ای آغا
تمہارا ذکر زمانہ مین کو بکو کیا ہے

سر مین خیال زلف شکن در شکن رہے
قبضہ مین شاعرون کے سوا دختن رہے

افسوس ہے نہ عالم بالا کی سیر کی
مرنیکے بعد بہی تہ چرخ کہن رہے

انسان کو کیا ضرور ہے فکر مآل کار
دل مین خیال مرگ بغل مین کفن رہے

فرہاد سے مزار پہ رونق ہو کوہ پر
آباد نخل بید سی مجنون کا بن رہے

دنیا مین آکے بہول گیا تا عدم کی راہ
آغا مسافری مین بہی یاد وطن رہے

رات کٹتی ہی نہ نیند آتی ہی آفت کیا ہے
آج کیا صبح نہو گی شب فرقت کیا ہے

نعمت و دولت قارونکی حکایت کیا ہے
کام مین اپنی نہ آئے تو وہ دولت کیا ہی

زہد کے واسطے لازم ہے خلوص نیت
جو نمایش کیلئے ہی وہ عبادت کیا ہے

رکھکے تلوار گلے پر وہ مرے کہتے ہین
بسمل خستہ جگر اب تجہے حسرت کیا ہے

یہ مسیحائی کا دم اور کسی کو دینا
آپکو چاہین ہمین ایسی ضرورت کیا ہے

وہ جفا کار ہے عیار ہے آغا صاحب
کسپہ مرتے ہو تمہاری بہی طبیعت کیا ہی

گفتگو اسمین ہے کیا آپکو محبت کیا ہے
دل مرا نذر ہی لیلیجیے قیمت کیا ہے

اپنی صورت پہ حسینو تمہین نخوت کیا ہی
چار دن کی ہی فقط حسن کی دولت کیا ہی

چاہیے عشق خدا اُت کی محبت کیا ہے
دیکھو صناع کو صنعت کی حقیقت کیا ہی

زیب و زینت کی پس مرگ ضرورت کیا ہی
مٹ گیا نام نشان سر تربت کیا ہے

یہی چاہی بُرا وقت نہ دکھلائے خدا
دوست پہر جاتے ہین دشمن کی شکایت کیا ہی

شیخ ہر وقت جو رندونکو بُرا کہتا ہے
اسکو غیبت نہین کہتی ہین تو غیبت کیا ہی

تونے کیا وعدہ دیدار کیا ہے اوسنے
[illegible] سو دا اُٹھین شور قیامت کیا ہے

ہاتھ مین ساقی گلفام کے ہے لعل پری
دختر رز یہ بہی کیا رو ہے رنگت کیا ہی

یہ ستم پیشہ کسی کے نہین ہوتے آغا
بیوفاؤن سے وفا ایسی مروت کیا ہے

ابر ہے مے ہے یار جانی ہے
ساقیا لطف زندگانی ہے

عشق کو ہے پسند رسوائی
آبرو کس کنوئین کا پانی ہے

سانس لینا بہی ہو گیا مشکل
اسقدر ضعف ناتوانی ہے

لئے جاتے ہین اونکی کوچہ مین
حضرت دل کی مہربانی ہے

دنکو ہے ذکر روے یار آغا

رات کو زلف کی کہانی ہے

آتش کا دھواں یا کہ یہ سی کی دھڑی ہے — سلک دردنداں ہی کہ موتی کی لڑی ہے
اوس منہ پہ جو گل شمع شبستاں لگا لیا تھا — پروانہ و بلبل ہیں عجب بحث پڑی ہے
اٹھکھیلیوں کی چال نہ چل رشک مسیحا — جلد آ کہ یہاں سینہ میں اک سانس اڑی ہے
آہوں سے مری آگ جہنم کی خجل ہے — شرمندہ مری چشم سی ساونکی جھڑی ہے

آغا نہیں ہی اب کسی گلرو کی تمنا
اک حور بہشتی سی مری آنکھ لڑی ہے

کیا قضا آئی کسی چشم کے بیمار کی ہے — آج بدلی ہوئی چتوں مرے عیار کی ہے
حال پرسی کو مری آیا ہی کس وقت وہ شوخ — لب کو جنبش نہ زباں کہنے میں مجھہ زار کی ہے
الاماں مانگتے ہیں سارے فرشتے مجھہ سے — عرش تک دھوم مری آہ شرربار کی ہے
اوسکو محراب کہوں یا کہ لکھوں قوس قزح — واہ کیا خوب کجی ابروی خمدار کی ہے

کوئی عقبی کا وسیلہ نہیں آغا مجھکو
ایک امید ہے توحید کرار کی ہے

تاک میں ہوں کوئی حکمت کیجے — دختر رز سے محبت کیجے
حضرت پیر مغاں سے کہدو — بادہ نوشی کی ہدایت کیجے
رفت ایام جوانی افسوس — صفت پیری کو نہ غارت کیجے
کچھہ خدا ان سے نہیں ملنے کا — کیوں کسی بت کی اطاعت کیجے
جس جگہہ یار رہو وہ جنت ہے — کسلئے خواہش جنت کیجے
خون دل لخت جگر حاضر ہیں — حضرت عشق کی دعوت کیجے
عشق کرتے ہو تو پہلے حضرت — خرد و ہوش کو رخصت کیجے

تنگ دنیا سے بہت ہے آغا

یا علی اس کی حمایت کیجیے

ہنستے ہین غیر روتے ہوے دیکھکر مجھے
رسوای دہر کرتی ہے کیون چشم تر مجھے

تا صبح خدا گواہ ہی عاشق بتو تکتا ہون
سایہ ہی دیکھا نہ پری کی نظر مجھے

صحرا کی خاک چھانی گلستان کی سیر کی
دیکھا عدم کو تو ہی نہیں آیا نظر مجھے

کیا نام پوچھتے ہو مین ہون کشتہ فراق
مشہور لوگ کرتے ہین خستہ جگر مجھے

یہان تک تو ناتوانی سے پہونچا ہی اپنا حال
پہچانتا نہین ہے مرا نامہ بر مجھے

فرماتا ہی رقیب سے وہ شوخ گاہ گاہ
آغا کی اندنون نہین کچھ خبر مجھے

اوس سے سوای ظلم و جفا کچھ نہ پوچھیے
بندہ سے غیر مہر و وفا کچھ نہ پوچھیے

لے لے کے بوسے وصل کی شب روے یار کے
جیسا اوٹھایا ہمنے مزا کچھ نہ پوچھیے

اک بوسہ کا سوال جو لب سے نکل گیا
کیسے ہوے وہ ہمسے خفا کچھ نہ پوچھیے

لخت جگر مین کہانیکو پینے کو خون دل
اسکے سوا لیں اور غذا کچھ نہ پوچھیے

بازار مہ حسینون کا ان روز دن سرد ہی
کیسی بندھی ہی اونکی ہوا کچھ نہ پوچھیے

آغا عدم سے لایا ہی مضمون زلف کا
کیسا ہی اسکا ذہن رسا کچھ نہ پوچھیے

وہ سرمہ لگاتے ہین جو اکثر کئی دن سے
یہان آنکھون تلی آتے ہین تیور کئی دن سے

اب عقد ثریا بھی مقابل نہین ہوتا
پہنا ہی جو اوس شوخ نے جھومر کئی دن سے

آتا ہی تو جلد تری یاد مین قاصد
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے

بوسہ جو لیا تھا ترے گلبرگ سے لب کا
جون غنچہ مرا منہ ہے معطر کئی دن سے

او قاتل ادھر بھی ذرہ ابرو کا اشارہ
شمشیر کا شایق ہے مرا سر کئی دن سے

ہر روز ہے اب قامت جانانکا تصور
مین دیکھتا ہون عالم محشر کئی دن سے

یہ کہدے کوئی عیسی خود کام سے آغا
بیمار پڑا ہے ترے در پر کئی دن سے

داغ جگر نصیب ہوا ہجر یار سے
اک پھول لے چلے چمن روزگار سے

آئینہ لیکے دیکھیے اوترا ہوا ہے منہ
آنکھیں چڑھی ہوئی ہیں نشہ کی خمار سے

وہ کولسا ملال ہے کس بات کا ہے رنج
صدقے تمہارے کیوں ہو خفا جان نثار سے

اللہ شرم رکھیے وہ آتے ہیں میرے گھر
بجلی کا سامنا ہے دل بیقرار سے

ٹھوکر لگا کے مجھکو وہ ہنستا ہے بار بار
صیاد آج کھیل رہا ہے شکار سے

کیونکر چمن میں جائے وہ صحرا کو چھوڑ کر
اولجھا ہوا ہے دامن دیوانہ خار سے

مرنے کے بعد خاک اوڑائی گلی گلی
ضد ہے ہوا کو بھی مری مشت غبار سے

تیغ علی کی ضرب سے اللہ کی پناہ
دیووں کے سر اوڑا دیے ہیں ذوالفقار سے

اللہ رے ضعف بل بے نقاہت کا زور شور
اولجھے ہوئے ہیں ہاتھ گریبان کے تار سے

دنیاے بے ثبات یہ انسان کو یہ غرور
کیا فائدہ حباب کو ایسے ابھار سے

آغا کسیکے آنے کی سن پائی کیا خبر
پھرتے ہیں آج آپ بہت بیقرار سے

جستجو میں طائر عقل رسا کے پر کٹے
تیری قدرت کا نمونہ بت بنے پتھر کٹے

راتدن تجھ بن کسی کی ممکن نہیں دم بھر کٹے
اونکی یہ عادت ہے اپنی زندگی کیونکر کٹے

نوجوانی میں نہ آئے یا خدا پیغام مرگ
پھولنے پھلنے کے موسم میں نہ شاخ تر کٹے

مجھکو محفل میں بٹھایا یار نے پہلو کے پاس
میرا درجہ بڑھ گیا اغیار کے نمبر کٹے

دیکھنے والو ڈرو تیغ نگاہ یار سے
کیا تعجب ہے اگر تل آنکھ کے اندر کٹے

آرزومند شہادت کہہ رہے ہیں شوق سے
نیم بسمل کون تڑپے آج کسکا سر کٹے

پیشبندی دیکھنا صیاد کافر کیش کی
فصل گل آنے نہ پائے بلبلوں کے پر کٹے

کوچۂ دلدار مین سب کی ہوئی مٹی خراب — قاصدون کے پاؤن ٹوٹے عاشقون کے سر کٹے

نامہ بر تجھکو بتا دیتا ہون کوچے یار کا — بیشتر بسمل نظر آئینگے اکثر سر کٹے

راہ بہ ہی جرات کہ ہمت کو نہ ہار اکو کہین — تا نکلیان گھس گھس گئین اور سیکڑون ٹھوکر لگے

منزل مقصود تک کوئی نہ پہونچا یا نصیب — سیکڑون کے پاؤن ٹوٹے سیکڑون کے سر کٹے

زینت تیغ نگہ سرمہ کا ڈورا ہو ضرور — آپکو کیا ہے کسی کی جان جائے سر کٹے

رنج مین انسان کو لازم نہین ہے اضطراب — دام مین جو صید تڑپا ہیں اوسکے پر کٹے

خشک و تر کیا ہین آغا پست ہمت کیلئے
لنگ سی ممکن نہین ہی راہ بحر و بر کٹے

نہی اک بات اپنی خوبی تقدیر سے نکلی — صدای لن ترانی یار کی تصویر سے نکلی

خوشامد سی نہ یارو نکلی کسی تدبیر سے نکلی — ہمارے دلکی حسرت آہ کی تاثیر سے نکلی

نگاہ یار کی تیزی نی مژگان کی خلش کہوئی — کھٹکتی تھی جگر مین پھانس آخر تیر سے نکلی

مری رنگت کی رنگت سی تری زلفون کی سودے سی — ختن سے مشک نکلا زعفران کشمیر سے نکلی

محبت کا اثر دیکھو لیا جب نام لیلی کا — تو صاف اک شکل حسرت قیس کی تصویر سے نکلی

تمہارا بانکپن سید نا کرنگا سب کو سن لینا — اگر بھون الف سی نکلی کجی شمشیر سے نکلی

رخ روشن کی زیبائش ہوئی ہی سبزہ خط سے — کلام اللہ کی رونق اسی تفسیر سے نکلی

وہ کہتے ہین کہ دیوانہ کی شاید شامت آئی ہے — صدا افزایا دلکی کیون قیدی زنجیر سے نکلی

گھڑی جب لے گیا دیوانہ ان زلفون کی سودے مین — صدای نالہ باہر خانہ زنجیر سے نکلی

نظر اونکی بھی تجھ پر پڑ گئی حیدر الفت ہی
سواری یار کی آغا مری تقدیر سے نکلی

بڑھاپے مین بھی ہم کیسے گتی ہین دیکھا جاکی — نگہ اپنی لڑی رہتی ہی اک برقع کی جالی سے

حجاب اوٹھ جائیگا از خود تونکی طبع عالی سے — نشہ کرنے دو آنکھون مین شراب پرتگالی سے

مسیحا زمان نوبت یہ پہونچی خستہ حالی ہے
قد دلدار کو باندھا عجب مضمون عالی ہے
پریزادونکو دم بدم دیدہ کی میں تسخیر کرتا ہون
حسینان جہان میرے لئے آنکھین چھپاتے ہین
نہین ایسا ہو وہ ہی گلی کا ہار ہو جائے
سمجھو نہ ہی خدا کی شان کا یہ تہر لیسیجے ہین
ترنیا دیکھتے ہین جو وہ کبوتر ذبح کروا کر

مقابل ... ... الی ہے
ہوا دم ... لی ہے
مری تقریر کبھی کچھہ کم نہین
کمال اوج پر پہونچا ہون ... ہی کمالی ہے
نگند ہوا اکثر ین ہونگی پھر آئی لی ہے
بتونکو رحم آیا ہی ہماری زار نالی ہے
... نہین جاتی کشتی کا وبال ہی خرد سالی ہے

صفت لکھتا ہون آنکھا ابرو خمدار جانا کی
مرے اشعار لڑ جائینگے دیوان ہلالی سے

نہ ہوجیے ان گلونکو کچھ ضرر باد شمالی سے
کبھی ہنس کر دعا دی کبھی پیش آئی گالی سے
ہو تمکو نائی ہوا اور کبھی تیور بدلتے ہو
نہ آئیگی ہمارے ہاتھ کیونکہ ہم ہی شاعر ہین
خدا وہ دن کہان فصل گل پھر جوش پر آئے
سبو و جام چاندی کی امیرونکو مبارک ہون
حسینونکی گلی میں ہر گھڑی جانا نہین اچھا
برہمن بوجتے ہین اونکو مین مرد مسلمان ہون
مجھے کھینچے لئے جاتی ہی وحشت دشت غربت کو
کلیجہ کے کئی ٹکڑے جگر مین چھید ڈالے ہین

بچے یہ سبزہ نوخیز یارب پائمالی سے
خدا محفوظ رکھے اس مزاج لا ابالی سے
مجھے کیا قتل کر ڈالوگے اس تیغ ہلالی سے
کمر کو باندھتے ہین آج مضمون خیالی سے
دل گلچین کبیدہ ہے چمن کی پائمالی سے
فقیرون کا گذر چلتا ہے اک جام سفالی سے
وہ دولت چاہتی ہین تم نظر آتی ہو خالی سے
نہ دوگا سی غرض مجھکو نہ کچھ مطلب ہے گالی سے
لڑی ہے آنکھ اپنی جاکر کس چشم غزالی سے
نگہ کا تیر مارا اس بت کافر نے جالی سے

کسی محبوب کی اعتماد کی دیکھی نہین جالی
یہان صدمہ ہوا آ غا گرا تیا جو ڈالی سے

قطعہ تاریخ طبعزاد فقیر محمد عنایت صاحب انور مالک مطبع انوری آگرہ

تب جب ہوا دیوان آغا — ہوا مطبوع طبع نکتہ سنجان

لکھا یہ مصرع تاریخ ہمنے — گل بہار گلزار سخندان

۱۸۸۶ع

قطعہ تاریخ طبعزاد محمد صادق علی صاحب صادق اکبرآبادی

[illegible] کے چھپنے کا سامان — ہوا انبار دل سے ہر اک شخص خواہان

لکھی پھر یہ تاریخ صادق نے اسکی — کہا لا جواب آغا صاحب نے دیوان

۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از فکر محمد وارث علی صاحب زیب اکبرآبادی

مزیب جب چھپا دیوان آغا — تو سب نے دیکھکر اوسکو کہا خوب

مجھے تاریخ کی تھی فکر درپیش — کہا ہاتف نے کہدے دلکا مرغوب

۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از سید مومن حسین صاحب صفی امروہوی -

کلام حضرت آغا سے مرحوم — خلل سے ہر طرح ہے بیدغل صاف

روان بندش کہین سکتہ نہ تعقید — ز مطلع تا بہ مقطع ہر غزل صاف

لکھی یہ طبع کی تاریخ مین نے — چھپا دیوان آغا بے بدل صاف

۱۳۰۳ھ

اطلاع

کتب مندرجہ ذیل ہمارے پاس موجود ہیں جن صاحبونکو ضرورت ہو منگا لیں

نام کتاب	نام مصنف	قیمت بلا محصول ڈاک	قیمت معہ محصول ڈاک
دیوان قیصر	مرزا علی حسین صاحب قیصر اکبر آبادی	۹/	۱۱/
دیوان آغا	مرزا آغا حسین صاحب بہ تخلص آغا اکبر آبادی	۹/	۱۱/
طلسم گوہر بار	منشی سید اسمعیل حسین صاحب منیر شکوہ آبادی	عہ	عسہ
مصائب الشہدا	مرزا آغا نجف علی صاحب اکبر آبادی	سے/	سے
دیوان چراغ بزم معہ مثنوی تصویر سخن	مرزا عاشق حسین صاحب بزم اکبر آبادی	۱۲/	عصہ/
دیوان ضیا	مرزا سخاوت علی صاحب ضیا	۸/	۱۱/

قرآن مجید

عنوان کی مثل جلی قلم کا قرآن مجید مترجم جسکے حاشیہ پر تفسیر حسینی اور نجوم الفرقان و فوائد ہیں زیر طبع ہے علاوہ اسکے پورے کلام مجید میں ہر صفحہ پر بیل ہے باوجود اسقدر خوبیوں کے قیمت مع محصول ڈاک صرف ایک روپیہ فی پارہ ہے ہر ماہ میں ایک پارہ تیار ہوا کریگا جو صاحب ہدیہ لینا چاہیں ہمارے پاس درخواست بھیجکر طلب فرمائیں

المشتہر
مرزا فدا حسین ساکن کٹرہ حاجی حسن آگرہ